سکھوں کے گورو

اور

اُن کی تعلیم

مصنفہ

پادری ڈبلیو۔ ایم۔ رائبرن ایم۔ اے۔ لٹ۔ ڈی

فہرست مضامین

پہلا باب

گورو نانک

گورو نانک دریائے راوی کے کنارے لاہور کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں تلونڈی میں ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ اُن کے باپ کا نام کالُو تھا۔ کالُو تلونڈی میں دُکان کرتا تھا۔ اور گاؤں کا پٹواری بھی تھا۔ اُن کی ماں کا نام ترپتا تھا۔ کالُو ایک شریف منش آدمی تھا اور شرافت کی وجہ سے گاؤں میں اُس کی بڑی ساکھ تھی اور وُہ گاؤں کا چودھری سمجھا جاتا تھا

جس وقت گورو نانک پیدا ہوئے۔ اُس وقت ہندوستان اور پنجاب کا علاقہ بہلول لودھی کے زیرِ نگیں تھا۔ ہندُو مسلمانوں میں بُغض وعناد کا بازار گرم تھا۔ بالخصوص پنجاب میں تو ہندو اور مسلمان ایک دُوسرے کے خُون کے پیاسے تھے۔ مسلمان صاحب حکومت تھے۔ اِس لئے وُہ ہندوؤں کو بُری طرح ستایا کرتے تھے۔ اور غیر مُسلموں پر کبھی جابے جا سُلوک روا رکھتے تھے۔ گورو نانک صاحب اُس وقت کے زبوں حالات کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں "بادشاہ قصائی ہیں۔ اور ظُلم اُن کی چھری۔ فرض ادا کرنے کی خواہش مفقود ہو گئی ہے۔ جھُوٹ و افترا اندھیری رات کی طرح ہر شے پر حاوی ہیں۔ سچائی کا چاند کہیں نظر نہیں آتا۔ اس اندھیر گردی میں راستبازی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ دُنیا سخت مُصیبت میں مُبتلا ہے"

مذہبی نقطۂ نگاہ سے زمانے کی حالت اصلاح طلب تھی۔ لوگ کسی پیشوا کے استقبال کے لئے تیار تھے۔ مسلمان اور ہندُو دونوں کی مذہبی حالت بہت ہی پست تھی۔ حقیقی نیکی اور مذہبی زندگی نہ عام لوگوں میں پائی جاتی تھی اور نہ ہی پنڈتوں اور مُلّاؤں میں کوئی بیداری تھی۔ بعض نیک آدمیوں مثلاً فریدؒ۔ چیتنیہ۔ کبیر وغیرہ نے اصلاح کی کوشش کی۔ لیکن ان کی کوششوں کا اثر نہ ہونے کے برابر ہُوا۔ پنڈتوں اور مُلّاؤں کی حالت اتنی ہی پست رہی۔ جتنی کہ پہلے تھی۔ اُس زمانے کے برہمنوں کا ذکر گورو نانک ذیل کے الفاظ میں کرتے ہیں "ہندُو جو اپنے آپ کو پوتّر خیال کرتا ہے۔ مسلمانوں کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ اور اپنے بھائی پر جھوٹا الزام لگاتا

معلوم تو جوگی ہوتے ہیں۔ مگر بیاہ رچاتے ہیں۔ حرام کی اولاد اُن کے ارد گرد پھرتی ہے۔ ہر ایک شخص ہر ایک جگہ فریب خوردہ ہے۔ وُہ زندہ آدمیوں کو کھاتے ہیں اور پھر خُدا کی بارگاہ میں سر جُھکاتے ہیں جو قتل مسلمان کرتے ہیں۔ وُہ برہمنوں کو پسند ہے۔ برہمن اِن "قاتلوں کے گھر خُوشی سے آتے جاتے ہیں۔ وُہ اُن سے بھیک مانگتے ہیں۔ برہمنوں کی کمائی حرام کی کمائی ہے۔ اُن کی تجارت جھُوٹ کا سودا ہے۔ جھُوٹ اِن کی روزی کا ذریعہ ہے۔ دھرم اور شرم مُلک سے جاتے رہے۔ برہمنوں کے بدن ناپاک ہیں۔ اور وُہ بڑے گھنونے کام کرتے ہیں۔ اُن کے خیالات گندے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مُنہ دھونے سے وُہ پاک ہو جائیں گے۔

لیکن اِس تاریکی میں کہیں کہیں روشنی کے آثار نظر آتے تھے۔ اور اُس زمانے میں لوگ دُنیا میں ہر جگہ مذہبی باتوں میں دلچسپی لینے لگ گئے تھے۔ ہندوستان میں اس روشنی کا ظہور کبیر اور نانک اور باقی نو گوروؤں کی صورت میں ہُوا۔ فرنگستان میں یہی روشنی "اصلاحِ اعظم" یعنی ریفرمیشن کی شکل میں نمودار ہُوئی۔ بعد ازاں اکبر کے عہد میں یہ دلچسپی اور بھی بڑھ گئی۔ شمالی ہندوستان میں اُس تاریک زمانے کا پیشوا جو نیکی اور صُلح کا پیغام لے کر آیا وُہ گورو نانک تھا۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کو اُس کا پیغام اُس وقت پہنچا۔ جب کہ ایسے پیغام کی سخت ضرورت تھی۔ یہ امر خُوب غور کے قابل ہے۔ کہ یہ مذہبی تحریک اور جوش عام لوگوں میں پیدا ہُوئے اور اُس زمانے کے مذہبی رہنماؤں کے کان پر جُوں تک نہ رینگی۔ گورو نانک عام لوگوں کے پیشوا تھے۔ اور اُن کا مذہب عام لوگوں کو پسند تھا۔ اُنھوں نے اپنے مذہب سے وُہ فضول رسم و رواج اور ذات پات کی تمیز اور باطل دستور مٹا دیے۔ جن سے کچھ بھی فائدہ نہ تھا۔ اور اُن کے خلاف جہاد کیا۔ اُنھوں نے اپنے مذہب میں وُہ سب لوگ جو خُدا پرست اور نیک دل تھے بلا امتیاز ہندُو یا مُسلمان اِکٹھے کرنے کی کوشش کی تاکہ ایک مذہب ہو جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نانک اپنے لڑکپن میں بہت ذہین تھے۔ نیز اُن کی طبیعت شروع سے مذہب کی طرف مائل تھی۔ اور وہ اکثر دھیان میں لگے رہتے تھے۔ بالعموم وہ اپنے ہم عمر لڑکوں میں بہُت کم کھیلتے تھے۔ لیکن تلونڈی کے قریب ایک جگہ جس کا نام بالکیڑا ہے۔ ایک تالاب بنا ہُوا ہے۔ جو نانک کے لڑکپن کی یادگار ہے۔ کیونکہ وُہ عمُوماً یہاں ہی کھیلتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ وُہ لڑکپن میں اِسی جگہ دھیان میں بیٹھتے تھے۔ اور اکثر پُوری پُوری رات دھیان میں صرف کر دیا کرتے تھے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ مذہبی باتوں میں کافی ملکہ رکھتے تھے۔ یہ بات ہندُو اور مسلمانوں کے لئے حیرانی کا باعث تھی۔ نانک کا باپ اُن کے بارے میں عمُوماً مغمُوم سا رہتا تھا۔ اُس کا خیال تھا۔ کہ وہ ضُرورت سے زیادہ اُن باتوں میں لگا ہُوا ہے۔ جن کا تعلق اِس دُنیا سے نہیں۔ لیکن ایک فقیر نے

اُس کی حوصلہ افزائی کی اور یہ پیشین گوئی کی کہ نانک بڑا ہو کر ایک نامور شخص ثابت ہوگا۔ مگر کالُو چاہتا تھا کہ اُس کا بیٹا اِس دُنیا کی عملی باتوں کی طرف زیادہ متوجہ ہو۔

سات سال کی عُمر میں نانک کو مدرسہ میں داخل کرایا گیا۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے۔ کہ اُس کے داخل ہونے سے مدرسہ میں کچھ گڑبڑ ہوئی۔ کیونکہ نانک کی دلچسپی مدرسہ کے معمُولی مضامین کی نسبت مذہبی باتوں سے زیادہ تھی۔ کہتے ہیں۔ کہ جب اُستاد اُنہیں الف۔ بے پڑھانے لگا تو نانک نے اُس سے مذہبی بات چیت شروع کر دی۔ نانک نے کہا کہ پہلے حرف الف سے خُدا کی وحدانیّت کا انکشاف ہوتا ہے۔ اس کہانی سے جسے عقل تسلیم کرنے میں متامّل ہے۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ نانک کے پیروؤں کو پکّا یقین ہو گیا کہ نانک نے توحید کی تعلیم دی۔

نانک سکول میں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے۔ اُنہیں مدرسہ کے معمُولی مضامین سے نفرت تھی۔ اُنہوں نے نیکی اور راستبازی کا عِلم حاصل کیا۔ اُس وقت کی ایک بحث جو نانک اور اُن کے اُستاد کے درمیان ہُوئی۔ گرنتھ صاحب کے راگ آسا میں درج ہے۔ بے شک یہ تعلیم اُس وقت نہیں دی گئی تھی بلکہ چند سال بعد۔ بعد ازاں یہ روایت حروف کے متعلق بنا دی گئی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ تعلیم موجود ہوتی ہے اور اس تعلیم کے واسطے کہانی بنا لی جاتی ہے۔

نانک کو پتہ چل گیا کہ مدرسہ اور وہاں کے اُستاد سے اُنہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور تھوڑی ہی دیر بعد اُنہوں نے مدرسہ جانے سے انکار کر دیا۔ اب اُنہوں نے سادھوؤں اور سنیاسیوں کی ہم نشینی اختیار کی جو تلونڈی کے اِرد گرد جنگلوں میں رہا کرتے تھے۔ جو عِلم اُنہوں نے حاصل کیا۔ گو مدرسہ سے نہیں کیا۔ پھر بھی اُن کا عِلم وسیع تھا۔ اگر وہ گاؤں کے مدرسہ میں پڑھتے رہتے تو یہ وسیع اور رنگینہ رس علم اُن کے حصّہ میں نہ آتا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے مولوی سیّد حسیؔن سے جو تلونڈی کے نزدیک رہتے تھے بہت سی باتوں کا استفادہ کیا۔ البتّہ اُنہوں نے فقیروں اور سنیاسیوں کی صحبت سے اسلام اور ہندُو مذہب کے متعلق بہت کچھ سیکھا۔ اُن کی اس روش نے اُن کے باپ کالُو کو اور بھی متفکّر کر دیا۔ کیونکہ وُہ نہ چاہتا تھا۔ کہ اس کا بیٹا فقیر بن جائے۔ اُس کی کوششوں کے باوجُود نانک نے گاؤں کی معمُولی زندگی اور بین دین کا کام اختیار کرنے سے اِنکار کیا۔ لیکن وُہ وہ فارسی زبان سیکھنے پر رضا مند ہو گئے۔ اُن کے باپ کا خیال تھا کہ اگر وہ فارسی زبان سیکھ لیں تو وُہ پٹواری کا کام بخوبی کر سکیں گے وُہ فارسی پڑھنے میں بہُت مشتاق ثابت ہوئے۔ حتّٰے کہ ان کے اُستاد بھی اُن کی غیر معمُولی ذہانت

کو دیکھکر حیران رہ گئے۔ گرنتھ صاحب میں فارسی زبان کے بہت سے الفاظ جابجا پائے جاتے ہیں اور کئی نظمیں بھی فارسی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں فارسی زبان میں کافی ملکہ تھا۔ لیکن فارسی کی تحصیل سے وُہ رنگ نہ چڑھا جو کالو چاہتا تھا۔

اپنی بے نیازی کے سبب نانک کو اکثر تکلیفیں اُٹھانی پڑتی تھیں۔ اُنہیں کام دیا جاتا۔ مگر وُہ کام کو چھوڑ چھاڑ مذہبی خیالات میں منہمک ہو جاتے۔ اس سے کالو کے تن بدن میں آگ لگ جاتی۔ اُنہیں مویشی چرانے بھیجا گیا۔ وُہ مویشی چھوڑ کے سو گئے یا دھیان میں لگ گئے۔ مویشی کھیتوں کو اُجاڑنے لگے۔ کالو کو کھیت کے مالک کا نقصان بھرنا پڑا اور اس نے نانک کو سخت سُست کہا۔ اِس قسم کے واقعات اکثر ہوتے تھے۔

جب نانک نے عُمر کی نوُ منزلیں طے کر لیں۔ تو خاندان کے خویش و اقارب جمع ہوئے۔ کیونکہ انہیں جنیئو پہنانے کی رسم ادا کرنی تھی۔ رسم کے شروع ہونے سے پیشتر نانک نے برہمنوں سے ایک لمبی چوڑی بحث شروع کر دی اُنہوں نے دریافت کیا کہ جنیئو پہننے سے کیا فائدہ ہے؟ برہمنوں نے جواب دیا کہ تُمہارے باپ دادا اِسے پہنتے آئے اور ویدوں میں اِسے پہننے کا حکُم دیا گیا ہے۔ نیز یہ مذہب کی ایک شرط ہے۔ لیکن نانک اِن باتوں سے بالکل بے نیاز تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر اس سے کوئی مذہبی مدد نہیں ملتی تو یہ فضول ہے۔ اپنے ماں باپ کی ناراضگی و مایُوسی اور رشتہ داروں کی خفگی کے باوجود اُنہوں نے جنیئو پہننے سے انکار کر دیا۔ برہمنوں نے کہا۔ کہ اگر تم جنیئو پہننے سے انکار کرتے ہو تو تم ایک شودر گردانے جاؤ گے۔ نانک نے اس بات کی بالکل پروا نہ کی۔ اُنہوں نے ہرگز جنیئو نہ پہنا اور ان کے اصلی پیرو اب تک جنیئو نہیں پہنتے۔

اُنہوں نے چودہ سال کی عمر تک ایسی ہی زندگی بسر کی۔ اس وقت اُن کی شادی کا انتظام کیا گیا۔ اور بٹالہ میں اُن کی شادی ہو گئی۔ اُن کی بیوی کا نام سُلکھنی تھا۔ اس کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ لکشمی داس اور سری چند۔ لیکن شادی ہو جانے سے بھی نانک کی زندگی میں صرف تھوڑا سا فرق پڑا۔ وُہ بدستور فقیرانہ زندگی بسر کرتے رہے۔

اُن کے رشتہ دار بالخصوص اُن کے ماں باپ کو یہ بات ایک آنکھ نہ بھاتی کہ اُن کا بیٹا ایک نفضول فقیرانہ زندگی بسر کرے۔ مگر وہ نہ جانتے تھے۔ کہ نانک کو خدُا بلا رہا ہے۔ کہ وہ اپنا سارا وقت اور ساری زندگی صرف مذہب کے

لئے وقف کر دے۔ وہ کہنے لگے کہ نانک دیوانہ ہو گیا ہے۔ پس اُنہوں نے ایک طبیب کو بُلایا۔ وہ کیا علاج کر سکتا تھا۔ مایوس ہو کر چلا گیا۔ مگر تلونڈی کا سب سے بڑا زمیندار رائے بھولار نانک کا معتقد تھا۔ اور اُسے یقین تھا۔ کہ نانک ایک خاص پیغام لے کر آیا ہے۔ تاکہ اِسی دُنیا میں اِس کو پھیلائے اور یہی خدُا کی مرضی ہے۔ روایت ہے۔ کہ ایک دن رائے بھولار نے دیکھا کہ نانک دُھوپ میں سو رہے ہیں۔ ایک اژدھا نے آکر اپنا پھن نانک کے چہرے پر پھیلا دیا۔ تاکہ آپ سایہ میں آرام سے سوئے رہیں۔ (یہی روایت ایک راجپوت شہزادہ کے متعلق بھی ہے) ایسی ہی ایک اور روایت ہے کہ ایک دن رائے بھولار نے دیکھا۔ کہ نانک درخت کے سایہ میں سو رہے ہیں۔ درخت کا سایہ تمام دن وہیں کا وہیں رہا تاکہ نانک دُھوپ سے بچے رہیں۔ اگرچہ یہ کہانیاں سچ معلُوم نہیں ہوتیں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ رائے بھولار کو یقین ہو گیا کہ نانک کوئی معمولی آدمی نہیں۔ اُن میں خدا کی طاقت ہے اور وہ دُنیا میں بڑے بڑے کام سرانجام دینگے۔ مگر اُن کے والدین متفق نہیں تھے۔ کالو نے ارادہ کیا کہ ایک دفعہ پھر کوشش کرے۔ کہ شاید اس کا بیٹا دُنیوی کاروبار میں دلچسپی لینے لگے۔ اُس نے سوچا کہ اگر میں نانک کو لین دین کے فوائد سے آگاہ کر دُوں۔ تو شاید وُہ اِس طرف راغب ہو جائے۔ پس اس نے نانک کو کچھ روپے دِئے اور کہا کہ جاؤ فلاں گاؤں سے نمک خرید لاؤ اور پھر اُسے دوسرے گاؤں میں جا کے فروخت کرو۔ اور اس طرح نفع کماؤ۔ اُس نے روپے دے کر اپنے نوکر بالا کو نانک کے ساتھ بھیجا۔ مگر راستے میں اُنہیں فقیروں کی ایک جماعت مِل گئی۔ انہیں دیکھتے ہی نانک نمک وغیرہ کا لین دین بھُول گئے اور ان فقیروں کے ساتھ مذہبی مسائل میں مشغول ہو گئے۔ دورانِ گفتگو میں انہیں معلُوم ہُوا۔ کہ فقیروں نے تین دِن سے کچھ نہیں کھایا اور بھُوک کے غلبہ کے سبب وہ کسی قسم کے بحث و مباحثہ سے معذور ہیں۔ نانک یہ کب برداشت کر سکتے تھے۔ اُنہوں نے فوراً تمام روپے جو باپ نے سودا خریدنے کو دئے تھے فقیروں کو بانٹ دِئے اور کہا کہ میرے باپ نے یہ روپے نمک خریدنے کو دِئے تھے تاکہ مَیں اُسے بیچ کر کچھ نفع حاصل کروں۔ مگر دنیوی منافع فضول اور فانی ہیں۔ اُن سے حقیقی نفع نہیں ہوتا۔ میری یہ تمنّا ہے کہ مَیں اِن آدمیوں کی امداد کروں اور اس طرح ابدی منافع کا وارث ہو جاؤں۔ نوکر اس معاملے میں نانک سے متفق تھا۔ اور اس نے کہا۔ ہاں اِن بھُوکوں کو روپے دے دیجئے۔ فقیروں نے روپے لیکر کچھ کھانے پینے کا سامان خریدا اور کھانے سے فارغ ہو کر نانک کے ساتھ ایک بڑی لمبی اور مدّلل بحث ہُوئی۔ اس کا موضوع خدا کی وحدانیت تھا۔ دوسرے دِن نانک واپس گھر آئے۔ باپ نے

دریافت کیا کہ بیٹا روپوں کا کیا خریدا ؟ نانک نے جواب دیا۔ کہ مَیں نے وُہ روپے بھُوکوں اور محتاجوں کو بانٹ دیئے اور اس طرح آپ کے لئے ہمیشہ کا نفع خرید لیا مگر کالُو کو یہ نفع مرغوب نہ تھا۔ وُہ غصّے سے آگ بگولہ ہو گیا اور اُس نے مارنے کو ہاتھ اُٹھایا۔ اتفاقاً رائے بھولار اُس طرف سے گزر رہا تھا۔ اُس نے کالُو سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے ؟ کالُو نے نانک کی بے وقوفی کا کچّا چِٹھا کہہ سُنایا۔ رائے بھولار نے کالُو کو سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ تیرے بیٹے کے کام تیری سمجھ سے بالا ہیں۔ اور اُس نے اُسے تنبیہہ کی کہ آئندہ اپنے بیٹے پر ہاتھ نہ اُٹھانا۔ مگر کالُو اپنے ارادہ سے نہ ٹلتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ نانک کسی نہ کسی طرح دُنیا کے کاموں میں پھنس جائے۔ نانک کی بہن نانکی کی شادی جیرام نامی ایک آدمی سے ہُوئی۔ جیرام دولت خاں لودھی کا نوکر تھا اور سلطان پُور میں رہا کرتا تھا۔ نانک کو جیرام کے پاس بھیجا گیا۔ وہاں اُنہیں مودی خانے کا داروغہ بنایا گیا۔ اس کام میں نانک کو دولت خاں لودھی کیلئے سامان خورد و نوش اور دیگر اشیاء کی خرید و فروخت کرنی پڑتی تھی۔ اور اس کام کے لئے روپیہ پیشگی ملتا تھا۔ جو کچھ نانک کو اپنے اخراجات کے لئے ملتا تھا وُہ اُسے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اس وجہ سے بازار کے لوگ کہنے لگے کہ نانک نواب صاحب کے مال کا بے جا استعمال کرتا ہے۔ ہوتے ہوتے یہ افواہ دولت خاں کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ اُس نے فوراً حکم دیا۔ کہ نانک کا حساب کتاب دیکھا جائے جب اُن کے حساب کی پڑتال کی گئی تو معلوم ہُوا کہ حساب بالکل ٹھیک ہے بلکہ نانک کے چند روپے نواب کی طرف نکلتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر نواب صاحب کے پاس یہی شکایت پہنچی۔ اور پھر حکم ہُوا کہ پڑتال کی جائے۔ لیکن اب کی دفعہ بھی ایک کوڑی کا فرق نہ نِکلا۔

تھوڑی دیر کے بعد نانک نے یہ ارادہ کر لیا۔ کہ دنیوی کاروبار سے کنارہ کش ہو کر اپنی زندگی کو مذہب کے لئے وقف کر دیں۔ مگر نواب اُن کی دیانت داری کا شیدا ہو چکا تھا اور اُسے یہ معلوم تھا کہ ایسے نوکر بہت کم مِلتے ہیں۔ اُس نے بہت اصرار کیا کہ نانک اُس کی نوکری نہ چھوڑیں۔ مگر اُنہوں نے اُس کی ایک نہ سُنی اور اپنے فیصلے پر اڑے رہے۔

اس تبدیلی کے متعلق جنم ساکھیوں میں مختلف بیانات پائے جاتے ہیں۔ سب سے قدیم جنم ساکھی میں یوں لکھا ہے۔ کہ نانک سُلطان پُور کے نزدیک ایک نہر میں نہا رہے تھے۔ فرشتے آئے اور اُنہوں نے آپ کو پکڑ لیا اور خدا کے حضور پیش کیا۔ وہاں سے آپ کو نبوّت کا اِرشاد ہُوا۔ پھر آپ کو دُنیا میں واپس

بھیجا گیا تاکہ لوگوں میں ہری کے نام کا پرچار کریں۔ اِسی اثناء میں آپ کے دوست آپ کی لاش کو نہر میں تلاش کرتے رہے۔ مگر ناکامیاب رہے۔ ایک اور روایت یوں ہے کہ ایک مسلمان درویش نے کام چھوڑنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ نانک اپنا کام چھوڑ کے تین دن تک پانی میں رہے۔ جب وہ پانی میں تھے تو حضرت الیاس وارد ہوئے۔ غالباً اُنہیں رویا ہوئی۔ جو مشرق میں کبھی کبھی دینداروں کو ہُوا کرتی ہے۔ اس رویا میں نانک نے دیکھا کہ وُہ خُدا کے حضُور میں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ گورو نانک پر اس وقت ایک خاص انکشاف ہُوا۔ اُنہوں نے خدا کی آواز سُنی جو اُنہیں دینی کام کی دعوت دے رہی تھی۔ پس اُنہوں نے اپنے کام کو چھوڑ دیا اور جو کچھ وہ خُدا کی مرضی سمجھتے تھے اس کے مطابق عمل پیرا ہوئے۔

اُنہوں نے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا اور پرچار کرنے لگے۔ اُن کے تین ساتھی تھے۔ ایک میراثی جس کا نام مردانہ تھا اور بالا (جس کا پہلے نمک کے معاملے میں ذکر آچکا ہے) اور ایک رام داس تھا۔ جو بڈھا کہلاتا تھا۔ کچھ عرصے تک نانک درویشوں کے لباس میں سلطان پور کے گرد و نواح میں رہے۔ لوگ پھر کہنے لگے کہ نانک دیوانہ ہے۔ یا اُس میں کوئی بھُوت ہے۔ نانک کے چند دوستوں نے ایک مُلّا کو بلایا تاکہ وہ اس بھُوت کو نکالے۔ اُس نے ایک کاغذ پہ کچھ لکھا جو نانک کے گلے میں ڈالا گیا۔ نانک نے اس سے کہا کہ جس نے خُدا کا نام لکھا اور پھر اُسے بیچ ڈالا وہ لعنتی ہے۔ مُلّا اپنے کام میں مشغول رہا اور پھر پُوچھا کون ہو ؟ جواب ملا بعض مجھے بھُوت کہتے ہیں۔ بعض مجھے بیتال (بد رُوح) گردانتے ہیں۔ اور بعض مجھے آدمی پکارتے ہیں۔ مُلّا بولا۔ اس میں بھُوت نہیں۔ یہ دیوانہ ہے۔ اس پہ نانک بول اُٹھے۔ میں خُدا کا دیوانہ ہوں۔ اور مَیں سوائے خُدا کے کسی کو نہیں پہچانتا۔ یعنی وُہ شرابِ معرفت سے اِس قدر سرشار تھے۔ کہ دیوانے معلوم ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ لوگ جاننے لگے کہ وہ پاگل نہیں اور اُنہوں نے اِن کا پیچھا چھوڑ دیا۔

بعد ازاں نانک نے ایک تہلکہ مچا دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے آوازہ بلند کیا کہ نہ تو کوئی ہندُو ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان ہے۔ نواب نے دوبارہ اُنہیں طلب کیا۔ اس دفعہ وُہ جانے کو تیار ہو گئے۔ نواب اُنہیں بہت تپاک سے ملا اور پھر ان سے کہا کہ اِس تعلیم کو وضاحت سے بیان کیجئے۔ کیونکہ بہت سے لوگ اس سے گھبرا گئے ہیں۔ پھر اُنہوں نے یوں جواب دیا۔ کہ جب مَیں نے یوں کہا۔ کہ کوئی مسلمان نہیں تو میرا مطلب یہ تھا کہ سب مسلمان اپنے مذہب کے اُصولوں

کو بھول بیٹھے ہیں۔ اور وُہ حضرت محمدؐ کی تعلیم پر نہیں چلتے اور کہا کہ مُسلمان ہونا بہت مُشکل ہے۔ پہلے غرور کو دل سے دُور کرے اور زندگی اور موت کے بکھیڑوں کو بھول جائے۔ اور دل سے خُدا کی مرضی پر چلے۔ خالق کی عبادت کرے اور سب لوگوں سے ہمدردی کا سلوک کرے۔ فی الحقیقت وُہ شخص مسلمان ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ پانچ نمازیں ہیں۔ اور اُن کے لئے وقت مقرر ہیں اور ان کے پانچ نام ہیں۔ پہلا سچائی ہے۔ دُوسرا جو کچھ حق ہے۔ تیسرا خُدا کے نام پر خیرات۔ چوتھا نیک نیتی۔ پانچواں خُدا کی عبادت اور اُس کا جلال۔ اگر تمہارا عقیدہ جسے تُم نے وردِ زبان بنا رکھا ہے۔ نیک ہے تو تُم اصلی مُسلمان ہو۔ قاضی اور نواب جن کی نماز صرف الفاظ کی رٹ تھی۔ یہ روحانی تعلیم سُن کر حیران ہُوئے۔ پھر انہوں نے نانک کو نماز کے وقت اپنے ساتھ جانے کی دعوت دی۔ نانک اُن کے ساتھ گئے۔ لیکن جس وقت قاضی نماز پڑھ رہا تھا۔ نانک اُس پر ہنسنے لگے۔ اس ہنسی سے قاضی بہت ناراض ہُوا اور ان کی نکتہ چینی کی۔ جب اُنہوں نے نانک سے پوچھا کہ وہ کیوں ہنسے؟ آپ نے جواب دیا۔ کہ اِس لئے مجھے ہنسی آئی۔ کہ قاضی صاحب کے لبوں پر نماز کے لفظ تھے۔ مگر دل میں یہ خیال تھا۔ کہ افسوس میں اپنے بچھڑے کو کھلا چھوڑ آیا۔ کہیں کوئیں میں نہ گر پڑے۔ اور نانک نے یہ بھی کہا۔ کہ نواب صاحب پڑھ تو نماز رہے تھے۔ مگر دل میں گھوڑوں کی سوداگری میں نفع کا خیالی پلاؤ پکا رہے تھے۔ قاضی اور نواب دونوں کو اقرار کرنا پڑا کہ جو کچھ نانک نے فرمایا وُہ عین حقیقت تھا اُنہوں نے کہا۔ کہ بے شک نانک خُدا پرست ہے۔ پھر نانک سفر کا انتظام کرنے لگے۔ پہلے وُہ اپنی بیوی اور خاندان کے دیگر افراد سے ملنے گئے۔ اُن کی بیوی کو یہ کب گوارا تھا کہ وہ اُسے چھوڑ کے سفر اختیار کریں لیکن ان کی بہن نانکی بھائی کے کام کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ اُس نے ہمّت بندھائی۔ اُنہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے خُدا بُلا رہا ہے اور جب تک میرا کام ختم نہ ہو جائے میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ غرض اُنہوں نے اپنی بیوی کو اُس کے میکے بھیج دیا۔

گورو نانک کے سفر کے مختلف بیانات ہیں۔ اور ان میں اصلی حقیقت کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ بعض کہانیاں بعد میں لکھی گئیں۔ مگر ان میں امتیاز مشکل ہے۔ معجزوں کی روایات جنم ساکھیوں میں مذکور ہیں۔ مگر عقل انہیں صادق تسلیم کرنے میں تامّل کرتی ہے۔ سب سے پرانی جنم ساکھی میں معجزوں کا ذکر بہت کم ہے۔ غالباً نانک کی زندگی میں لوگ اِن سفروں کے متعلق بہت کم واقفیت رکھتے

تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُنہوں نے پانچ لمبے سفر کئے۔ پہلا سفر مشرق کی طرف کیا۔ دُوسرا سفر جنوب میں لنکا تک کیا۔ تیسرا سفر کشمیر کی طرف۔ چوتھا سفر مغرب میں مکہ تک اور پانچواں سفر گورکھ ہٹڑی (پشاور کے قریب) تک کیا۔

پہلا سفر اختیار کرنے سے پیشتر نانک ایک ٹھگ کے پاس گئے۔ جس کا نام سجّن تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نانک صاحب کِسی آدمی کے دل کو بدلنے کے لئے کیا طریقہ اِستعمال کیا کرتے تھے۔ یہ آدمی بہت ملنسار معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنے ہندو مہمانوں کیلئے ایک مندر بنوا رکھا تھا۔ اور مسلمان مہمانوں کیلئے ایک مسجد بنوا رکھی تھی۔ ہندو اور مسلمان دونوں کے ساتھ مہمان نوازی کا یکساں سلوک روا رکھتا تھا۔ وُہ اُنہیں کھانا کھلاتا۔ اچھی طرح آؤ بھگت کرتا۔ رات کو سونے کے لئے چارپائی دیتا۔ مگر جب مہمان سو جاتا تو اُٹھا کر کوئیں میں گرا دیتا۔ اور اسطرح اُنہیں ہمیشہ کی نیند سُلا دیتا تھا۔ جب نانک اور مردانہ اُس کے مہمان ہُوئے۔ تو سجّن نے خیال کیا۔ کہ یہ امیر ہیں۔ حسبِ معمول اُس نے اُن کی خوب خاطر تواضع کی اور پھر کہا کہ اب آرام کا وقت ہے۔ نانک نے کہا۔ کہ مَیں سونے سے پہلے ایک گیت گانا چاہتا ہُوں۔ سجّن نے کہا۔ بڑی خوشی سے گائیے۔ پس مردانہ نے رباب چھیڑ دی۔ نانک نے وہ بھجن گایا۔ جو گرنتھ صاحب میں راگ سوہی میں درج ہے۔ اس بھجن میں ریاکاری کا ذکر ہے۔ برنج (پیتل) ویسے تو چمکدار معلوم ہوتا ہے۔ مگر ملنے سے سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ سیاہی پانی اور صابون سے نہیں دھوئی جا سکتی۔ ماہی گیروں کا رنگ سفید ہے۔ لیکن وُہ جانوروں کی لاشیں کھاتے ہیں۔ اُن کی سیرت اتنی پسندیدہ نہیں جیسی اُن کی صُورت ہے۔ گورو نانک کا یہ بھجن سُنکر سجّن نے اپنے گریبان میں مُنہ ڈالا۔ اُسے اپنے گناہوں کا احساس ہُوا۔ بھجن اِس وجہ سے اور بھی موثر ہُوا کہ نانک نے بالخصوص اُن ہی گناہوں کا ذکر کیا جن میں سجّن مُبتلا تھا۔ سجّن ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ نانک نے کہا۔ اگر معافی مانگتے ہو۔ تو کھُلم کھلا اپنے گناہوں کا اقرار کرو۔ اور جو چیزیں تُم نے چُرائیں۔ حتّی الوسع اُنہیں واپس کرنے کی کوشش کرو۔ پس سجّن نے اپنے سارے خونوں کا اعتراف کیا۔ اور جو کچھ چوری کا مال اُس کے پاس موجود تھا۔ وہ سب غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ اور گورو صاحب کا پیرو بن گیا ؎

گورو نانک کا پہلا سفر

پہلے پہل گورو نانک اور مردانہ کورکشیتر گئے۔ وہاں اُنہوں نے لوگوں میں پرچار کیا اور بہت سے لوگوں نے آپ کو گورو مانا۔ مگر وہاں کے برہمن بہت لال پیلے ہوئے کیونکہ گورو نانک نے ہرن کا گوشت کھایا۔ وہاں سے آپ پانی پت پہنچے۔ وہاں آپ نے ایک شیخ سے اپنے متعلق اور اپنے کپڑوں کے متعلق ایک لمبی چوڑی بحث کی۔ گو قدیم جنم ساکھی میں اس کا ذکر نہیں۔ غالباً یہاں سے وہ ہردوار گئے۔ ذیل کی کہانی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورو نانک برہمنوں کے توہمات اور باطل پرستی کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے۔

ہردوار میں آپ نے دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ اشنان کرتے تھے۔ مگر اُن کی رُوحیں کسی قسم کے فائدہ سے محرُوم تھیں۔ بعض لوگ دریائے گنگا میں اشنان کرتے وقت مشرق کی طرف مُنہ کرکے اپنے باپ دادا کی رُوحوں کی شانتی کے لئے پانی اُچھال رہے تھے۔ گورو نانک دریا میں گئے۔ اور اُن کے نزدیک کھڑے ہوکر مغرب کی طرف پانی اُچھالنے لگے۔ اُن کی اِس عجیب حرکت کو دیکھ کر ایک ہجوم اُن کے گرد جمع ہو گیا۔ برہمنوں نے اُن سے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم مشرق کی طرف پانی کیوں اُچھالتے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ اِس پانی سے ہمارے باپ دادا کو ثواب پہنچے گا۔ اور اس سے ہمیں راحت ہوتی ہے۔ پھر آپ نے اُن سے پُوچھا۔ کہ تمہارے باپ دادا یہاں سے کتنی دُور ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ ہزارہا کوس کے فاصلے پر ہیں۔ آپ نے پھر مغرب کی طرف پانی اُچھالنا شروع کیا۔ برہمنوں نے پھر پوچھا تُم کیا کر رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا۔ کہ پیشتر ازیں کہ مَیں نے یہ سفر اختیار کیا۔ مَیں نے ایک کھیت میں بیج بویا۔ وہاں پانی دینے والا کوئی موجُود نہیں۔ پس مَیں اُس کی طرف پانی دے رہا ہُوں۔ تاکہ وہ ہرا رہے۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ تم سڑی اور احمق ہو۔ یہ پانی تمہارے کھیت تک کس طرح پہنچ سکتا ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ تمہارے باپ دادا سے تو میرا کھیت نزدیک ہے۔ اصل میں احمق تم ہو۔ پھر آپ نے برہمنوں کی ریاکاری کے خلاف پرچار کیا۔

وہاں سے گورو نانک اور مردانہ دہلی پہنچے۔ کہتے ہیں۔ یہاں گورو صاحب نے ایک ہاتھی زندہ کیا۔ کیونکہ انہیں اس کے مالک پر رحم آیا۔ جو سوائے اِس کے اور کوئی روزی کا ذریعہ نہ رکھتا تھا۔ ابراہیم لودھی نے جو اُس وقت بادشاہ تھا۔ یہ عجیب وغریب خبر سُنی۔ اور وہ ہاتھی پر سوار ہوکر گورو صاحب سے ملنے

آیا۔ اور پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے۔ کہ آپ نے یہ ہاتھی زندہ کر دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ صرف خُدا ہی مار سکتا ہے اور وہی جلا سکتا ہے۔ فقیر تو صرف دعاء کر سکتے ہیں رحم تو وہی رحیم کر سکتا ہے۔ شاہ نے کہا۔ کہ اس ہاتھی کو پھر مار ڈالئے اور پھر اِسے زندہ کیجئے۔ مگر نانک یہ کب گوارا کر سکتے تھے۔ کہ لوگ اُنہیں صاحبِ اعجاز سمجھیں۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ صرف خُدا ہی ہے جو مار سکتا ہے۔ اور وہی زندہ کر سکتا ہے۔ اُس کے سِوا اور کوئی نہیں۔ لیکن بادشاہ معجزہ دیکھنا چاہتا تھا۔ پھر کہا۔ مگر نانک نے پھر جواب دے دیا۔ کہ نانک صرف خُدا کے نام کا بھُوکا ہے۔ اُسے اور چیزوں کی پروا نہیں۔ ہمیں خُدا کی تلاش ہے۔ اور کسی چیز کی ہمیں تلاش نہیں۔ پھر بادشاہ نے اُنہیں اُن کے حال پہ چھوڑ دیا۔ نانک اور مردانہ دہلی سے آگے روانہ ہُوئے۔

وہاں سے وہ بندرابن کی طرف گئے۔ اور آپ نے کہا۔ کہ کرشن لیلا کے وقت بہُت ہی بُرے کام کئے جاتے ہیں۔ اور اِس میلے کا اثر بُرا ہے۔ یہاں سے وہ مشرق کی طرف سفر کرتے رہے۔ قدیم جنم ساکھی میں گورو نانک کے کپڑوں کا ذکر ہے۔ وہ کچُھ ہندوؤں کے سے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ اور کچھ مسلمانوں کے سے۔ وہ سبز رنگ کا چولا پہنا کرتے تھے۔ اس پر ایک سفید چادر اوڑھا کرتے تھے۔ اُن کا قمیض بلا آستین کے عام فقیروں جیسا ہوتا تھا۔ اور مسلمان فقیروں کی طرح ایک ٹوپی پہنتے تھے۔ اُن کے گلے میں ہاتھی دانت کی ایک مالا ہوتی تھی۔ اور پاؤں میں جُوتیوں کا جوڑا ہوتا تھا۔ کھڑاؤں کا ایک جوڑا بھی پاس رکھتے تھے۔ اس قسم کے لباس سے اُن کا مقصد یہ تھا۔ کہ سب لوگ ایک مذہب اختیار کریں۔ جو نہ ہندو مذہب ہو اور نہ اسلام بلکہ دونوں کا مجمُوعہ ہو۔

آخر کار گورو نانک اور اُن کا وفادار رفیق بنارس پہنچ گئے۔ جہاں وہ کبیر کے شاگردوں سے ملے ہونگے۔ اور کبیر کی تعلیم کا مطالعہ کیا ہوگا۔ کیونکہ گورو نانک کی تعلیم میں کبیر کی تعلیم کا اثر صاف نظر آتا ہے۔ اور کبیر کی چند نظمیں گرنتھ صاحب میں موجُود ہیں۔ بنارس سے اُنہوں نے گیا کو سفر کیا۔ مختلف حادثوں کے بعد گورو نانک ایک جنگل میں پہنچے۔ جہاں شیطان مختلف ڈراؤنی شکلیں اختیار کرکے اُن کے سامنے آیا۔ اور گورو صاحب کو آزمایا۔ مردانہ ڈر کے مارے کانپ اُٹھا مگر گورو صاحب نے اُس سے کہا کہ شیطان سے ڈر کیسا۔ اُنہوں نے یہ تعلیم دی۔ کہ جب تمہارے دل میں خُدا کا ڈر ہے تو تمہیں موت کا ڈر نہ ہوگا۔ اے خُدا تیرے سِوا اور

گیں۔ اُن پر لعنت کرتے ہیں۔ گورو نانک نے متانت سے جواب دیا۔ کہ اگر پہلے گاؤں کے لوگ اپنے گاؤں سے نکل کر باہر گئے تو دُوسرے لوگوں سے ملیں گے اور سب کو اپنی مانند بنا لیں گے۔ اس لئے اگر وہ ایک ہی جگہ رہیں تو بہتر ہے اگر دوسرے گاؤں والے باہر گئے تو اور لوگوں کو بھی اپنے جیسا نیک بنا لیں گے۔ اِس لئے اُن کا دوسرے مقامات میں پھیل جانا مناسب ہے۔

بعد ازاں گورو نانک اور مردانہ دریائے برہم پُتر کے ساتھ ساتھ سفر کرتے رہے اور پُوری پہنچ گئے۔ جو ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ وہاں سے مشرقی حصّوں میں سفر کرتے پنجاب لَوٹ آئے۔

واپس آکر وہ شیخ فریدؔ سے ملے۔ شیخ فرید کی کئی نظمیں گرنتھ صاحب میں درج ہیں۔ وُہ شیخ بہرامؔ سے ملے۔ اور گورو نانک اُن کے پاس اُٹھتے بیٹھتے رہے۔ تھوڑے عرصے کے بعد دونوں کو اَلبتّہ مردانہ کو خاص طور پر گھر جانے کی خواہش پیدا ہُوئی۔ قدیم جنم ساکھی کے مطابق گورو صاحب مردانہ کے ساتھ بارہ سال کے سفر کے بعد "تلونڈی" واپس آئے۔ پہلے مردانہ اپنے گھر آیا۔ پھر واپس گورو نانک کے پاس چلا گیا۔ جو نزدیک ہی جنگل میں رہتے تھے۔ مردانہ نے لوگوں کو نہ بتایا تھا۔ کہ گورو نانک بھی آ گئے ہیں۔ لیکن اُن کی ماں نے خیال کیا کہ وُہ کہیں جنگل میں ہونگے۔ پس وہ مردانہ کے پیچھے پیچھے چلی گئی۔ اور اس طرح اپنے بیٹے کو جا ملی۔ وُہ گورو صاحب کے واسطے کھانا اور کپڑا بھی لے گئی۔ مگر گورو نانک نے واپس کر دئے۔ اُن کا باپ کالوؔ بھی ملنے آیا اور بہت زور مارا کہ وہ گھر میں آکے اپنی بیوی سے ملیں۔ کالو نے کہا۔ کہ اگر بیوی میں کوئی نقص ہے۔ تو میں تمہاری اور شادی کر دیتا ہوں۔ مگر گورو صاحب نے فرمایا"۔ اے باپ خدا جو شادی کا انتظام کرتا ہے۔ وُہ کبھی غلطی نہیں کرتا۔ جیسے وُہ ایک دفعہ جوڑا دیتا ہے وُہ ہمیشہ کے لئے جُڑ جاتا ہے۔ (گورو گوبند سنگھ بھی یہی تعلیم دیتے ہیں کہ صرف ایک بیوی کافی ہے اور یہی نیکوں کے لئے راہِ صواب ہے) پھر ان کے ماں باپ کہنے لگے کہ دُنیا داری کا فرض پُورا کرو۔ اپنی صحّت اور جوانی کا خیال کرو۔ سفر سے باز آؤ۔ لیکن گورو نانک نہ مانے اور اُن کے ماں باپ مجبور ہو گئے۔ گورو نانک اور مردانہ اب پھر شیخ بہرامؔ سے ملے۔ اور اُن کے مُرید شیخ کمال سے بھی ملاقات ہُوئی۔ اب کی دفعہ پھر خوب لمبی چوڑی صحبتیں رہیں اور خوب بحث مباحثہ ہُوا۔ یہاں سے وُہ دیپال پور۔ کنگن پُور۔ قصور۔ پٹی ہوتے ہوئے گوئندوال پہنچے۔

اِس سفر میں ایک سنیاسی نے گورو صاحب سے پُوچھا کہ اُداسی کے کیا معنی ہیں۔

کوئی ٹھکانا نہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ تیری مرضی کے مطابق ہوتا ہے۔ رُوح نہیں مرتی اور نہ ڈُوبتی ہے۔ بلکہ خُدا کا خوف اُسے بچا لیتا ہے۔ خُدا کے حُکم سے انسان آتا ہے اور جاتا ہے۔ ہمارے آگے پیچھے خُدا کا حُکم مصروفِ کار ہے اے خُدا تو سب کا مددگار ہے۔

شیطان نے نانک کو دولت۔ پری چہرہ عورتیں۔ معجزے اور مشرق و مغرب کی حکومت دینے کا لالچ دیا۔ اور کہا کہ جو کچھ تم چاہو۔ وُہ سب کچھ مل سکتا ہے۔ گورو نانک نے جواب دیا کہ اگر مجھے موتیوں کا محل جو سب پسندیدہ سامان سے آراستہ وپیراستہ ہو مل جائے۔ تب اے پاک پروردگار ممکن ہے کہ مَیں تجھے بھُول جاؤں۔ تیرے نام کو فراموش کر دُوں۔ اے خُدا تیرے بغیر میری رُوح ماہئی بے آب کی طرح تڑپتی ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ تیرے قُرب کے سِوا اور کہیں پناہ نہیں۔

اگر مجھے بے حد دولت مِل جائے۔ ماہ لقا عورتیں میری خدمت میں حاضر ہوں تو کیا ممکن نہیں کہ مَیں خُدا کو بھُول جاؤں؟ اگر مَیں سِدّھ بن جاؤں اور معجزے کرنے لگوں اور اپنی مرضی کے مطابق غائب اور ظاہر ہو سکوں تو کیا یہ باتیں مجھے خدا سے پھرا نہ دینگی؟ اگر مَیں بادشاہ بن جاؤں۔ فوجیں جمع کروں۔ حکومت میرے ہاتھ میں ہو۔ تمام سلطنت کی دولت میرے قبضہ میں ہو۔ مگر خُدا کو بھُول جانے اور اس کے نام سے لاپروا ہو جانے کا کانٹا میرے دل میں کھٹکتا رہے۔ تو یہ سب جاہ وحشم فضُول ہونگے"۔ یہ سُن کر شیطان کھسیانا ہُوا اور گورو صاحب کے پاؤں میں گر پڑا۔

چلتے چلتے گورو نانک اور مردانہ ایک ایسے گاؤں میں آئے۔ جہاں لوگوں نے ان سے بُرا سلوک کیا۔ انہیں گاؤں میں نہ رہنے دیا۔ وہ گاؤں سے چل کھڑے ہوئے۔ راستے میں مردانہ نے دریافت کیا۔ کہ اِن گاؤں والوں کا کیا حشر ہوگا؟ گورو نانک نے کہا۔ کاش وُہ اپنے گاؤں میں رہیں۔ مردانہ حیران رہ گیا۔ اگلے گاؤں کے لوگوں نے اُن کی بہت خاطر مدارات کی۔ مردانہ اور گورو نانک ایک دن وہاں ٹھہرے۔ دُوسرے دن اپنی راہ لی۔ راستے میں گورو صاحب نے کہا۔ کاش یہ گاؤں برباد ہو جائے اور یہاں آٹھ راستے آ کے ملیں۔ اب تو مردانہ چُپ نہ رہ سکا اور اُس نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کہ جہاں ہمارے ساتھ بُرا سلوک ہُوا۔ آپ اس کے حق میں تو دُعائے خیر کرتے ہیں اور جہاں کے لوگوں نے اپنی آنکھیں فرشِ راہ

آپ نے جواب دیا۔ کہ لفظ اُداس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہم دُنیا کی سب چیزوں کو استعمال میں لائیں۔ مگر اُنہیں اپنی نہ سمجھیں۔ بلکہ اُنہیں خُدا کی نعمتیں سمجھیں۔ اور خُدا سے ملنے کی آرزو ہمارے دل میں رہے۔ یہ ہیں اُداس کے معنی۔

گوند وال میں ایک کوڑھی فقیر کے سوا کوئی شخص انہیں اپنے گھر لے جانا نہ چاہتا تھا۔ گورو نانک اُس کوڑھی کی کٹیا میں گئے اور رات وہاں بسر کی۔ فقیر بہت ہی مشکور تھا۔ کیونکہ گورو صاحب ایک ایسے شخص کے ہاں ٹھہرے۔ جس سے جانور تک دُور بھاگ جایا کرتے تھے۔ جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ یہ کوڑھی اچھا ہو گیا۔ اور دل و جان سے گورو نانک کا معتقد بن گیا۔

وہاں سے چل کے گُورو نانک سیّد پور میں آئے۔ وہاں کے لوگوں نے اُن سے بہُت بُرا سلوک کیا۔ اُنہوں نے گورو نانک اور دوسرے فقیروں کو جو بھُوکے مر رہے تھے کھانا تک نہ دیا۔ گورو نانک نے غُصے میں یہ پیشین گوئی کی۔ کہ یہ جگہ برباد ہو جائے گی۔ بابر بادشاہ اِس جگہ کو ویران کر دے گا۔ ایک برہمن کچھ پھل وغیرہ لے کر گُورو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوُا۔ گُورو صاحب نے اُسے بتایا کہ اس جگہ سے اپنے خاندان سمیت نِکل جاؤ۔ برہمن نے فوراً اُن کے کہنے پر عمل کیا

تھوڑی دیر کے بعد بابر نے اس شہر پہ حملہ کیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور قتلِ عام سے خُون کی ندیاں بہا دیں۔ گُورو نانک اور مردانہ بھی اسیر ہوئے۔ اور غلاموں کی طرح کام پر لگائے گئے۔ جس امیر کا وُہ کام کر رہے تھے اُس نے بہُت جلد دریافت کر لیا۔ کہ اُس کے ان غلاموں میں خاص خاص صفات ہیں۔ اُس نے فوراً بابر کو اس معاملہ کی خبر بھیجی۔ کہ میرے غلاموں میں سے دو غیر معمولی انسان ہیں۔ بابر یہ سُن کر اُن سے ملنے آیا۔ اور ان سے گفتگو کر کے بھانپ گیا۔ کہ یہ صاحب کرامات ہیں۔ جنم ساکھی میں یُوں لکھا ہے۔ کہ بابر نے گورو نانک کے پاؤں چُومے اور کہا۔ اِس فقیر کی پیشانی میں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے۔ گورو نانک کی سفارش پر سید پور کے سب لوگ جو اسیر تھے آزاد کر دئے گئے۔ لیکن تُوزکِ بابری میں گُورو نانک کی مُلاقات کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ہم وثُوق سے نہیں کہہ سکتے کہ ان دونو کی ملاقات ہوُئی یا نہیں۔ یا یہ کہاں تک دُرست ہے کہ بابر پر اُن کی مُلاقات کا ایسا اثر ہُوا جیسا کہ جنم ساکھی میں لکھا ہے۔

آزاد ہو کر گورو نانک پسرور پہنچے۔ اور وہاں سے سیالکوٹ ہوتے ہوئے مٹھن کوٹ (ضلع ڈیرہ غازیخاں) پہنچے۔ یہاں شیخ مٹھا ایک مسلمان بزرگ اُن سے ملے۔ اور اُن سے بحث ہُوئی۔ اُن پر گورو صاحب کا بہت اثر ہوُا۔ وہاں سے وُہ

لاہور واپس آئے یہاں ایک امیر آدمی دُنی چند نے آپ کی بہت خاطر تواضع کی۔ گُورو صاحب نے اُس پر واضح کر دیا۔ کہ اُس کے چند عقیدے وہم اور بے بُنیاد ہیں۔ گُورو صاحب کی تعلیم سے اُس پر روشن ہو گیا۔ کہ اُس کی دولت فضول ہے۔ اُس نے اپنی دولت کا بیشتر حِصّہ غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ اور آپ گُورو صاحب کا چیلہ بن گیا۔ گورو صاحب پھر تلونڈی واپس آئے اور دریائے راوی کے کنارے کرتار پور میں رہنے لگے۔ صُبح سویرے گورو صاحب اور اُن کے چیلے گیت گاتے تھے۔ ایک لڑکا جس کی عُمر تقریباً سات برس کی ہوگی۔ ہر صُبح آیا کرتا تھا۔ اور وہاں کھڑا ہو کر گیت سُنا کرتا تھا۔ گُورو نانک نے اُسے دیکھا اور ایک دِن اپنے چیلوں سے کہا کہ اِسے میرے پاس لے آؤ۔ جب وُہ لڑکا گُورو صاحب کے پاس آیا تو آپ نے پُوچھا۔ کہ تم کیوں ہمیشہ یہاں کھڑے ہو کر دینی گیتوں کو سُنا کرتے ہو؟ تمہاری عُمر کے لڑکے عام طور پر کھانا۔ کھیلنا اور سونا ہی جانتے ہیں۔ لڑکے نے جواب دیا کہ جب آگ لگ جاتی ہے۔ تو چھوٹی چھوٹی لکڑیاں پہلے جل جاتی ہیں۔ پس مجھے ڈر ہُوا کہ مبادا میں جوان ہونے سے پہلے مر جاؤں۔ اس لئے مَیں خُدا سے ملنے کا موقع تلاش کرتا ہُوں۔ گورو نانک بہُت خُوش ہوُئے۔ اس کے بعد یہ لڑکا بھائی بڈھا کہلایا۔ اور آئندہ گوروؤں کی تاریخ میں مشہُور ہے۔

کرتار پور میں گُورو نانک نے اپنے چیلوں کی تنظیم شروع کر دی۔ اور روزانہ عبادت کرانے لگے۔ آپ نے اپنے فقیرانہ کپڑوں کو چھوڑ دیا اور عام آدمیوں کا سا لباس زیب تن کیا۔ صُبح سویرے "جپ جی" اور آسا کی وار کا پاٹھ کیا جاتا تھا۔ بعد ازاں گُورو صاحب کے گیت گائے جاتے تھے اور اُن کا کچھ مطلب بھی سمجھایا جاتا تھا۔ دوپہر کے وقت گیت گائے جاتے۔ اور شام کو سودار پڑھا جاتا تھا۔ گورو نانک اور ان کے شاگرد اِکٹھے ہو کر کھانا کھاتے تھے۔ رات کو سوہلہ[1] پڑھا جاتا تھا۔ اور پھر سب سو جاتے تھے۔

دِن میں گُورو صاحب جو کوئی آتا اُسے تعلیم دیتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ لاہور کا منسکھ نام ایک سوداگر جس سے گُورو صاحب نے چند چیزیں مول لی تھیں۔ اُن کے پاس آیا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ وُہ تین سال متواتر گورو صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ اور ان کی صحبت سے بہت فیض اُٹھایا۔ اُن کے بہُت سے گیت یاد کر لئے۔ اُسے لاہور جانے کے بعد تجارت کے سلسلے میں لنکا جانا پڑا۔ جتنا عرصہ لنکا میں رہا۔ وُہ گُورو صاحب کی تعلیم پر کاربند رہا۔ اور جپ جی

[1] سوہلہ ایک دُعائیہ گیت ہے جو رات کو سونے سے پہلے پڑھا جاتا ہے +

لوگوں کو سُناتا تھا۔ اور گُورُو صاحب کے گیت گاتا تھا۔ لنکا کے راجہ شو ناتھ نے اس آدمی کے عجیب مذہب اور اُس کے عجیب دستوروں کی خبر سُنی۔ اُس نے من سُکھ کو بُلا بھیجا۔ گُورُو صاحب کی بابت بہت کچھ پُوچھا۔ اور ان کے گیت بھی سُنے۔ اور جو کچھ سُنا اُسے بہت پسند کیا۔

دُوسرا سفر

اِسی اثناء میں گُورُو صاحب نے اپنا دُوسرا سفر شروع کر دیا۔ پہلے وُہ مدراس کی طرف گئے۔ اُن کے ساتھ مردانہ اور دو جاٹ سیدو اور گیہو بھی تھے۔ سب سے پرانی جنم ساکھی میں اس سفر کے سلسلے میں چند کہانیاں بھی درج ہیں۔ جن کی صداقت کے متعلق مؤرخین میں اختلاف ہے۔

اصل میں ٹھیک پتہ نہیں کہ گُورُو نانک لنکا گئے یا نہیں۔ اور یہ امر قابلِ تحقیق ہے۔ البتّہ اس میں کلام نہیں۔ کہ اُنھوں نے ہندوستان کے جنُوب میں سفر کیا۔ وُہ بیکانیر۔ اجمیر۔ آبو۔ اُجین۔ مدراس سے ہوتے ہُوئے مالابار میں سمندر کے ساحل پر پہنچے۔ اور کاٹھیاواڑ سندھ سے ہوتے ہوئے واپس آئے۔ لنکا کے راجہ سے مُلاقات کا ایک لمبا چوڑا بیان جنم ساکھی میں درج ہے۔ اس راجہ کا دل مَن سُکھ کی کوشش سے گُورُو صاحب کی تعلیم سے متاثر ہو چکا تھا۔ اور راجہ کو اُمید تھی۔ کہ کبھی نہ کبھی وقت گُورُو نانک یہاں آئیں گے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ لنکا میں گُورُو نانک نے ایک سنگت قائم کی۔ اور عبادت کا انتظام کیا۔ لیکن یہ انتظام اُس زمانے کا نہیں۔ معلُوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بعد کی تحریر ہے۔ جب سکھ مذہب شمال کی طرف سے جنوب کو پھیلنے لگا۔ جنم ساکھی کے مصنّف کا خیال تھا۔ کہ لنکا والے ہندو مذہب کو مانتے تھے۔ لیکن حقیقت میں وہ بُدھ مت کے پیرو تھے۔

اِس سفر میں گُورُو نانک غالباً جنوبی ہندوستان کے مسیحی لوگوں سے ملے ہوں گے۔

تیسرا سفر

تیسرے سفر میں گُورُو نانک کشمیر ہو کے شمال کی طرف گئے۔ اس دفعہ

اُن کے ساتھ ایک حسا نامی لوہار اور سیہن بزاز تھے۔ وُہ کچھ دِنوں سری نگر میں ٹھیرے۔ اور چند چیلے بنائے۔ ایک پنڈت ملا۔ جس کا نام برہم داس تھا۔ اُس نے گُورُو صاحب کے کپڑوں اور اُن کی عادتوں پر اعتراض کیا۔ لیکن تبادلۂ خیالات کے بعد وُہ گُورُو صاحب کی راستی کا قائل ہو گیا۔ اور اُن کی خدمت کرنے لگا۔ وُہ محسُوس کرنے لگا کہ اُسے اپنی بُری خواہشوں پر قابُو نہیں۔ اور اپنے نخوت و تکبر کے سبب اُسے دِلی اطمینان نصیب نہیں۔ آخر کار گُورُو صاحب نے اسے کہا۔ کہ کِسی گُورُو کے چیلے بنو۔ اُس نے گُورُو صاحب سے پوچھا۔ کہ کسے گُورُو بناؤں۔ گُورُو صاحب نے جواب دیا۔ کہ جنگل میں ایک مکان ہے۔ وہاں جاؤ۔ تمہیں چار فقیر ملیں گے اور تمہیں بتا دینگے۔ کہ تمہیں کِسے گُورُو بنانا چاہیے۔ وہ اس مکان کی طرف گیا۔ وہاں اُسے چار فقیر ملے۔ اُنھوں نے بتایا کہ فلاں جگہ ایک عظیم الشان عمارت ہے۔ وہاں جاؤ۔ وہاں گُورُو ملے گا۔ وُہ اس عمارت کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب وُہ وہاں پہنچا۔ تو ایک سُرخ پوش عورت ملی جس نے اُسے خُوب ہی پیٹا۔ وہ غمگین و ملول ہو کر فقیروں کے پاس واپس آیا۔ فقیروں نے اُسے بتایا۔ کہ وُہ عورت مایا یا دنیوی مال و متاع کی محبت ہے۔ اور وہی تمہارا گُورُو ہے۔ وُہ شرمندہ ہو کر گُورُو نانک کے پاس آیا اور اُن کا چیلہ بن گیا۔

پھر گُورُو نانک اور اُن کے چیلوں نے کوہ ہمالیہ کا سفر اختیار کیا۔ وہ جھیل مانسرور تک پہنچ گئے۔ اور وہاں کے جوگیوں سے تبادلۂ خیالات اور بحث و مباحثہ کیا۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ تبّت اور چین بھی گئے۔ اور وہاں سے لدّاخ (کشمیر) اور جموّں کے راستے پنجاب میں واپس آئے۔ جھیل مانسرور کے مندر میں گُورُو نانک کی مورتیاں ملتی ہیں۔ اور اُس پہاڑ کے لوگوں میں گُورُو نانک کی تعلیم کے آثار ملتے ہیں۔ اور اُن میں سے بعض اب تک دربار صاحب امرتسر میں آتے ہیں۔

چوتھا سفر

پنجاب واپس آنے کے بعد گُورُو نانک کا چوتھا سفر شروع ہوتا ہے۔ اِس دفعہ اُنھوں نے مغرب کا رُخ کیا۔ پہلے وُہ حسن ابدال گئے اور وہاں سے مکہ معظمہ کی طرف سفر کیا۔ اُن کے ساتھ مردانہ تھا۔ گُورُو صاحب مُسلم فقیروں کے لباس میں تھے۔ مگر اُن کی پیشانی پر ہندُوانہ تلک لگا ہُوا تھا۔ وہ ایک حاجی سے ملے۔ اُس نے پوچھا کہ آپ ہندُو ہیں یا مُسلمان؟ آخر میں وُہ اِسی نتیجہ پر پہنچا۔

کہ نانک صاحب ہندو ہیں۔ اور اُن کے ساتھ سفر کرنے سے ڈرا اور اُن کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ آج تک کوئی ہندو مکّے نہیں گیا۔ لیکن گورو صاحب نہ ڈرے۔

ایک روایت یُوں بھی ہے کہ وُہ لیٹے ہُوئے تھے۔ اور اُن کے پاؤں کا رُخ کعبہ محترمہ کی طرف تھا۔ ایک مُلّا نے غصّے ہو کے اُن سے پُوچھا۔ کہ آپ خُدا کے گھر کی طرف کیوں پاؤں کرتے ہیں۔ گورو صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاؤں اُس طرف کر دو جس طرف خُدا نہیں ہے۔ مُلّا نے گورو نانک کے پاؤں دُوسری طرف پھیر دیئے۔ روایت کے مطابق کعبہ بھی اُسی طرف پھر گیا۔ تا کہ نانک کے پاؤں دوبارہ اُس کی طرف ہو جائیں۔ روایت کا دُوسرا حصّہ سچ نہیں البتّہ پہلا حصہ شاید سچ ہے۔

قاضی اور مُلّا گورو نانک کے مذہب میں بہُت دلچسپی لینے لگے۔ اور اس سے بہت سوالات پُوچھے۔ اُنہوں نے آپ کے گیت بھی سُنے اور دریافت کیا کہ کونسا مذہب بہتر ہے۔ ہندو مذہب یا اسلام؟ نانک نے جواب دیا کہ نیک اعمال کے بغیر دونو مذاہب کے پیرو دُکھ میں مُبتلا ہوں گے۔ نیک اعمال کے بغیر دونو کی عبادت نفول ہے۔ ہندو رام کہتے ہیں اور مسلمان رحیم۔ لیکن سچے خُدا کو دونو نہیں جانتے اور شیطان نے دونو کو بہکا رکھا ہے۔ گورو نانک نے یُوں بھی کہا کہ جب تک انسان اپنی عقل کو قابُو میں رکھے اور دُنیاوی خواہشات اور مالی جھگڑوں سے دُور رہے اُس کی عبادت اور روزہ نماز خدا کو مقبول ہونگے۔ دل رحم و راستی سے بھرپُور کرو اور پھر روزہ رکھو۔ تب تمہارا ایمان کامل ہوگا۔ یہ باتیں سُن کر قاضیوں نے خیال کیا کہ وُہ ایک نیک اور پارسا آدمی ہے۔ پھر اُنہوں نے پوچھا۔ کہ اگر ہندو وید پڑھیں اور مسلمان قرآن شریف کی تلاوت کریں تو کیا وُہ خُدا کو مل سکیں گے یا نہیں؟ نانک نے کمال جرأت سے اِنہیں کبیر کا گیت سُنایا۔ "اے بھائیو وید قرآن سب جھوٹے ہیں۔ اور ان سے دل فکر سے آزاد نہیں ہوتا۔ اگر دم بھر تُم اپنی عقل کو قابو میں رکھو تو خُدا سامنے نظر آئیگا۔ اے انسان ہر روز اپنے دل کا امتحان کر۔ مبادا اُس پر ناامیدی چھا جائے۔ جب لوگ جھوٹی باتیں پڑھتے ہیں۔ تو وُہ خُوش ہو جاتے ہیں اور جو باتیں اُن کی سمجھ سے بالا ہوتی ہیں۔ اُن پر وہ جھگڑا کرتے ہیں۔ خالق نیلے رنگ کا نہیں (جیسا کہ وشنو) اُس دریا میں نہانا چاہئے جو بہشت میں بہتا ہے۔ خبردار ہو۔ اس سے لو لگاؤ جو ہر جگہ موجود ہے۔

یہ ٹھیک معلُوم نہیں کہ آیا یہ تعلیم مکّے میں دی گئی یا نہیں۔ بالعموم مکّے کے مسلمان اِتنے آزاد خیال نہیں کہ وُہ کِسی کو اِس قِسم کی تعلیم دینے کا موقعہ دیں۔ شاید یہ تعلیم کِسی اور جگہ دی گئی ہو۔

مکّہ سے روانہ ہو کے نانک نے شمال کا رُخ کیا اور یروشلم۔ دمشق اور بغداد کی سیر کی۔ ایک مُسلمان مُصنف محمّد لطیف لکھتے ہیں۔ کہ گورو صاحب سلطانِ روم سے ملے اور اُن سے تبادلۂ خیالات کیا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ سلطان نے اپنی تمام دولت فقراء میں تقسیم کر دی اور نظامِ مملکت میں اصلاح کرنے لگا۔ مگر یہ روایت مشکوک ہے۔

بغداد میں ایک عمارت پر ایک کتبہ موجُود ہے۔ جس میں بابا نانک کا ذکر ہے اور یوں لکھا ہے کہ جب یہ عمارت پہلے پہل تعمیر ہوئی تو بابا نانک اس سے تعلق رکھتے تھے۔ سوامی انند اچاریہ بھی یوں کہتے ہیں کہ بغداد کے نزدیک میں نے ایک عمارت پر ایک کتبہ دیکھا۔ جس پر لکھا تھا کہ اِس جگہ بابا نانک نے بہلول درویش سے تبادلہ خیالات کیا۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے۔ کہ گورو صاحب کے بغداد جانے میں کوئی کلام نہیں۔ غالباً ۱۵۲۰ء یا ۱۵۲۱ء میں وہ وہاں موجُود تھے

بغداد سے چل کر گورو صاحب باکو پہنچے جو ایران کے شمال میں واقع ہے۔ اِسجگہ پُرانے مندروں پر گورمکھی حروف میں کتبے موجود ہیں۔ جن سے سکھوں کے مذہبی رہنماؤں کے حالات ظاہر ہوتے ہیں۔ وُہ باکو سے روانہ ہو کر ایران اور افغانستان سے ہوتے ہوئے پشاور پہنچے۔ کابل اور اس سے سات میل کے فاصلہ پر گوردوارے ہیں۔ جو گورو نانک سے منسوب کئے جاتے ہیں۔

پانچواں سفر

پانچواں سفر جس کا ذکر پُرانی جنم ساکھی میں موجُود ہے۔ وُہ صرف گورکھ ہٹڑی یعنی پشاور کا سفر ہے۔ وہاں چوراسی سدھوں یا جوگیوں سے بحث مباحثہ ہُوا۔ بعض مصنّف کہتے ہیں کہ پانچواں سفر چوتھے سفر کا ایک حصّہ ہے اور یہ ممکن بھی ہے۔ گورکھ ہٹڑی پشاور کا ایک حصّہ تھا۔ جہاں گورکھ ناتھ کا ایک مندر تھا۔
اس کے بعد گورو نانک کرتارپور واپس آئے اور وہاں رہنے لگے۔ اب اُنہوں نے فقیروں کا لباس بالکل ترک کر دیا اور پنجابیوں کے سے کپڑے پہن لئے۔ اب وُہ اپنی بیوی اور کُنبے کے ساتھ رہنے لگے۔ جو کوئی وہاں آیا۔ گورو نانک نے اُسے تعلیم دی۔ وہ اپنی تعلیم گیتوں میں لکھتے رہے اور روزانہ عبادت کا وہی انتظام تھا جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے

اب گوُرو نانک کا وفادار رفیق مردانہ جو بوڑھا ہو گیا تھا۔ بیمار ہو گیا۔ پہلے وہ مسلمان تھا۔ اب سکھ ہو چکا تھا۔ اس لئے اُس کی موت یعنی کفن دفن پر بحث کا امکان تھا۔ نانک نے اُس سے پُوچھا۔ کہ تُم ہی فیصلہ کرو۔ کہ تمہاری نعش کو کس طرح سپردِ خاک کیا جائے۔ اُس نے کہا۔ کہ آپ نے مجھے تعلیم دی ہے۔ کہ انسان کو اپنے بدن کا فکر نہ کرنا چاہیئے۔ پس جس طرح آپ مناسب سمجھیں وہی طرزِ عمل اختیار کیا جائے۔ آخر کار یہ فیصلہ ہُوا کہ مردانہ عرفانِ الٰہی سے فیضیاب تھا۔ اس لئے اُسے برہمن سمجھا گیا۔ اور اُس کی لاش برہمنوں کی طرح دریا میں بہا دی جائے۔ پس جب مردانہ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی تو اس کی لاش کو دریا میں بہا دیا گیا۔

کدور شہر کے ایک پنڈت لہنا نامی نے ایک سکھ کو جپ جی کا پاٹھ کرتے سُنا۔ اِن باتوں نے اُس کے دل میں گھر کر لیا۔ وہ گورو صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور اُن کی تعلیم سے فیضیاب ہُوا۔ اور اُن کی خدمت میں رہنے لگا۔ اور نوکروں کی طرح اُن کی خدمت کرنے لگا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ جب گوُرو صاحب نے مختلف طریقوں سے اپنے چیلوں کو آزمایا تو سب ناکامیاب نکلے۔ صرف لہنا ہی کامیاب نکلا۔ اور ثابت ہو گیا کہ لہنا ہی سب سے وفادار چیلہ ہے۔ اِن طریقوں میں سب سے ہولناک یہ تھا۔ کہ گورو صاحب نے اپنے چیلوں کو حکم دیا۔ کہ فُلاں لاش کا گوشت کھاؤ۔ تمام شاگردوں میں سے صرف لہنا یہ کرنے کو تیار تھا۔ جب گورو صاحب نے دیکھا کہ لہنا فی الحقیقت لاش سے گوشت کھانے کو تیار ہے۔ اُنہوں نے اُسے منع کر دیا۔ اب گورو صاحب نے سب لوگوں کے سامنے کہا کہ لہنا جس کا نام اب انگدؔ ہو گا۔ میری موت کے بعد گورو ہو گا۔ گورو نانک جانتے تھے کہ میرے دونو بیٹے اس کام کے لائق نہیں۔

اب معلوم ہُوا کہ گورو صاحب کا آخری وقت قریب ہے۔ بہُت سے سِکھ۔ ہندو۔ مسلمان اُنہیں الوداع کہنے آئے۔ انگدؔ نے اُن سب چیلوں کے لئے جو آزمائش سے بھاگ نکلے تھے معافی مانگی۔ گورو صاحب نے سب کو معافی دی۔ مرنے سے پہلے گورو صاحب نے ایک گیت گایا۔ اب ایک بحث شروع ہوئی کہ اُن کی لاش مسلمان کو دفن کرنے کے لئے دی جائے یا ہندوؤں کو جلانے کے لئے؟ گوُرو صاحب نے کہا۔ کہ ہندو میری دائیں طرف پھول رکھیں اور مُسلمان بائیں طرف۔ صبح کو جن کے پھُول تازہ رہیں وہ میری لاش لے جائیں۔ پھر آپ نے اِرد گرد کے لوگوں سے کہا کہ جپ جی کی آخری آیات اور سوہلہ گاؤ۔ جب یہ ختم ہُوا تو آپ نے چادر اوڑھ لی اور راہیٔ ملکِ بقا ہوُئے۔

روایت یوُں ہے۔ کہ جب صبح کو چادر اُٹھائی گئی تو اُس کے نیچے پھوُلوں کے

سِوا اور کچھ نہ تھا۔ اور دونو طرف کے پھُول تازہ تھے۔

نوٹ:۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کہانی اس لئے بیان کی جاتی ہے۔ کہ لوگ سمجھ جائیں کہ سِکھ ہندو اور مسلمان دونوں سے الگ اور مختلف ہیں۔ گورو صاحب کی تاریخ وفات دس اکتوبر ۱۵۳۸ء ہے۔

دُوسرا باب

آٹھ گورو

۱۔ گوُرو انگد۔

ہم پڑھ چُکے ہیں۔ کہ گورو انگد اس لئے گوُرو نانک کے جانشین قرار پائے کہ وُہ گورو نانک کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے تیار تھے۔ سکھوں کا عقیدہ ہے کہ گوُرو نانک کی رُوح اُن کے جانشین میں آ بسی اور پھر تیسرے میں علیٰ ہذا القیاس۔ ہر ایک گورو میں گورو نانک کی رُوح کام کر رہی تھی۔ بدن اور شخصیتیں مختلف تھیں مگر رُوح ایک ہی تھی۔

گورو انگد ایک کھشتری تھے۔ جو رسّی بانٹ کر اپنی روزی کمایا کرتے تھے۔ مگر وہ گوشہ نشین تھے۔ ایک روایت ہے کہ گورمکھی حروف اُنہوں نے بنائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی زندگی میں کوئی مشہُور واقع نہیں ہُوا۔ اُنہوں نے کامل ایمان کے ساتھ گوُرو نانک کی تعلیم پر عمل کیا۔ اور اُس کی اشاعت کی۔ چند نظمیں جو آپ نے لکھّی تھیں گرنتھ صاحب میں شامل ہوئیں۔ اُن کی زندگی میں کوئی زیادہ غور طلب باتیں نہیں۔ وُہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ جب گورو نانک صاحب نے مجھے اپنا جانشین منتخب کیا ہے مجھے ایک پارسا اور نیک آدمی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہیئے۔ اُن کے خیال کے مطابق اُن کے دو بیٹے جو دُنیاوی مال و متاع کے فکر میں مدہوش تھے۔ اس کام کے نااہل تھے۔ پس آپ نے اپنے نوکر امرداس کو اپنا جانشین قرار دیا۔ گورو انگد ۱۵۵۲ء میں دارِ فانی سے کوُچ کر گئے+

۲۔ گُورو امرداس۔

سِکھ کہتے ہیں۔کہ بہت سالوں تک گُورو امرداس گُورو انگد کے نوکر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔اور اُف تک نہ کی۔اِس نیک خدمت کے صلے میں گُورو انگد نے آپ کو اپنا جانشین نامزد کیا۔گُورو امرداس بھی کھتری تھے۔گورو نانک کی تعلیم پھیلانے میں مصروف رہتے اور چیلے بنانے میں بڑے کامیاب رہے۔اِن چیلوں کے طفیل آپ نے کچھ دُنیاوی اقتدار بھی حاصل کیا۔آپ نے گیا ریاں وال شہر بسایا۔اور اوداسی سکھوں کو خالص سکھوں سے علیحدہ قرار دیا۔یہ اوداسی فرقہ گورو نانک کے بیٹے سری چند نے شروع کیا تھا۔حقیقی سِکھ سمجھتے تھے۔کہ وُہ گُورو نانک کے اصلی جانشین نہیں۔

گورو امرداس کے زمانے سے پہلے اوداسی سکھ ویسے ہی گُورو نانک کے اصلی پیرو سمجھے جاتے تھے۔جیسا کہ گُورو انگد کے چیلے۔مگر گورو امرداس نے فرمایا۔سری چند اوداسی فرقہ کا بانی مبانی ہے۔اور اس کا فرقہ فقیروں کا فرقہ ہے۔اور فقیر تارک الدُّنیا ہُوا کرتے ہیں۔جو گُورو نانک کی تعلیم کے خلاف ہے۔پس وُہ حقیقی سِکھ نہیں۔ایک حقیقی سِکھ گُورو نانک کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔دُنیا کو ترک نہیں کرتا۔بلکہ اُس میں اپنا حصّہ لیتا ہے۔گورو امرداس نے ستی کے خلاف پرچار کیا۔اُنہوں نے کہا۔مَیں گورو نانک کی رُوح میں یُوں کہتا ہُوں۔کہ اصل ستی وہ ہے جو رنج و غم کی آگ میں جلی اور وُہ ستی نہیں جو آگ میں جَل مری۔جس کے سینہ میں رنج و غم کی آگ بھڑک رہی ہے اُسے خُدا سے تسلّی اور شانتی کی دُعا کرنا چاہئے۔پس اُس نے ہر طرح کوشش کی کہ یہ بُرا دستور بند ہو جائے اور یہ بھی کوشش کی کہ لوگوں کے دلوں میں اِس بُرے دستور سے نفرت پیدا ہو جائے۔

سِکھ لوگ یُوں بھی کہتے ہیں۔کہ گُورو امرداس نے اکبر بادشاہ کے سامنے پرچار کیا۔وُہ کہتے ہیں۔کہ اکبر اَن پڑھ ضرور تھا۔مگر فروتن اور حلیم اور دیندار تھا۔اُنہوں نے گورو انگد سے گورو نانک کا پیغام اور تعلیم حاصل کی اور چند گیت بھی بنائے جو گرنتھ صاحب میں پائے جاتے ہیں۔

جو چندہ ان کے چیلوں نے جمع کر رکھا تھا۔وہ ایک بڑے کنوئیں (باؤلی) بنانے میں استعمال ہُوا۔جو گوند وال میں واقع تھا۔اور اس کے گرداگرد ایک بڑی بھاری دیوار تھی۔اُس میں سطحِ زمین سے لے کر سطحِ آب تک چوراسی سیڑھیاں تھیں۔اِس کے متعلق ایک وہم ہے۔کہ جو کوئی ہر سیڑھی پر بیٹھ کر اشنان کرتا ہے اور تمام جپ جی کا پاٹھ کرتا ہے۔وُہ آواگون سے رہائی حاصل کر لیتا ہے یعنی وُہ آواگون کے چوراسی درجوں سے آزاد ہو کر ایک دم نجات

حاصل کر لیتا ہے۔اب تک یہ عقیدہ قائم ہے اور سینکڑوں سِکھ وہاں یاترا کے لئے جاتے ہیں۔

گورو امرداس نے اپنے داماد کو اپنا جانشین نامزد کیا۔رام داس بھی کھتری تھے جب گورو امرداس اپنی بیٹی کی شادی کے انتظام میں مصروف تھے۔تو اتفاقاً گورو رام داس ان کی نظر سے گزرے۔کہتے ہیں کہ جب گورو امرداس کو یہ پتہ چلا کہ رام داس کھتری خاندان سے تعلّق رکھتے ہیں۔تو وہ بہت خوش ہُوئے۔کیونکہ انہیں اپنی برادری کے لوگوں کا ڈر تھا۔کہ کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔کہ گُورو صاحب نے اپنی بیٹی کی شادی ایک غیر قوم سے کر دی۔اِس سے معلوم ہوتا ہے۔کہ گورو نانک کی تعلیم جو اُنہوں نے ذات پات کے خلاف دی تھی جلد ہی لوگوں کے دِلوں سے مٹ گئی۔۱۵۷۴ء میں گورو امرداس راہیِ مُلکِ عدم ہُوئے۔

۳۔ گُورو رام داس۔

رام داس ایک دیندار اور صُلح کُل آدمی تھے۔وُہ سِکھ مذہب اور اُس کی تعلیم پھیلانے کے بہُت ہی مشتاق تھے۔وُہ چاہتے تھے۔کہ سِکھوں کا شمار بڑھے۔بہت لوگ جمع ہو کر اُن کی باتیں سُنا کرتے تھے۔اکبر بادشاہ اُنہیں بہت پسند کرتے تھے اکبر نے اُنہیں کچھ زمین بھی دے رکھی تھی۔یہ زمین ایک پُرانے گاؤں میں تھی۔جو چک یا گورو کا چک کہلاتا تھا۔یہاں گورو رام داس نے ایک بڑا تالاب بنانا شروع کیا اور گاؤں کی رَونق بڑھانے کے اور بھی انتظام کئے۔کچھ عرصہ تک اس گاؤں کا نام رام داس پُور رہا۔مگر بعد میں نام بدل گیا۔اور اب اس کا نام امرت سر ہے اور بڑا مشہور شہر بن گیا ہے (امرت سر کے معنی ہیں "ابدی زندگی کا پانی") اُس کے مرکز میں اُنہوں نے ایک مندر بنانے کی تجویز کی اور اُس کی تعمیر شروع کر دی۔اس کا نام اُنہوں نے ہرمندر یعنی ہری کا مندر رکھا۔

گورو رام داس نے چند ایک گیت بھی لکھے ہیں۔اور یہ بھی گرنتھ صاحب میں شامل ہیں۔اُن کا بڑا کام امرت سر میں عبادت کے لئے ایک مرکزی مقام قائم کرنا تھا۔یہاں سِکھ لوگ جمع ہو سکتے تھے۔اور اپنے گورو کے درشن کر سکتے تھے۔گورو رام داس نے صُلح کُل زندگی بسر کی اور ۱۵۸۱ء میں رحلت کی۔اُن کے بیٹے ارجن نے اُن کی جگہ لی۔

۴۔ گورو ارجن۔

گورو رام داس کے دو یا تین بیٹے تھے۔ اغلباً تین۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام پرتھی چند تھا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ اپنے باپ کی وفات پر اُس کو گدّی ملے۔ اور وہ سکھوں کا گورو بن جائے۔ لیکن وہ اتنا زیادہ دیندار اور گورو صاحب کا فرمانبردار نہ تھا جتنا کہ اُس کا چھوٹا بھائی ارجن تھا۔ ایک دفعہ گورو رام داس نے پرتھی چند کو لاہور جانے کو کہا۔ مگر پرتھی چند کو ڈر تھا کہ امرت سر سے غیر حاضری کہیں مجھ سے گورو بننے کا موقعہ نہ چھین لے۔ پس اُس نے جانے سے انکار کر دیا۔ پھر گورو صاحب نے ارجن سے کہا۔ کہ تم لاہور جا کے میرا فلّاں کام کرو۔ ارجن نے بسر و چشم اُس کی تعمیل کی۔ کچھ عرصہ کے بعد ارجن نے چٹھی لکھی اور عرض کی کہ براہِ مہربانی مجھے واپس آنے کی اجازت دیجئے۔ لیکن یہ چٹھی کہیں پرتھی چند کے ہاتھ آ گئی۔ اُس نے چٹھی کو دبا لیا اور مطلق اپنے باپ سے اس کا ذکر نہ کیا۔ اسی طرح دوسری چٹھی بھی اُس کے ہاتھ آئی اور اُس نے اِسے بھی دبا لیا۔ لیکن تیسری چٹھی باپ تک پہنچ ہی گئی۔ اس سے پرتھی چند کی چالاکی کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ گورو رام داس نے ارجن کو بُلایا اور اُسے اپنا جانشین مقرر کیا۔ غصّہ کی آگ پرتھی چند کے سینے میں بھڑک اُٹھی۔ اور وہ اپنے بھائی ارجن کا جانی دشمن بن گیا۔ گورو ارجن کا پہلا کام امرت سر میں تالاب کی تعمیر کو مکمّل کرنا تھا۔ وہ شہر کی آبادی بڑھانے اور اس کو خوبصورت بنانے کی بھی کوشش کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے باپ کی طرح خود کام کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔ وہ مندر کی تعمیر بھی کرواتے تھے۔ جو اب دربار صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ اور تالاب کے عین درمیان میں ہے۔ گورو ارجن کو ان عمارتوں کی تعمیر کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی۔ معلوم ہوا۔ کہ سکھوں نے چندہ باقاعدہ نہیں دیا اور جو روپیہ جمع ہوا اُس سے کام چلنا محال تھا۔ پس اُنہیں ایک تدبیر سُوجھی جس سے چندہ باقاعدہ جمع ہو سکتا تھا۔ یعنی چندہ جمع کرنے کے لئے خاص افسر مقرر ہوئے جو مسند کہلاتے تھے۔ ہر مسند کا ضلع مقرر ہوا۔ اور سال بسال جو کچھ جمع ہوتا تھا گورو صاحب کی خدمت میں بھیج دیا جاتا تھا۔ اس طرح عمارت کے کام کے لئے گورو صاحب کو روپیہ بہم پہنچتا رہا۔ ساتھ ساتھ گورو صاحب اپنے چیلوں کی ایک قوم کی صورت میں تنظیم کرنے لگے۔ ہوتے ہوتے سکھ اس کام سے واقف ہو گئے اور حاکم کے حکم کے عادی ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ مسند باقاعدہ حکومت کرنے لگے اور گورو کا حکم چلانے کے لئے ہر وقت کمربستہ تھے۔ سکھ لوگ محسوس کرنے لگے۔ کہ ہم ہند میں ایک خاص فرقہ ہیں۔ ہم میں ایک خاص تنظیم ہے اور ہم ایک حد تک خود مختار ہیں۔

لیکن جیسا عموماً ہُوا کرتا ہے۔ اِن مسندوں میں بہت سے دیانت دار نہ تھے۔ اور گورو صاحب کے اعتماد کے لائق نہ تھے۔ اُنہوں نے جلد ہی اپنے ہتھکنڈے دکھانے شروع کئے۔ لوگوں پر ظلم کرنا۔ اُنہیں بے جا ستانا اُن کا شغل تھا۔ اُنہوں نے اپنے لئے لوگوں سے روپیہ وصول کرنا شروع کیا۔ آخر کار گورو کے کانوں تک ان کی شکایت پہنچنے لگی۔ کہ اُن کے چال چلن اور اطوار بُرے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ وہ اپنی نوکری سے برطرف کئے گئے۔

چند سالوں کے بعد تالاب اور مندر کی تعمیر مکمّل ہو گئی۔ سکھوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سکھوں میں سے بہت سے لوگوں نے اس کارِ خیر کے لئے بے حد چندہ دیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے کھدائی اور تعمیر کا کام اپنے ہاتھوں سے کیا۔ تاکہ عبادت کے لئے ایک مرکز قائم ہو جائے۔ جب یہ کام ختم ہو گیا۔ تب گورو ارجن نے کہا۔ کہ یہ کام دیندار اور نیک سکھوں کی مدد سے انجام پایا ہے۔ پس جو کوئی اس تالاب میں نہائے اور دل سے خدا کی عبادت کرے اُس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کی تمام اُمیدیں بر آئیں گی۔

گورو ارجن کا چال چلن باغیوں کا سا تھا۔ اور وہ خود سر تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے خراج دینے سے انکار کیا۔ اکبر کے وزیرِ اعظم بیربر نے ایک حکم دیا تھا۔ کہ جتنے کھشتری ہیں وہ سب ایک ایک روپیہ ادا کریں۔ گورو ارجن نے کہا۔ کہ میں اور میرے چیلے اب کھشتری نہیں رہے۔ ہم سکھ ہیں۔ اگرچہ بیربر نے اُن کو جتلایا اور اُنہیں بُلا بھیجا۔ مگر وہ نہ گئے۔ اور نہ ہی روپیہ دیا۔ بیربر نے کہا۔ کہ میں گورو صاحب کو اس کا مزہ چکھاؤں گا۔ اور امرت سر کو برباد کر دوں گا۔ لیکن خوش قسمتی سے تھوڑے ہی عرصہ میں بیربر لڑائی میں مارا گیا۔ اس سے ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ کس طرح سکھوں کی ترقی کے وسائل خود بخود پیدا ہوتے جا رہے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمان افسروں کے دلوں میں سکھوں کی طرف سے اور بالخصوص گورو ارجن کی طرف سے شُبہ پیدا ہو گیا۔ اور دشمنی کا بیج بویا گیا۔ پرتھی چند نے اِس سُلگتی ہوئی آگ پر اور بھی تیل ڈالا اور ان شبہوں اور غلط فہمیوں کو اور بھی بڑھایا۔ کیونکہ وہ ایسے ہی موقعوں کی تاک میں رہتا تھا۔ اور ہر ممکن طریقے سے اپنے بھائی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر خوش قسمتی سے وزیر چند جو وزیر اعظم کا معاون تھا۔ گورو صاحب کا دوست تھا۔ وہ پرتھی چند کی

ایک نہ چلنے دیتا تھا۔ اور اس کی خطرناک کوششوں کو پہلے ہی روک دیتا تھا۔

اب گورو ارجن نے اپنے چیلوں سے کہنا شروع کیا۔ کہ آ کے امرت سر میں رہو۔ امرت سر میں بہت سے مکانات اور دیگر عمارتیں زیرِ تعمیر تھیں۔ روزی کمانے کے طریقوں کے بغیر اُن کا گذارہ مشکل تھا۔ اِس لئے گورو ارجن نے کہا کہ میرے سِکھ لوگ لین دین اور تجارت شروع کریں۔ وُہ خود بھی فقیروں کا سا لباس نہ پہنتے تھے۔ اُنہوں نے حکم دیا۔ کہ میرے چیلوں کو صبح سویرے اُٹھ کر اور نہا کر گُربت سُننے اور تعلیم پانے کے لئے دربار صاحب میں جمع ہونا چاہئے بعد ازاں اپنے تجارت یا لین دین کے دیگر کاموں میں مشغول ہونا چاہئے۔ شام کو رہراس اور سوہلا سُنتا ہوتا تھا۔ اُس نے اپنے بہت سے چیلوں کو تجارت کے سلسلے میں دوسرے مُلکوں میں بھیجا۔ ترکستان کے ساتھ گھوڑوں کی تجارت کا بازار خُوب گرم تھا۔

پرتھی چند نے گورو ارجن کو جہاں تک اُس سے ہو سکا۔ اور جب کبھی اُس کو موقعہ ملا نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ اس لئے اُنہوں نے ارادہ کیا۔ کہ تھوڑی دیر پنجاب میں دورہ کریں۔ وُہ سفر کرتے کرتے خان پور پہنچے جو گوند وال کے نزدیک ہے۔ وہاں کے لوگوں نے گورو صاحب اور اُن کے ساتھیوں کو رات کو ٹھہرنے کے لئے جگہ نہ دی۔ اور نہ کچھ کھانے کو دیا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ تُم ریاکار ہو۔ اُس گاؤں میں ایک غریب سِکھ رہتا تھا اس کا نام ہیما تھا۔ اُس نے آ کر گورو صاحب سے کہا۔ کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیے۔ اور جگہ میرے پاس نہیں۔ لیکن اجنبیوں کے واسطے میری جھونپڑی ہر وقت کُھلی رہتی ہے۔ اگر آپ وہاں چل کر رہیں تو اس پر خاص برکت ہوگی۔ اُس کے پاس ایک کمبل تھا۔ اُس نے وہ کمبل گورو صاحب کو دے دیا۔ اُس کی تواضع کی شکر گذاری کرنے کے لئے اور لوگوں پر واضح کرنے کے لئے کہ اُن کی نظروں میں دنیوی عزّت اور درجوں کی کیا وقعت ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جس جھونپڑی میں خُدا کی حمد ہوتی ہو وہی خوبصورت ہے۔ اور جس محل میں خُدا کا نام بُھلا دیا جاتا ہے۔ وُہ نکمّا ہے جب خُدا کا نام یاد کیا جاتا ہے۔ تو مفلسی میں بھی خوشی ہوتی ہے۔ وہ شان و شوکت جو دولت سے حاصل ہوتی ہے برباد ہو جاتی ہے۔ کوئی آدمی اگر چکّی پیسے اور تن ڈھانپنے کے لئے اس کے پاس محض ایک کمبل ہو۔ اُس کے

دل میں خوشی اور اطمینان ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کے پاس بادشاہت ہو مگر دل میں اطمینان اور سکون نہ ہو۔ تو اس بادشاہت اور دولت سے کیا فائدہ؟ اگر کسی کے پاس کوئی بھی کپڑا نہ ہو۔ مگر دل خُدا کی محبت سے معمُور ہو۔ تو وُہ شخص صاحبِ عزّت ہے۔ اے خُدا ہر شے تیرے اختیار میں ہے۔ تو خود کام کرتا ہے اور دُوسروں سے کرواتا ہے جہاں خُدا کا نام سُنایا جا رہا ہو۔ وہ جگہ سونے کے محل کے مانند ہے۔ جس شہر میں خدا کا نام نہیں وہ جنگل کی مانند ہے۔

وہاں سے گورو ارجن ترن تارن گئے۔ وہاں کے لوگوں نے اُنہیں کچھ زمین دے دی۔ گورو صاحب نے سکھوں کے واسطے ایک تالاب بنوایا۔ اس میں سکھ لوگ عبادت کے وقت نہانے لگے۔ یہ تالاب ۱۵۹۰ء میں بنایا گیا۔ جو اینٹیں اس تالاب کے لئے تیار کی گئی تھیں۔ اُن کو ایک مُسلمان وزیر مسمّی نورالدین نے زبردستی چھین لیا۔ تاکہ اُنہیں ایک اسلامی عمارت بنانے میں استعمال کرے۔ گورو ارجن نے جو گورو نانک کا ساحلم رکھتے تھے اس وزیر کی شکایت کرنے سے انکار کیا۔ اگرچہ اُن کے چیلے چاہتے تھے کہ وُہ ایسا کریں۔ گورو ارجن نے اُن سے کہا کہ شاید خُدا کی مرضی نہیں کہ یہ تالاب اس وقت تعمیر ہو۔ مذہبی عبادت کی بنا رحم ہے۔ پس ہمیں ہر شخص پر رحم کرنا چاہئے۔ جس کے دل میں رحم نہیں اُس کے سب کام نکمّے ہیں۔

ضلع جالندھر میں سفر کرنے کے بعد گورو ارجن لاہور گئے۔ جہاں بہت سے لوگ اُن کی تعلیم سے فیض اُٹھانے کے لئے جمع ہوئے۔ بہت سے ہندو اور مسلمان فقیر وہاں جمع ہو گئے۔ اور لاہور کے وزیر نے بھی اُن کی تعلیم میں دلچسپی لی۔ وہاں سے گورو ارجن ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے۔ یہاں گورو نانک کے نام پر ایک مندر بنایا گیا تھا۔ یہاں وُہ گورو نانک کے بیٹے سری چند سے ملے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ کہ سری چند نے ایک اُداسی فرقہ جاری کیا تھا۔ جب آپس میں بات چیت ہوئی تو سری چند پرتھی چند کی باتیں سُن کر بہت ہی ناراض ہُوا۔ بعد ازاں گورو ارجن واپس امرت سر آئے۔

۱۵۹۵ء میں گورو ارجن کے گھر ایک بیٹا پیدا ہُوا۔ اس کا نام ہرگوبند رکھا گیا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ گورو صاحب کی بیوی نے بھائی بڈھا سے عرض کی۔ کہ مجھے ایک جیتا جاگتا فرزند ملے۔ یہ عرض قبول ہُوئی۔ (بھائی بڈھا وہی شخص تھا جو بچپن میں کرتا پور میں گورو نانک کے پاس آیا تھا۔) ہرگوبند کی پیدائش سے پہلے پرتھی چند نے اپنے ایک مسلمان دوست صلاحی خاں سے درخواست کی۔ کہ امرت سر

پر فوراً حملہ کیجئے۔ لیکن گورو ارجن کو اس شرارت کا پہلے ہی حال معلوم ہو گیا۔ وہ امرت سر چھوڑ کر چند دن کے لئے ایک گاؤں ڈڈالی میں چلے گئے۔

اسی اثنا میں پرتھی چند نے گورو بننے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اس کا اہل نہ تھا۔ اس کا چال چلن گرا ہوا تھا۔ لہٰذا بہت کم لوگ اس کے پیرو بنے۔ جب ہرگوبند کی پیدائش کی خبر اس کو ملی۔ تو اس نے اور اس کی بیوی نے سوچا کہ کسی نہ کسی طرح ہمیں ہرگوبند کو مار ڈالنا چاہئے۔ کیونکہ انہیں امید تھی۔ کہ اگر گورو ارجن لاولد مرگیا۔ تو یا تو پرتھی چند یا اس کا بیٹا مہربان گورو بن جائیگا۔ پس انہوں نے ایک دایہ کو آمادہ کیا کہ وہ بچّہ کو زہر دیدے۔ اس دایہ کی یہ تجویز کامیاب ہوا ہی چاہتی تھی۔ کہ خوش قسمتی سے یہ راز فاش ہوگیا۔ اس نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا۔ مگر پرتھی چند کب باز آتا تھا۔ اس نے ایک کالے ناگ کے ذریعے ہرگوبند کو مار ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس دفعہ بھی ناکامیاب رہا۔ تقریباً دو سال گزرنے پر گورو صاحب کے چیلوں نے عرض کی کہ وہ واپس امرت سر آجائیں۔ پس وہ امرت سر واپس آگئے اور آتے ہی اپنے بیٹے کو لے کر پرتھی چند کو ملنے گئے۔

ان ہی دنوں میں ہرگوبند سخت چیچک میں مُبتلا ہوئے۔ لوگ گورو ارجن سے کہنے لگے۔ کہ ماتا رانی کو نذر گزرانیں اور ان کے سامنے منتر پڑھیں۔ پھر لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ لیکن گورو صاحب نے یہ صلاح نہ مانی۔ انہوں نے جواب دیا کہ صرف خُدا میرا حامی و مددگار ہے۔ مجھے اور کسی سے امید نہیں۔ خُدا ہی قادر مطلق ہے۔ وہ سب پر قادر ہے۔ نیک لوگ ہمیشہ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ خُدا خود ہماری حفاظت کرتا ہے۔ وہ خود ہم کو سب کچھ دیتا ہے۔ وہ غریبوں پر رحم کرتا ہے۔ ہر سانس کے ساتھ ہم کو یاد کرتا ہے۔ جو کچھ خالق ہمارے لئے کرتا ہے۔ اسی میں مصلحت ہے۔ جو فکر نہیں کرتے وہی لوگ خُدا کا مقصد سمجھتے ہیں۔ جن کے دل میں خُدا کی محبّت ہے وہ کبھی برباد نہیں ہوتے۔ اور خُدا کبھی ان کو نہ بھلائے گا۔ ہوتے ہوتے لڑکا اچھا ہوگیا۔ پھر گورو ارجن نے ایک گیت گایا۔ کہ میں ہر وقت خُدا کا نام لیتا ہوں اور خُدا نے میرے بچّے کو بخش دیا ہے۔ چیچک اچھی ہو گئی۔ خُدا کے نام کے طفیل ہماری تکالیف رفع ہو گئی۔ میرا خُدا ہمیشہ رحیم ہے۔ وہ سب لوگوں پر رحم کرتا ہے۔ اس نے اپنی عبادت کرنے والوں کی دُعا سُن لی ہے۔

پرتھی چند کی بیوی ہرگوبند کے خلاف سازشیں کرتی رہی۔ کیونکہ اس کی دلی تمنّا تھی۔ کہ میرا بیٹا گورو بن جائے۔ پس پرتھی چند نے ایک برہمن نوکر

کو رشوت دی۔ اس نوکر کا کام یہ تھا۔ کہ سایہ کی طرح ہرگوبند کے ساتھ لگا رہے۔ اور جب بھی موقع ملے۔ زہر سے ہرگوبند کا کام تمام کر دے۔ لیکن اس دفعہ بھی اُن کی سب تجویزیں ناکامیاب رہیں اور پرتھی چند کی بُرائی کا راز کھل گیا۔ گورو ارجن نے بھائی سے کہا کہ بھائی تم بہت ہی بُرا کام کر رہے ہو۔ کیوں ایسے نہیں چھوڑ دیتے۔ اب تو پرتھی چند کے چھکے چھوٹ گئے۔ کہ کہیں گورو ارجن میری شکایت بادشاہ سے نہ کر دیں۔ پس اُس نے سوچا۔ کہ پہلے میں ہی اُس پہ الزام کیوں نہ لگا دوں۔ پس اُس نے دہلی جا کر اکبر کے دربار میں گورو ارجن کی شکایت کر دی۔ یہ سُن کر گورو ارجن کے تیسرے بھائی مہا دیو نے اُن کی صُلح کرانی چاہی۔ مگر اس کا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اکبر نے سوچا۔ کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے اس میں دخل اندازی دانائی سے دُور ہے اور اس نے یہ بھی کہا کہ پرتھی چند کا الزام بے بُنیاد ہے۔ پس اس دفعہ بھی ناکامیابی پرتھی چند ہی کو ہوئی۔

جب ہرگوبند ذرا بڑی عمر کا ہو گیا۔ تو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھائی بڈھا کے پاس بھیجا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بہت ہی ذہین تھا۔ اس نے نہ صرف گوروؤں کی تعلیم ہی سیکھی بلکہ ہتھیاروں کا استعمال۔ گھوڑے کی سواری۔ تیرنا نجوم اور انتظام سلطنت میں بھی مہارت حاصل کی۔

گورو ارجن گورو نانک کی طرح پنڈتوں کی ریاکاری سے متنفر تھے۔ ایک کہانی یوں بیان کی جاتی ہے۔ کہ ایک برہمن اپنی تمام مذہبی اشیاء لے کر امرت سر گورو صاحب سے ملنے آیا۔ گورو صاحب نے اس کی کوئی خاص عزّت نہ کی۔ اس لئے پنڈت ناراض ہو گیا۔ گورو ارجن نے کہا۔ کہ تم ویدوں کو ضرور پڑھتے ہو۔ مگر تمہارے دل میں خدا نہیں بستا۔ تم لوگوں میں پرچار کرتے ہو۔ تاکہ اُن کے ایمان پکّے ہو جائیں۔ مگر خود اُس تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ تم کو اپنے دل سے لالچ دُور کرنا چاہئے۔ تم صرف امیروں کے گھروں میں اپنی کتابیں پڑھتے ہو۔

اس کے بعد بحث مباحثہ شروع ہو گیا۔ برہمن بنارس سے کچھ کتابیں منگوانا چاہتا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ سفر کی شُبھ گھڑی دیکھ کر بیٹا روانہ ہوا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُسے ایک گدھا ملا۔ جو خُوب زور سے ہینگا۔ برہمن کے بیٹے نے سوچا۔ کہ یہ بد شگونی ہے۔ وہ واپس اپنے باپ کے پاس آیا۔ یہ دیکھ کر گورو صاحب کے چیلے قہقہے مار کر ہنسنے لگے۔ اور اُن کے

دِل سے رہا سہا شُبہ بھی دُور ہو گیا اور اُنہیں یقین ہو گیا۔ کہ ہمارا مذہب اُس کے مذہب سے بہتر ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اِس پنڈت نے دیکھا۔ کہ گوُرو صاحب نے کِسی کام کے لئے اپنے ایک چیلے کو نکا بھیجا۔ لیکن نہ اُنہوں نے کِسی کتاب میں دیکھا اور نہ نجوم کا حساب لگایا۔ کہ دیکھیں روانہ ہونے کی شُبھ گھڑی کونسی ہے۔ پنڈت نے کہا۔ ایسا کرنا بُری بات ہے۔ بھائی گورو داس نے جواب دیا۔ کہ پنڈت جی آپکے دل میں وہم ہے۔ آپ خُود فیصلہ نہیں کر سکتے۔ آپ خُدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ لیکن ہم جو سِکھ ہیں خُدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ہم بُرائی کے نشان اور اِس قسم کی باتوں پر دھیان نہیں دیتے۔ ہم خُود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا ایمان خُدا پر ہے۔ آخرکار یہ پنڈت گورو کا چیلہ بن گیا۔

کچھُ عرصہ سے گورو ارجن یہ محسُوس کر رہے تھے۔ کہ سِکھوں کو ایک کتاب کی ضرُورت ہے۔ جس میں گورو نانک اور دوسرے گورُوؤں کی تعلیم باقاعدہ درج ہو۔ اگر ایسی کوئی کتاب تیار نہ ہوئی تو سکھوں کے لئے کوئی دُستور العمل نہیں۔ جس کے ذریعے وہ گوروؤں کی تعلیم سیکھ سکیں اور جس کے معیار پر وُہ فیصلہ کر سکیں۔ کہ فلاں کام گوروؤں کی تعلیم کے مطابق ہے یا نہیں۔ پس گورو ارجن نے فیصلہ کیا۔ کہ وُہ ایک کتاب لکھیں۔ جس میں گورو نانک۔ گورو انگد اور گورو امرداس اور گورو رامداس کے سارے گیت جمع کئے جائیں اور اپنے گیت بھی اُن میں شامل کر دیں۔ یہ کتاب سِکھوں کی زندگی اور عبادت میں ان کی رہنما ہوگی۔ اُنہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ بعض اولیا اور بھگتوں کے گیت بھی اُس کتاب میں شامل کئے جائیں اس فیصلہ کی ایک اور بھی وجہ تھی۔ پرتھی چند اپنے گیت بنا رہا تھا۔ اور مشہُور کرتا تھا۔ کہ یہ گیت گورو نانک صاحب کے ہیں۔ عام لوگ اس دھوکے سے واقف نہ تھے۔ پس یہ لازم ٹھہرا۔ کہ ایک کتاب اس قِسم کی لِکھی جائے۔ جس سے پتہ چل جائے۔ کہ ہمارے گوروؤں کی تعلیم یہ ہے اور اِس کے متعلق کوئی شک و شبُہ نہ ہو۔ یہ کام آسان نہ تھا۔ اِسے ختم کرتے بڑی دیر لگی۔ حُسنِ اتفاق سے گورو ارجن نے یہ کام اُس وقت شروع کیا جب وُہ آدمی زندہ تھا۔ جو گورو نانک سے ذاتی طور پر واقف تھا۔ اور اُن کے گیتوں کو بھی پہچان سکتا تھا۔

موہن سے جو تیسرے گورو صاحب کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ گورو ارجن کو کتابیں اور گیت مل گئے۔ گورو صاحب نے بھائی گورو داس کو لِکھنے کا کام سپُرد کیا۔ گورو صاحب نے یہ ہدایت بھی کی۔ کہ اس کتاب کا ترجمہ غیر مُلکی

زبانوں میں کیا جائے۔ پیروں اور بھگتوں کے مُرید اور پیرو امرتسر میں بُلائے گئے۔ اور اُنہوں نے گیت پیش کئے۔ جو اس کتاب میں شامل ہوئے۔ جو گیت سِکھوں کی تعلیم کے مطابق تھے وُہ براہِ راست شامل ہو گئے۔ مگر بعض میں کہیں کہیں کچھ تبدیلی بھی کر دی گئی۔ ہندُو مذہب کے مطابق مسلمانوں اور شُودروں کی تعلیم سُننا گناہِ کبیرہ تھا۔ گورو ارجن کا ایک مقصد یہ بھی تھا۔ کہ وُہ دُنیا پر روشن کر دیں۔ کہ سِکھ مذہب میں اس قِسم کی ہٹ دھرمی کو دخل نہیں۔ نیز نیک آدمی کِسی مذہب اور کِسی ذات کا کیوں نہ ہو قابلِ عزّت ہے۔ اِس کتاب کا نام گرنتھ صاحب ہُوا۔ بعد ازاں یہ کتاب سِکھوں کی مذہبی سند ٹھہری۔ گرنتھ صاحب میں یہ بڑی خوُبی ہے۔ کہ اس کی زبان عام لوگوں کی زبان ہے اس وجہ سے جلد ہی اُس نے ویدوں اور پُرانوں کی جگہ لے لی۔ کیونکہ عام لوگ نہ تو وید پڑھ ہی سکتے تھے اور نہ ہی سمجھ سکتے تھے۔ مگر گرنتھ صاحب کو پڑھ سکتے تھے۔ اور سمجھ بھی سکتے تھے۔ گرنتھ صاحب کی لکھائی کا کام ۱۶۰۴ء میں ختم ہوُا۔ اس کتاب کو دربار صاحب میں رکھا گیا۔ بھائی بڈھے کو اس کی حفاظت کا ذمّہ دار ٹھہرایا گیا۔ کیونکہ وہ گورو نانک صاحب سے واقف تھے۔ اور اُن کی دیانت داری پر کِسی کو شک نہ تھا۔ بہُت سے گیت ایسے تھے جن کو گورو ارجن نے گرنتھ صاحب میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ ہم دیکھیں گے۔ کہ اِس انکار کی چند وجُوہات تھیں۔ ایک گیت اس وجہ سے شامل ہونے کے ناقابل قرار دیا گیا۔ کہ اُس میں مصنّف نے خود پسندی کا ذکر کیا تھا۔ ایسی صفات نہ گورو نانک کو اور نہ ہی گورو ارجن کو پسند تھیں۔ ایک اور گیت اس لئے مناسب نہ سمجھا گیا۔ کہ اُس میں عورتوں کی تحقیر تھی۔ گورو نانک یقین رکھتے تھے۔ کہ گھر کی زندگی اچھی زندگی ہے۔ اور وہ عورتوں کی بے عزّتی کو مطلق پسند نہ کرتے تھے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ گرنتھ صاحب میں عورتوں کے بارے میں چند سخت باتیں درج ہیں۔ ایک اور مصنّف اپنے گیت میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ جو باتیں ایک آدمی پر خدا کی طرف سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اُسے اُن کی بابت چُپ رہنا چاہیئے۔ گورو ارجن کو اس میں کچھ فائدہ نظر نہ آیا۔ ایک اور نے ذکر کیا۔ کہ جو لوگ پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں وُہ سب سے مبارک ہیں۔ مگر یہ بات سِکھوں کی تعلیم کے خلاف تھی۔ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو آدمی اس دُنیا میں اپنا کام کرتا ہے۔ اپنی زِندگی کو دُوسرے کے لئے فائدہ مند ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وُہ اُس آدمی سے بہتر ہے۔ جو الگ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

پس یہ گیت بھی شامل ہونے کے قابل نہ سمجھا گیا۔

جب گرنتھ صاحب کی لکھائی کا کام ختم ہو گیا۔ تو کشمیر سے بعض آدمی گورو ارجن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ کہ سکھوں کی مدد کے لئے کشمیر میں ایک دیانتدار اور عالم شخص کو بھیجئے۔ کیونکہ وہاں کے پنڈت سکھوں کو ناکوں چنے چبا رہے ہیں۔ پس سکھوں کو دستور اور رسم و رواج اور تعلیم سکھانے کے لئے مادھو کو کشمیر بھیجا گیا۔

اب مصیبتوں کا طوفان اُمنڈ آنے کو تھا۔ بادشاہ کا دیوان چندو شاہ اپنی بیٹی کے لئے بر کی تلاش میں تھا۔ نائی اور برہمن تلاش کرتے کراتے لاہور پہنچ گئے لاہور میں اُنہوں نے گورو ارجن کی شرافت کا شہرہ سُنا اور یہ بھی سُنا کہ اُنہوں نے ایک نیا شہر امرت سر بسایا ہے۔ وہ امرت سر پہنچ کر گورو صاحب سے ملے۔ اُن سے مل کر اور سب کچھ دیکھ کر بہت متأثر ہوئے۔ دہلی واپس جا کے اُنہوں نے چندو شاہ کو بتایا۔ کہ گورو ارجن کا بیٹا ہرگوبند نہایت ہی اچھا بر ہے۔ اِس لئے اُس کے ساتھ شادی کا بندوبست کرنا چاہئے۔ اُنہوں نے گورو ارجن کا تمام حال دیوان صاحب سے بیان کیا۔ چندو کا پہلا خیال یہ تھا۔ کہ یہ خاندان اس لائق نہیں کہ میں اپنی بیٹی اس کے ایک فرد کو دے دوں۔ اُس نے سمجھا۔ کہ گورو ارجن ایک فقیر ہے۔ جو بھیک مانگ کے اپنا پیٹ پالتا ہے۔ وہ مجھ سے نیچے ہے میرے نوکر (لاگی) چوبارے کی اینٹ کو موری میں لگانا چاہتے ہیں۔ اُس نے نائی برہمن سے کہا تم نے رشوت کھائی ہے۔ اِس لئے یہ تجویز پیش کرتے ہو۔ لیکن چندو شاہ کی بیوی کا خیال کچھ اور تھا۔ دو سال سے وہ اچھے لڑکے کی تلاش میں تھے۔ اور اب اچھا لڑکا مل گیا تھا۔ اُس کی خواہش تھی۔ کہ شادی ہرگوبند سے ہو۔ آخر چندو شاہ بھی متفق ہو گیا۔ منگنی (سگائی) کے لئے نائی برہمن کو امرت سر بھیج دیا۔ لیکن دہلی کے چند سکھوں نے چندو شاہ کے غرور اور تکبر کی باتیں سُن رکھی تھیں۔ اُنہوں نے ایک آدمی گورو ارجن کے پاس بھیجا اور پُر زور لفظوں میں یہ کہلا بھیجا کہ چندو شاہ کی بیٹی سے ہرگز اپنے بیٹے کی شادی نہ کریں۔ سکھوں کا ہرکارہ چندو کے نوکروں (لاگیوں) سے پہلے گورو صاحب کی خدمت میں پہنچ گیا اور اُنہیں ساری باتوں سے آگاہ کر دیا۔ گورو ارجن سمجھ گئے۔ اس دوڑ دھوپ سے دہلی کے سکھوں کا مقصد کیا تھا۔ گورو صاحب کو یہ وتیرہ پسند نہ تھا۔ کیونکہ وہ حلیم شخص تھے۔ اور وہ یہ بھی جانتے تھے۔ کہ اگر میں نے اس شادی میں چون و چرا کی۔ تو اس کا نتیجہ خطرناک ہوگا۔ کیونکہ

چندو صاحب اختیار ہے۔ وہ خطرناک دشمن بن جائیگا۔ مگر سکھ مذہب کا ایک اصول یہ بھی ہے۔ کہ سنگت کی خواہش کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ بس گورو ارجن نے اِس اصول پر عمل کیا۔ جب چندو شاہ کے آدمی آ گئے۔ اور اُنہوں نے گورو صاحب کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ گورو صاحب نے کورا جواب دیدیا۔ وہ بہت حیران ہوئے۔ گورو صاحب نے اُن سے کہا۔ کہ میں غریب آدمی ہوں۔ اور میں نہیں چاہتا۔ کہ بڑے بڑے آدمیوں (امرا) سے رشتہ جوڑوں۔ مناسب نہیں۔ کہ چھت کی اینٹ کو اُتار کر نالی میں لگایا جائے۔ پنڈت اور نائی نے جہاں تک اُن سے ہو سکا بہت کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ گورو صاحب کا جواب اٹل تھا۔ اُسی وقت مجلس میں دو آدمی کھڑے ہوئے اور ہر ایک نے کہا۔ کہ گورو صاحب کے بیٹے کو میں اپنی بیٹی دیتا ہوں۔ اور فوراً منگنی کا بندوبست ہونے لگا۔ جب پنڈت اور نائی چندو شاہ کے پاس واپس گئے اور ان باتوں کا ذکر کیا۔ اُس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ لیکن اُس نے ضبط سے کام لیا۔ اور گورو ارجن کو ایک چٹھی لکھی۔ جس میں اُس نے پُر زور الفاظ میں گذارش کی کہ جیسا میں چاہتا ہوں ویسے ہی کیجئے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں نے آپ کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہے۔ جن سے غرور کی بو آتی تھی۔ اشارۃً اُس نے اپنے خط میں یہ بھی جتایا۔ کہ اگر گورو صاحب نے اُس کی دشمنی خرید لی تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ لیکن گورو صاحب پر اُس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اور دوسری دونوں لڑکیوں سے شادی ہو گئی۔

اب پرتھی چند نے بھی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اُس نے اُن لوگوں کو جن کی نظمیں اور گیت گرنتھ صاحب میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ بھڑکانا شروع کیا کہ اکبر بادشاہ کے دربار میں شکایت کریں۔ کہ گرنتھ صاحب کفر کی کتاب ہے۔ نیز اُس میں بہت سی نظمیں ایسی موجود ہیں جن کو پڑھ کر لوگ اسلام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ چندو بھی ایسے ہی موقعہ کی تاک میں تھا۔ اُس نے بھی اکبر سے کہا۔ کہ واقعی یہ بالکل سچ ہے۔ اکبر اِن دنوں پنجاب آیا اور اُس نے حکم دیا۔ کہ گرنتھ صاحب کو میرے سامنے پیش کرو اور گورو ارجن کو بھی حاضر کرو۔ گورو صاحب نے گرنتھ صاحب تو بھیج دیا مگر خود حاضر نہ ہوئے۔ بھائی بڈھا اور بھائی گورو داس گرنتھ صاحب لے کر دربار میں حاضر ہوئے۔ اکبر نے حکم دیا۔ کہ چند گیت میرے سامنے پڑھے جائیں۔ کیونکہ وہ خود گورمکھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ جب اکبر نے یہ

گیت سُنے۔ تو وہ بہت خوش ہُوا۔ اور اس نے کہا۔ کہ یہ کتاب قابلِ تعظیم ہے۔ اور اس میں کوئی بڑی بات نہیں۔ اُس نے بھائی بڈھے۔ گورو داس اور گورو صاحب کو روپے انعام میں دئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اکبر خود امرت سر گیا اور گورو ارجن سے ملاقات کی۔ اور گورو صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا۔ کہ سِکھوں کا مندر اور ان کے گیت بہت اچھے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ گورو صاحب نے اکبر کے سامنے ایک گیت گایا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"بعض رام کو یاد کرتے ہیں اور بعض خدا کی حمد کے گیت گاتے ہیں۔ بعض گسائیں کی پوجا کرتے ہیں۔ بعض اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض ہندوؤں کے تیرتھوں میں اشنان کرتے ہیں۔ بعض مکے کے حج کو جاتے ہیں۔ کوئی ہندوؤں کی طرح پوجا کرتے ہیں۔ تو بعض مسلمانوں کی طرح سجدہ کرتے ہیں۔ بعض ویدوں کو پڑھتے ہیں۔ بعض مسلمانوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ بعض سفید کپڑا پہنتے ہیں۔ بعض نیلا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ بعض اپنے آپ کو ہندو کہتے ہیں۔ بعض مسلمان۔ لیکن جس نے خدا کی مرضی کو پایا۔ وہی اس کے راز سے واقف ہوا۔"

اکبر گورو صاحب کو روپے دینا چاہتا تھا۔ لیکن گورو ارجن نے روپے نہ لئے انہوں نے کہا۔ کہ "اے بادشاہ اس طرح تجھے کوئی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ بادشاہ کو خوشی رعایا پروری اور انصاف گستری سے حاصل ہوتی ہے۔ اسیطرح تو اس دُنیا اور اگلی دُنیا میں عزت اور خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ گورو صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ پنجاب کا ایک سال کا مالیانہ معاف کر دیں۔ کیونکہ سخت قحط پڑ رہا ہے۔ اکبر نے یہ درخواست منظور کر لی۔

تھوڑی دیر کے بعد اکبر مر گیا۔ اور جہانگیر تخت نشین ہُوا۔ جہانگیر کو تخت حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے خسرو اور اُس کے معاونین کے ساتھ بڑی کشمکش کرنا پڑی۔ خسرو کو اِس سلسلہ میں پنجاب کی طرف بھاگنا پڑا۔ جہانگیر کی فوج نے اُس کا پیچھا کیا۔ خسرو گورو ارجن سے مدد مانگنے آیا۔ پہلے تو گورو ارجن نے مدد دینے سے انکار کیا اور فرمایا میرے روپے پیسے ان کے واسطے ہیں۔ جو غریب ہیں۔ بے کس ہیں۔ بے یار و مددگار ہیں۔ خسرو نے جواب دیا۔ میں غریب ہوں۔ بے یار و مددگار ہوں۔ گورو صاحب نے اُس کے حال پر ترس کھا کر اس کے لئے دُعا کی اور اُسے روپے دیئے۔ لیکن جہانگیر کی فوج نے خسرو کو گھیر لیا۔ اور وہ مارا گیا۔

اب پرتھی چند اور چندو شاہ نے اکٹھے ہو کر اِس موقعہ سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ گورو ارجن نے خسرو کو مدد دی تھی۔ اُنہوں نے یہ بات سامنے رکھ کے گورو صاحب کی شکایت جہانگیر کے دربار میں کر دی۔ بعد اُن پر کئی ایک اِلزام لگائے۔ جہانگیر نے گورو صاحب کو بلا بھیجا۔ گورو صاحب کو چلنا پڑا۔ اُن کو پتہ تھا۔ کہ اب واپس آنا شاید ہی ہو۔ پس اُنہوں نے امرت سر سے روانہ ہونے سے پہلے ہرگوبند کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور اپنی بیوی کو سخت تاکید کی کہ ستی نہ ہونا جب گورو صاحب دربار میں پیش ہوئے۔ اُن پر الزام لگایا گیا۔ کہ آپ نے خسرو کو مدد دی ہے۔ گورو صاحب نے جواب دیا۔ کہ ہاں ہم نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔ جہانگیر نے کہا کہ آپ کو دو لاکھ روپے تاوان دینا پڑے گا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ گرنتھ صاحب کے تمام گیت جو ہندو مذہب اور اسلام کے خلاف ہیں۔ اُنہیں گرنتھ صاحب سے نکالنا ہوگا۔ (پرتھی چند اور چندو نے وہی الزام لگایا جو اُنہوں نے اکبر کے زمانے میں لگایا تھا) گورو ارجن نے جواب دیا۔ کہ جو روپیہ میرے پاس ہے وہ غریبوں اور ان لوگوں کے لئے ہے جن کا کوئی یار و مددگار نہیں۔ میں اب بھی یہ روپیہ اُن کو دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن جرمانہ کے طور پر ایک کوڑی بھی دینے کو تیار نہیں ہوں۔ اور رہا گرنتھ صاحب۔ اس میں سے ایک لفظ بھی نہ نکالونگا اور نہ بدلونگا۔ گرنتھ صاحب میں وہی تعلیم ہے۔ جو مجھے۔ گورو نانک صاحب اور دُوسرے گوروؤں کو خُدا سے ملی ہے۔ اُس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

پھر جہانگیر نے کہا کہ یا تو جُرمانہ دینا پڑے گا۔ یا قید میں رہنا ہوگا۔ جب لاہور میں سِکھوں نے یہ سُنا تو وہ فوراً روپیہ جمع کرنے کو تیار ہو گئے اور تاوان ادا کرنا چاہا۔ لیکن گورو ارجن نے منع کر دیا۔ گورو صاحب کو اُن کے دشمن چندو کے حوالے کیا گیا۔ چندو نے قاضیوں اور برہمنوں کو اِجازت دیدی کہ وہ گورو صاحب کو جی بھر کے تنگ کریں۔ تاکہ وہ گورو صاحب گرنتھ صاحب میں تبدیلی کریں۔ لیکن گورو صاحب نے تبدیلی کرنے سے اِنکار ہی کیا۔ چندو کی یہ ابھی تک خواہش تھی کہ گورو صاحب ہرگوبند کی شادی اس کی بیٹی سے کرنے کو رضامند ہو جائیں۔ لیکن گورو صاحب یہ بھی نہ مانے۔ گورو صاحب کو سخت ایذا پہنچائی جاتی تھی۔ گورو صاحب سب کچھ برداشت کرتے اور لب پر حرفِ شکایت نہ لاتے تھے۔ اور اپنے اُصول پر قائم تھے۔ آخرکار اس اذیت اور قید کی سختی نے گورو صاحب کی جان لی۔ اور وہ مر گئے۔ اُنہوں نے ۱۶۰۶ء میں وفات پائی

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ آخرکار چندو نے یہ حکم دیا۔ کہ گورو صاحب کو زندہ ایک گائے

کی کھال میں بند کر دو۔ گورو صاحب نے کہا۔ کہ پہلے مجھے راوی میں اشنان کرنے کی اجازت دیدو۔ چندو نے اجازت دیدی۔ وہ دریا میں گئے اور جپ جی کا پاٹھ کیا اور انتقال فرما گئے۔

جب گورو صاحب لاہور کے قید خانہ میں تھے۔ اور ہولناک اذیتیں اور دُکھ برداشت کر رہے تھے۔ لاہور کے ایک مُسلمان پیر اُن کے پاس آئے۔ گورو صاحب کی زبُوں حالت دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے اور گورو صاحب سے اجازت طلب کی۔ کہ اُنہیں خُدا سے دُعا کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ کہ وُہ ان ظالموں کو برباد کر دے۔ لیکن گورو صاحب نے اُنہیں یہ اجازت نہ دی۔ اُنہوں نے کہا کہ مَیں یہ سب دُکھ۔ اذیت اور تکلیف برداشت کر رہا ہُوں۔ تاکہ اُن لوگوں کے لئے جو سچے نام کا پرچار کرینگے یہ مثال قائم ہو جائے کہ جب اُن پر وقت پڑے تو وہ صبر کریں۔ اور خدا پر بھروسہ رکھیں۔ رنج اور مصیبت کا وقت ایمان کا سچا امتحان ہے۔ گورو ارجن سب سے پہلے سکھ شہید تھے۔ وُہ اس لئے مرے کہ وہ غریبوں کی مدد کرنے پر مستعد تھے۔ وہ سنگت کی وفاداری پر اڑے رہے وہ مستقل مزاجی کے ساتھ گرنتھ صاحب میں تبدیلی کرنے سے انکار کرتے رہے۔ اُنہوں نے سکھوں کو قومی انتظام کا ابتدائی سبق پڑھایا۔ اُنہوں نے عبادت کرنے کے لئے ایک مندر بنایا۔ اس طرح وہ باقاعدہ عبادت کرنے لگے اور اُنہوں نے سکھوں کو ایک کتاب دی۔ جس میں اُن کی رہنمائی کے لئے تعلیم درج تھی۔

۶۔ گورو ہرگوبند۔

جب گورو ارجن فوت ہوئے تو اس وقت ہرگوبند صرف گیارہ سال کے تھے۔ اُن کے چچا پرتھی چند نے ہرچند کوشش کی کہ وُہ گورو بن جائے۔ لیکن سکھ لوگ اُسے اچھی طرح جانتے تھے۔ وُہ کب اُس کی پیروی کر سکتے تھے۔ وُہ کچھ نہ کر سکا اپنے باپ کی شہادت سے گورو ہرگوبند پر بہت اثر ہُوا۔ اُن کے سینہ میں انتقام کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اور انتقام ان کی زندگی کا نصب العین بن گیا۔ پس وُہ ساری عمر اسی کوشش میں رہے کہ سکھوں کے دِلوں میں مسلمانوں کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے۔ کیونکہ اُنہوں نے ظلم و ستم سے گورو صاحب کو مار ڈالا۔ اس مقصد میں اُنہیں ایک بڑی حد تک کامیابی ہوئی۔ اور گورو ہرگوبند کے زمانے میں سکھوں کے دِلوں میں لڑنے کا شوق پیدا ہو چکا تھا۔ جو گورو گوبند سنگھ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ظاہر ہُوا۔ گورو ہرگوبند کا پہلا مقصد چندو سے بدلہ لینا تھا۔ وُہ اس مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ سکھ مصنف کہتے ہیں کہ گورو ہرگوبند نے گورو ارجن کی موت کا حال یہ کم وکاست

جہانگیر کو سنایا۔ جہانگیر یہ سنکر بہت ناراض ہوا۔ اور چندو کو ہرگوبند کے حوالے کیا غالباً گورو ہرگوبند نے خود چندو کو پکڑ لیا۔ گورو ہرگوبند کے پاس شکاری اور سپاہی تھے۔ اغلب ہے۔ کہ اُنہوں نے چندو کو گرفتار کیا ہو۔ وہی اذیتیں اور تکلیفیں جو گورو ارجن کو برداشت کرنا پڑیں۔ چندو کو بھی اُن ہی کا نشانہ بننا پڑا۔ اور آخرکار وہ مر گیا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ گورو ہرگوبند اپنی پیٹی پر دو تلواریں باندھ کر رکھتے تھے۔ جب کوئی پُوچھتا کہ یہ دو تلواریں کیوں لگا رکھی ہیں۔ تو وُہ جواب دیتے۔ کہ ایک میرے باپ کی موت کا بدلہ لینے کے لئے ہے اور دوسری پیغمبرِ اسلام کے معجزوں کو برباد کرنے کے لئے۔ وہ پہلے گورو تھے جنہوں نے اپنے چیلوں کو گوشت کھانے کی اِجازت دی لیکن گائے کا گوشت کھانے کی اِجازت نہیں دی۔ شکار کھیلنا اُنہیں بہت پسند تھا۔ گوشت کھانے کی اِجازت اور لڑنے کا شوق ایک مقصد کے حصول کے لئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ سکھ تنومند اور جنگجُو بن جائیں۔

گورو ہرگوبند نے دریائے بیاس کے کنارے گوبند پُور نامی شہر آباد کیا۔ عمُوماً وہ مسلمانوں پر حملہ کیا کرتے تھے اور سرکاری افسر جو شاہی کام کیا کرتے تھے یا خود مسلمان تھے۔ اُنہیں بھی آڑے ہاتھوں لیتے تھے۔ شاہی افسر عام لوگوں پر ظُلم کیا کرتے تھے۔ اور اُن کو ستایا کرتے تھے۔ پس گورو ہرگوبند عام لوگوں۔ غریبوں اور بالخصوص ہندوؤں میں جلد ہی ہردل عزیز ہو گئے۔ اُن کے پاس بہت سے لوگ آنے لگے۔ بالخصُوص وہ لوگ جن کے ساتھ بے انصافی ہوئی تھی۔ یا جو لوگ ظلم کا نشانہ بنے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے بادشاہ کے خلاف کچھ کیا ہوتا۔ یا شاہی افسر جن کے تعاقب میں ہوتے۔ گورو ہرگوبند کے پاس آ جاتے۔ جو لوگ لوٹ مار کے شائق ہوتے وہ بھی گورو صاحب کے پاس آ جاتے تھے۔ ایسے آدمی بالخصُوص لڑنے میں جری ہوتے تھے۔ گورو صاحب اُنہیں بڑی خوشی سے شرفِ خدمت بخشتے تھے۔ مذہب پر توجہ بہُت کم تھی۔ لیکن جو حملے کئے جاتے تھے۔ وُہ کوئی بڑے حملے نہ ہوتے تھے اور پہلے پہل شاہِ دہلی نے اُن کی پرواہ تک نہ کی۔ گورو ہرگوبند جہانگیر کی فوج کے ساتھ کشمیر گئے۔ وہاں ایک جھگڑا ہو گیا۔ گورو صاحب نے کچھ روپے لئے۔ یہ رقم سپاہیوں کے لئے تھی۔ اور لوگ کہنے لگے کہ سپاہیوں کو روپے نہیں ملے۔ غالباً گورو صاحب نے شکار کے شاہی قوانین کی خلاف ورزی کی ہوگی۔ کیونکہ اُنہیں شکار کا بہُت شوق تھا۔ اور وُہ تُند مزاج بھی تھے۔ جو تاوان گورو ارجن کو ادا کرنا تھا وہ ابھی تک ادا نہیں ہُوا تھا۔ اور گورو ہرگوبند کو گوالیار کے قید خانے میں ڈالا گیا۔ مُسلمان کہتے ہیں۔ کہ وہ بارہ سال تک قید رہے۔ سکھ ہر وقت قید خانے کے گِرد چکر لگاتے تھے۔ آخرکار بادشاہ نے گورو صاحب کو رہا کر دیا۔

١٦٢٨ء میں جہانگیر بھی کوچ کر گیا۔ گورو صاحب تھوڑی دیر شاہ جہان کی خدمت میں رہے۔ لیکن جلد ہی از سرِ نو جھگڑے شروع ہو گئے۔ گورو صاحب کے تعاقب میں ایک فوج بھیجی گئی۔ لیکن اس فوج نے امرت سر کے نزدیک شکست کھائی مُخلص خاں سپہ سالار کھیت رہا۔ یہ پہلا معرکہ ہے جو سکھوں اور مسلمانوں میں پڑا۔ اب گورو ہرگوبند اور اُن کے چیلے بھٹنڈہ کے جنگلوں کی طرف چلے گئے۔ وُہ جانتے تھے۔ کہ اگر اُن کے خلاف ایک اچھی بڑی فوج بھیجی گئی تو اس کے خلاف کامیاب ہونے کی اُمید نہیں۔ اتنے میں دارا شکوہ جو گورو صاحب کا دوست تھا صلح کرانے اور گورو صاحب کے فائدے کے سامان مہیا کرنے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد گورو ہرگوبند پھر پنجاب میں آئے۔ اُن کے آتے ہی جھگڑا پیدا ہو گیا۔ آپ نے اپنے دھرم بھائی پینڈے خاں کے ساتھ جھگڑا پیدا کر لیا۔ مسلمانوں نے پینڈے خاں کو سپاہ دی تاکہ وُہ گورو ہرگوبند پر حملہ کرے۔ پینڈے خاں نے حملہ کیا اور گورو صاحب کو کرتار پور میں گھیر لیا۔ لیکن گورو صاحب باہر آئے۔ پینڈے خاں اور شاہی فوج نے شکست کھائی۔ گورو ہرگوبند نے خود پینڈے خاں کو مار ڈالا۔ گورو ہرگوبند اکثر مشکلات میں مُبتلا ہوتے۔ لیکن اُن کے چیلے ہمیشہ اُن کے اِرد گرد جمع رہتے تھے۔ اور وُہ مُشکلات میں سے نِکل جاتے۔ سکھوں کا شمار اور اُن کا اختیار روز بروز بڑھ رہا تھا۔ سِکھ کہتے ہیں کہ گورو ہرگوبند نے بہت سے چیلے بنائے۔

تھوڑے عرصے کے بعد وُہ پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔ اور انند پور کے نزدیک کیرت پُور میں رہنے لگے۔ وہاں وہ مذہبی باتوں کی طرف زیادہ زور دینے لگے۔ ایک مشہور پیر جو ایران سے آئے تھے۔ کیرت پُور میں گورو صاحب سے ملنے آئے گورو ہرگوبند ١٦٤٥ء میں انتقال کر گئے۔ اور اپنے پوتے ہر رائے کو اپنا جانشین بنا گئے۔ گورو ہرگوبند کی موت سکھوں کے لئے ایک آفت تھی۔ اور اُن کے چیلوں میں سے بہت سے زندہ اُن کی چِتا پر جلنے کو تیار ہوئے۔ اُن کی تین بیویاں تھیں۔ اور پانچ بیٹے تھے۔ گوردِتا۔ تیغ بہادر۔ سورت سنگھ۔ امرت اور اٹل رام۔ ہر رائے گوردِتا کے فرزند تھے۔ لیکن گوردِتا گورو ہرگوبند کی موت سے پہلے ہی گزر چکے تھے۔ گورو ہرگوبند کے زمانہ میں سکھوں کی تاریخ میں اہم تبدیلی ہوئی۔ وُہ فرقہ [illegible] صلح کُل تھا۔ اب جنگجو بن گیا۔

٧۔ گورو ہر رائے۔

گورو ہر رائے جنگ کے شائق نہ تھے۔ اُن کا مزاج اپنے دادا کے جنگجو مزاج کی مانند نہ تھا۔ وُہ کچھ عرصہ کرتا پُور میں رہے۔ لیکن سِکھوں میں جنگ کا جوش ضرور بھڑکتا تھا۔ جب دارا شکوہ اور اورنگ زیب تخت و تاج کی بازی کھیل رہے تھے۔ تو دارا پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ گورو ہر رائے اپنے شاگردوں سمیت دارا کے پاس آئے۔ کیونکہ دارا گورو ہرگوبند کا دوست تھا اور اُس نے اُن کی مدد کی تھی۔ جب دارا نے شکست کھائی اور وُہ اپنی جان لے کر بھاگا تو گورو ہر رائے واپس کرتار پور آ گئے۔ اورنگ زیب نے گورو صاحب کو دہلی میں طلب کیا۔ گورو صاحب خود تو نہ گئے۔ مگر اپنے بیٹے رام رائے کو بھیج دیا اور اُس کے ہاتھ ایک چِٹھی بھیجی جس میں اُنہوں نے معذرت کی۔ اِس چِٹھی سے اورنگ زیب کو کچھ اطمینان تو ہو گیا۔ مگر رام رائے کو اپنے دربار میں حاضر رکھا۔ مبادا گورو صاحب بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیں۔

گورو ہر رائے کو گیت اور نظمیں لکھنے کا کوئی شوق نہ تھا۔ اور اُن کی کوئی نظم موجود نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے امن و آرام اور صُلح و آشتی کی زندگی بسر کی اور کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔ وہ ١٦٦١ء میں انتقال کر گئے۔

٨۔ گورو ہرکِشن۔

رام رائے (جو ہر رائے کے بڑے بیٹے تھے) اورنگ زیب کے دربار میں رہتے تھے۔ ہر رائے اور رام رائے میں کچھ دشمنی سی پیدا ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورو ہر رائے نے سُنا۔ کہ رام رائے اورنگ زیب کو بہت عزیز ہے۔ اِس لئے اُن کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ کہ شاید رام رائے سکھوں کی تعلیم اور مذہب سے پھر گیا ہے۔ پس اُنہوں نے رام رائے کو اپنا جانشین مقرر نہ کیا۔ جب رام رائے نے سُنا کہ اُن کا چوتھا بھائی گورو بن گیا وہ بہت ناراض ہوئے۔ پس معاملہ دربار میں پیش ہُوا۔ اورنگ زیب نے خوشی سے وعدہ کیا کہ وہ اِس معاملہ کو سُلجھا دینگے۔ اور حکم دِیا کہ ہرکِشن (جو صرف سات برس کا تھا) دربار میں حاضر ہو۔ ایک کتاب میں یوں بھی لکھا ہے۔ کہ جب دونوں بھائی دہلی میں تھے تو اورنگ زیب نے سکھوں پر بات چھوڑ دی۔ کہ وہ خود اپنا گورو چُن لیں۔ اُنہوں نے ہرکِشن کو چُن لیا۔ ایک اور کتاب میں ذکر ہے۔ کہ ہرکِشن نے تمام عورتوں میں سے جنہیں اُنہوں نے کبھی نہ دیکھا، ملکہ کو فوراً پہچان لیا۔ پس اورنگ زیب نے اُن کو گورو مقرر کیا۔ خواہ کچھ بھی ہُوا۔ ہرکِشن گورو مقرر ہوئے۔ لیکن دہلی سے روانہ ہونے سے پہلے اُن کو چیچک نکل آئی۔ اور جلد ہی مر گئے۔ جب اُن

کی زندگی کی کوئی آس نہ رہی۔ تو اُن کے چیلوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ کا جانشین کون ہوگا؟ اُنہوں نے پانچ پیسے اور ناریل زمین پر رکھ دیئے اور چیلوں کو کہا۔ کہ جاؤ تمہارا گُورو بکالہ میں ہے۔ بکالہ انندپور کے نزدیک ایک گاؤں ہے۔

گُورو ہرکشن ۱۶۶۴ء میں فوت ہُوئے

۹۔ گُورو تیغ بہادر۔

بکالہ میں تیغ بہادر گورو ہرگوبند کا بیٹا اور گُورو ہرکشن کا چچا رہتا تھا۔ بہت سے سِکھ چاہتے تھے۔ کہ گُورو ہرکشن کے حکم کے مطابق تیغ بہادر گورو بن جائیں۔ لیکن سوڈھیوں نے ایک اور شخص کو پیش کیا۔ اِدھر رام رائے خود بھی گورو بننا چاہتے تھے۔ لیکن اُن کی مدد کرنے کو کوئی نہ آیا اور تیغ بہادر نے گُورو بننا منظور کر لیا۔ جلد ہی سب سِکھوں نے اِن کی تابعداری شروع کر دی۔

مورخین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے۔ کہ گورو بننے سے پہلے تیغ بہادر فقیروں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور بکالہ میں سکونت رکھتے تھے۔ اُن کی نظموں سے جو گرنتھ صاحب میں پائی جاتی ہیں پتہ چلتا ہے کہ یہ سچ ہے اور اُن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر اُداس رہا کرتا تھا۔ دُنیا اور دنیوی اشیاء سے اُنہیں کچھ بھی دلچسپی نہ تھی۔ لیکن مسلمانوں کے بیان سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ وُہ کچھ اور ہی قسم کے آدمی تھے۔ اور اُن کے کام اور ہی طرح کے تھے کبھی کبھی وُہ دیندار فقیر بن جاتے تھے۔ کبھی سیاسات میں حصّہ لیتے تھے۔ ان کی سیرت کے دو پہلو تھے۔ اپنے باپ کی طرح اُنہیں باغیانہ زندگی بسر کرنے کا شوق تھا۔ وُہ سرکاری افسروں کے خلاف کام کرنا چاہتے تھے۔ لیکن وُہ فقیروں کی زندگی کو بھی پسند کرتے تھے۔ آخرکار یہ دُوسرا پہلو غالب آیا اور وہ اپنے مذہب کے لئے شہید ہُوئے۔

جب وہ گُورو ہوئے۔ تو اُن کی ماں نے اُن کے باپ کے ہتھیار دیئے۔ اِس کا اثر خاطرِ خواہ ہُوا ہوگا۔ اور اس سے یہ خیال پیدا ہُوا ہوگا۔ کہ میں اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلوں۔ جس طرح گورو ہرگوبند کے پاس ہمیشہ سپاہی موجود رہتے تھے۔ اُسی طرح گُورو تیغ بہادر کے پاس مسلح سوار رہتے تھے۔ گورووں کے دستور کے مطابق مذہبی معاملات میں وہ باقاعدہ فیصلہ کیا کرتے تھے۔ رام رائے ہمیشہ چچا کو نقصان پہنچانے کی گھات میں رہتا تھا۔ اُسے اب موقعہ ملا۔ اُس نے اورنگ زیب کے حضور میں گورو تیغ بہادر پر الزام لگایا۔ کہ حکومت کے خلاف سازشیں

کر رہا ہے۔ نیز وُہ بغاوت کا علم بلند کیا چاہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو خود مختار بنانا چاہتا ہے۔ پس اورنگ زیب نے گُورو تیغ بہادر کو دہلی میں طلب کیا اور اُنہیں دو سال قید رکھا۔ آخرکار راجہ جے سنگھ جے پور والے نے اورنگ زیب سے سفارش کی کہ گُورو صاحب کو آزاد کر دیا جائے۔ راجہ جے سنگھ نے کہا۔ اصل میں گُورو تیغ بہادر جنگجو نہیں۔ وُہ میرے ساتھ سفر کرنا چاہتے ہیں۔ راجہ نے کہا کہ میں اَب بنگال کی طرف فوج لئے جا رہا ہوں۔ میں اُسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اورنگ زیب نے اجازت دے دی۔ کیونکہ وُہ چاہتا تھا۔ کہ گورو تیغ بہادر پنجاب سے دُور چلے جائیں۔ پس گُورو تیغ بہادر راجہ جے سنگھ کے ساتھ بنگال چلے گئے

وُہ پٹنہ میں رہنے لگے اور وہاں وُہ لڑکا پیدا ہُوا جو بعد میں گورو گوبند سنگھ بنا۔ پہلے اُن کا نام گوبند رائے تھا۔ اُن کی ابتدائی تعلیم پٹنہ میں ہُوئی اور یہی وجہ ہے کہ اُن کی تعلیم اور نظموں میں ہندوؤں کا اثر صاف نظر آتا ہے۔ ایک مصنف لکھتے ہیں۔ کہ گورو تیغ بہادر آسام گئے۔ وہاں کامرُوپ کا راجہ اُن کا چیلہ بن گیا۔ اور گورو نانک اپنے پہلے سفر میں کامرُوپ گئے۔ چند سالوں کے بعد گُورو تیغ بہادر واپس پنجاب آئے۔ انندپور کے نزدیک اُنہوں نے کچھ زمین خرید لی اور شہر ماکھووال آباد کرنا شروع کیا۔ بنگال میں فقری پہلو غالب رہا۔ لیکن جب پنجاب واپس آئے تو مسلمانوں کے ظلم کو دیکھ کر پھر جنگجو طبیعت جوش سے بھر گئی۔ پس گورو ہرگوبند کی طرح مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے۔

مسلمان مُصنّف اور بعض سِکھ مصنّف بھی کہتے ہیں۔ کہ اِس وقت گُورو تیغ بہادر کے پاس کافی سوار تھے۔ اور وہ امیر زمینداروں سے روپیہ وصول کیا کرتے تھے۔ اور مسلمانوں پر حملہ کیا کرتے تھے۔ (بعض کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ڈاکو تھے۔ جو گورو صاحب کے ساتھ مِل کر اُن کے ساتھ حملوں پر جاتے تھے۔ یہ مسلمان ہندوؤں سے روپیہ لیا کرتے تھے۔ اور گورو تیغ بہادر اِن مسلمانوں سے رُوپیہ وصول کرتے تھے۔) لیکن ہمارا خیال ہے کہ یہ روایت سچ نہیں۔ کیونکہ ہرگوبند کے بیٹے کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وُہ مسلمانوں سے ایسی دوستی رکھے۔

یہ باتیں سُن کر اورنگ زیب ناراض ہو گیا۔ رام رائے تو ہمیشہ گورو کی شکایتوں سے کان بھرتا ہی رہتا تھا۔ پس اورنگ زیب نے فیصلہ کیا۔ کہ اس کی روک تھام کرنا چاہئے۔ اُس نے گُورو تیغ بہادر کے خلاف ایک فوج بھیجی۔ آخرکار گورو صاحب پکڑے گئے۔ اور مسلمان اُنہیں دہلی لے گئے۔ وُہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ دہلی

میں اُن کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ راستے میں اُنہوں نے گوبند رائے کو بُلایا۔ اور اُسے اپنی جگہ گورو مقرر کیا۔ اُنہوں نے گوبند رائے کو سمجھا دیا۔ کہ میں دہلی میں مارا جاؤں گا۔ میری لاش وہاں نہ چھوڑ دینا۔ جہاں کُتے اُسے کھائیں اور جہاں تک ہو سکے میرا بدلہ لینا۔

دہلی پہنچ کر وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے۔ بادشاہ نے اُنہیں کہا کہ اگر آپ گورو ہیں تو کوئی معجزہ دکھلائیے۔ جب گورو نے کچھ جواب ہی نہ دیا۔ تو اورنگ زیب نے کہا تم مُسلمان ہو جاؤ۔ لیکن گورو تیغ بہادر نے انکار کیا۔ اب وہ قید خانے میں ڈالے گئے اور اُنہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ آخر کار اُنہوں نے اورنگ زیب کو کہلا بھیجا کہ میں معجزہ دکھلاؤنگا۔ اُنہیں دربار میں حاضر کیا گیا۔ اورنگ زیب نے کہا۔ کہ معجزہ دکھلائیے۔ گورو صاحب نے ایک کاغذ کے پُرزہ پر کچھ لکھا۔ اور کاغذ اپنی گردن پر رکھ لیا۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ اب تلوار میری گردن کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ پس ایک آدمی کو بُلایا گیا اُس نے تلوار چلائی۔ اور گورو صاحب کا سر تن سے جُدا ہو گیا۔ اور وہ مر گئے۔ اُس کاغذ پر یہ عبارت رقم تھی "سر دیا مگر سِر نہ دیا"۔ یعنی میں نے اپنا سر تو بھینٹ چڑھا دیا۔ مگر اپنا بھید نہ بتایا۔ اُس کی زندگی ختم ہو گئی مگر اُس کی رُوح دُنیا میں موجود تھی۔

گورو تیغ بہادر کی موت کے کئی بیان ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اورنگ زیب کے تعصب اور مخالفت کی بھینٹ چڑھے۔ اُنہوں نے سکھ مذہب کے لئے اپنی جان قربان کی اور سکھوں کے دوسرے شہید ہوئے۔ جو کچھ اُن کے باپ نے کیا اور جو تعلیم اُن کے باپ نے دی وہی کام اور وہی تعلیم گورو تیغ بہادر نے بھی جاری رکھی۔ لڑنے کا وہ شوق جو گورو ہر گوبند نے پیدا کیا۔ اپنی موت سے گورو تیغ بہادر نے اُس کو بڑھایا۔ اُنہوں نے اپنے مذہب کی خدمت بھی کی۔ وہ ۱۶۷۵ء میں شہید ہوئے۔

تیسرا باب

گورو گوبند سنگھ

گورو تیغ بہادر کے بعد سکھوں کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد سکھ نہ صرف اپنی حفاظت ہی کے خواہاں تھے اور دوسروں پر حملہ کرنے سے باز رہتے تھے۔ بلکہ اب اُنہوں نے ایک مُنظم قوم کی صورت پکڑ لی۔ اُن کے سینوں میں انتقام کی آگ بھڑک اُٹھی اور مسلمانوں کے مظالم کا بدلہ لینے کا جوش اُنہیں بے قرار کئے دیتا ہے۔ اب اُن میں ایک ایسا شخص اُٹھتا ہے جس کی تعلیم یہ ہے کہ اب ہمیں "تلوار اُٹھانی چاہئے اور اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ وہ یہ سبق دیتا ہے۔ کہ صُلح کل طریقوں کو چھوڑ دو اور سپاہیوں کی طرح میدان عمل میں آ کر دادِ مردانگی دو۔ اب اُنہیں یہ تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑتے رہو اور اس دُنیا کی ہر برکت حاصل کرنے کے لئے صرف فولاد پر بھروسہ رکھو۔

جیسا کہ ہمارے مطالعہ میں آیا اصل میں یہ انقلاب گورو تیغ بہادر کی موت کے بعد عمل میں نہیں آیا بلکہ گورو ارجن کی موت کے بعد یہ دور شروع ہوتا ہے۔ بیشک گورو تیغ بہادر کی موت کے بعد لڑنے کا جوش زیادہ سے زیادہ بڑھ گیا اور مسلمانوں سے نفرت اور عناد جو کسی حد تک نہاں تھا۔ اب کھلے بندوں میدان عمل میں نظر آنے لگا۔

۱۶۷۲ء میں گورو گوبند کو خبر ملی۔ کہ اُن کا باپ قتل ہو گیا۔ وہ فوراً دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ تاکہ اپنے باپ کی لاش کے حصُول کے لئے کوشش کریں۔ کیونکہ گورو تیغ بہادر نے اُن کو کہہ دیا تھا۔ کہ میری لاش نہ چھوڑنا چند ٹھاکروں کی مدد اور لکھن شاہ گورو تیغ بہادر کے سب سے پہلے معتقد کے وسیلہ سے لاش دستیاب ہو گئی اور جلا دی گئی۔ بعد ازاں گورو ہر گوبند رائے کوہ ہمالیہ کی زیریں پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ پہاڑیاں دریائے جمنا کے دونوں طرف واقع ہیں۔ یہاں اُنہوں نے کامل بیس سال گذارے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان بیس سالوں

میں سے چند پٹنہ میں گزرے جو اُن کی جائے پیدائش ہے اور یہ ممکن بھی ہے۔ تیاری کے اِن سالوں میں گورو نے ۱۶۷۷ء میں لاہور والے بیکھیا کی بیٹی جیتو سے شادی کی۔ شادی کے موقعہ پر انند پور میں سِکھوں کی ایک بڑی مجلس فراہم ہوئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد گُورو نے ایک دوسری شادی مسمات سُندری سے کی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے صرف ایک ہی شادی کی اور کہتے ہیں۔ کہ جیتو ہی کا دوسرا نام سُندری تھا۔

ان سالوں میں جبکہ گورو گوبند سنگھ صاحب اپنے آپ کو اپنے کام کے لئے تیار کر رہے تھے۔ اُنہوں نے اپنے وقت کا بیشتر حصّہ سوچ وچار اور بالخصوص ہندو مت کی متبرک کتابوں کے مطالعہ میں صرف کیا۔ اس کے علاوہ فن سپاہگری کی بھی بہت مشق کی جاتی تھی۔ وہ گھوڑے کی سواری اور تیراندازی کی بھی مشق کرتے تھے۔ غرضیکہ جنگ کے ہر طریقے کی مشق کرتے تھے۔ تاکہ جب کبھی وقت آئے وُہ اپنے کام کو احسن طور انجام دے سکیں یعنی اپنے باپ کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دے سکیں۔

جب بیس سال کے بعد اُنہیں معلوم ہو گیا کہ وقت آ گیا ہے کہ مَیں اپنے دُشمنوں کے خلاف تلوار اُٹھاؤں اور اُن تجاویز کو عملی جامہ پہناؤں جو مدّت سے میرے سینے میں مخفی ہیں اور جن سے سکھّوں کی زبوں حالت سُدھر جائیگی۔ اُنہوں نے کھُلم کھلا لوگوں کے رُوبرُو گورو تیغ بہادر کے جانشین ہونے کا اعلان کر دیا اور کہہ دیا کہ مَیں سکھوں کا گوُرو ہوُں۔

وُہ پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ اور اُن کا بچپن وہیں گزرا۔ اس لئے اُن پر ہندوؤں کی تعلیم کا گہرا اثر تھا۔ پس اپنا کام شروع کرنے سے پہلے اُنہوں نے دُرگا کی غیبی مدد حاصل کرنے کی ٹھان لی۔ اُنہوں نے بنارس سے چند پنڈتوں کو بُلوا بھیجا۔ اُنہوں نے جو جو رُسومات ضُروری سمجھیں۔ وُہ سب نینا دیوی کے پہاڑ پر عمل میں آئیں۔ پنڈتوں نے کہا۔ کہ دُرگا کا بلیدان گوُرو کا ایک بیٹا ہونا چاہیئے۔ مگر اُن کی بیوی نے بیٹا دینے سے انکار کر دیا۔ پھر پنڈتوں نے کہا کہ گوُرو کے چیلوں میں سے کوئی بھینٹ چڑھے۔ دفعتہً پچیس سکھ رضاکار بھینٹ چڑھنے کے لئے پیش ہو گئے۔ اُن میں سے ایک کا سر کاٹا گیا اور دُرگا کی نذر گزُرانا گیا۔ دُرگا خوش ہو کر بولی۔ "جاؤ دُنیا میں تمہارا فرقہ کامیاب ہوگا"۔

ٹرمپ صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایک آدمی بھینٹ چڑھائے جانے کیلئے مارا گیا۔ اور مولوی لطیف صاحب جو ایک مُسلم مصنّف ہیں۔ اِس کی تائید کرتے ہیں۔ مگر یہ ذرا مشکوک معلوم ہوتا ہے اور وہ اسے

"پنج پیاروں" کی حکایت میں (جس کا ذکر آگے آئیگا) شامل کر دیتے ہیں۔ مکالف صاحب کہتے ہیں۔ کہ گورو گوبند سنگھ نے پنڈتوں سے کہا۔ کہ ہم تمہیں ہی دیوی کی بھینٹ چڑھائینگے کیونکہ تم سے پوتّر اور کوئی آدمی نہیں ہو سکتا۔

پنڈت یہ سُنتے ہی دُم دبا کر بھاگے۔ شاید یہ سچ ہو۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ کوئی آدمی قُربان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ایسا کرنا سکھّوں کی تعلیم اور اُصولوں کے منافی ہے۔ اور گورو گوبند سنگھ کی ہستی سے اِسے دُور کا بھی رِشتہ نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ اُنہوں نے دُرگا کی پوجا کی ہو۔ مگر اس پوُجا میں آدمی کی بھینٹ ایک وہم ہے۔ غالباً جو واقعات بعد میں پیش آئے وُہ سہواً اس پوجا کی کہانی میں آ گئے۔ مالکم صاحب بھی اس کہانی کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اُن کا بیان ہے۔ کہ پنڈتوں نے کہا۔ کہ گورو صاحب کو خود اپنا سر چڑھانا چاہیئے۔ گورو صاحب کو اس میں کوئی فائدہ نظر نہ آیا۔

گورو گوبند سنگھ کے پاس لوگ آنے شروع ہوئے۔ اور ہوتے ہوتے شاگردوں کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا۔ اُنہوں نے اِرادہ کیا۔ کہ کوئی ایسی تجویز اختیار کی جائے جس سے لوگ آسانی سے دُوسرے لوگوں سے میرے شاگردوں کو تمیز کر سکیں۔ اور بالخصوص وُہ ہندوؤں سے ممتاز ہوں۔ پس اُنہوں نے انند پور میں تمام چیلوں کو ایک مجلس میں بُلایا۔ جب وُہ جمع ہو گئے۔ تو گورو صاحب تلوار ہاتھ میں لے مجلس کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور بآوازِ بلند کہا۔ کہ "کیا کوئی ایسا شخص اس مجلس میں موجود ہے جو میرے لئے مرنے کو تیار ہو"۔ کوئی جواب نہ آیا۔ گورو صاحب نے پھر اپنے الفاظ کو دُہرایا۔ لیکن خاموشی بدستور قائم رہی۔ آخر تیسری دفعہ گورو نے اپنے سوال کا اِعادہ کیا۔ اس دفعہ دیا رام نے کھڑے ہو کر اقرار کیا۔ کہ مَیں گورو صاحب کے لئے اپنا سر دینے کو تیار ہوں۔ گورو صاحب نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُسے نزدیک ہی ایک خیمہ میں لے گئے۔ جو لوگ باہر تھے اُنہوں نے تلوار کی آواز سُنی اور دیکھا کہ خیمے میں سے خوُن بہہ نِکلا۔ اُن سب پر ہیبت طاری ہو گئی۔ پھر گورو گوبند سنگھ اکیلے خیمہ سے باہر آئے۔ اُن کی تلوار سے خوُن ٹپک رہا تھا۔ اب وُہ پھر پوچھتے ہیں کہ کوئی ایسا آدمی ہے جو گورو کے لئے جان دینے کو تیار ہے؟ تین دفعہ اِس سوال کو دہرایا گیا۔ مگر چاروں طرف خاموشی چھائی رہی۔ آخر کار دھرم داس نے اس مُہرِ سکوُت کو توڑا اور کہا۔ کہ "مَیں تیار ہوں"۔ اُسے بھی گورو صاحب خیمے میں لے گئے۔ پھر تلوار کی آواز آئی اور خوُن کی دھار خیمے سے بہہ نِکلی۔ گورو صاحب پھر اکیلے باہر نِکلے۔ تلوار سے خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ بعض لوگ سمجھنے لگے۔ کہ گورو صاحب سودائی ہو گئے ہیں۔ اور

اُن کی ماتا نے اُنہیں روکا۔ مگر اُنہوں نے کسی کی نہ سُنی۔ تیسری دفعہ اُنہوں نے پھر وہی سوال کیا۔ اِس دفعہ محکم چند نے سامنے آکر اپنے آپ کو پیش کیا۔ گورو صاحب اُسے بھی خیمے میں لے گئے۔ گورو صاحب پھر اکیلے باہر آئے۔ چنانچہ پھر وہی سوال کیا۔ لوگوں نے سمجھا۔ کہ بس گورو صاحب سب کو باری باری مار ڈالیں گے کئی ایک وہاں سے بھاگ نکلے۔ صاحب چند سامنے آیا۔ اور کہا "میں تیار ہوں" گورو صاحب اُسے بھی خیمے میں لے گئے اور خُون بہ نکلا۔ گورو صاحب پانچویں دفعہ باہر نکلے اور کہا کہ "کوئی ہے جو میرے لئے مرنے کو تیار ہو۔؟ اب وہاں صرف وہی چیلے باقی تھے جو بہت معتقد تھے۔ ہمّت نے اس دفعہ اپنے آپ کو پیش کیا۔ گورو صاحب اُسے خیمے میں لے گئے۔

اس دفعہ ذرا زیادہ دیر گورو صاحب خیمے میں ٹھہرے رہے۔ بعد ازاں وہ باہر آئے۔ وہی پانچ آدمی صحیح سلامت اُن کے ساتھ تھے۔ کسی کو تلوار کی رگڑ تک نہ لگی تھی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جب ہر ایک خیمے کے اندر جاتا تھا تو گورو صاحب ایک بکری کو ذبح کر ڈالتے تھے۔ خیمے میں پہلے سے ہی پانچ بکریاں باندھ رکھی تھیں۔ وہ خُون جو بہ کر خیمے سے باہر نکلتا تھا وہ ان ہی بکریوں کا خُون تھا۔ یہ تھا وہ امتحان جو گورو گوبند سنگھ نے اپنے چیلوں کی وفاداری کو آزمانے کے لئے تجویز کیا۔ اور یہ اُس امتحان سے کہیں سخت تھا۔ جس سے گورو نانک نے لہنا[۱] کو آزمایا تھا۔ گورو گوبند سنگھ نے فرمایا کہ یہ پانچ آدمی سکھ قوم کو قائم کرنے میں میرے ساتھ ہو کر لوگوں کی رہنمائی کریں گے۔

پھر گورو صاحب نے اپنے چیلوں کے سامنے چند تبدیلیاں کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس سے پہلے پوہل (بپتسمہ) لینے کی رسم میں نیا چیلہ وہ پانی پیا کرتا تھا۔ جس سے گورو صاحب کے پاؤں دھوئے جاتے تھے۔ لیکن اب گورو صاحب لڑنے کا جوش پیدا کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ پس جو کوئی سکھ بننا چاہتا تھا۔ اُسے ایسا پانی پینا پڑتا تھا۔ جس میں کھانڈ ملی ہو اور اُسے کرپان کے ساتھ ہلا کر حل کیا گیا ہو۔ کرپان سے ہلانے کا مطلب دُشمن سے لڑنا تھا۔ اور کھانڈ سے یہ مُراد تھی۔ کہ دُوسرے سکھوں سے محبّت کی جائے اور اُن کے ساتھ ایسے مِل کر رہیں جیسے کھانڈ میٹھی ہوتی ہے۔ اُن پانچ وفادار چیلوں نے اسیطرح پوہل (بپتسمہ) لیا۔ گورو صاحب نے اُن سے کہا۔ کہ واہگورو کا نعرہ مارو اور جپ جی کا دیباچہ سُناؤ۔ پھر اُن پانچوں کو امرت پینے کے لئے دیا گیا۔ اور وہ امرت پانچ دفعہ گورو صاحب کے بالوں میں ڈالا گیا۔ اُنہوں نے باوازِ بلند "واہگورو جی کا خالصہ

واہگورو جی کی فتح" کا نعرہ مارا۔ پھر اُن کو سنگھ یا شیر کا خطاب دیا۔ گورو صاحب نے اُن سے کہا۔ کہ آئندہ تُم کو پانچ "ککے" پہننے ہوں گے۔ یعنی "کیس۔ کنگھا۔ کچھ۔ کڑا اور کرپان" اُنہیں اور بھی احکام دئے گئے۔ جن کا مطالعہ ہم آگے چل کے کرینگے۔ سب سے افضل اُصول جو گورو گوبند سنگھ نے مقرر کیا۔ وُہ یہ تھا کہ سکھوں کے درمیان ذات پات کی کوئی تمیز نہیں ہونی چاہئے۔ اور یہی تعلیم گورو نانک صاحب نے دی تھی۔ اس اُصول کے سبب بعض اونچی ذات کے لوگ ناراض ہو گئے اور گورو گوبند سنگھ کے پاس سے چلے گئے۔ سکھوں کی جماعت کا نام "خالصہ" رکھا گیا۔ گورو گوبند سنگھ صاحب نے بھی اسی طرح پوہل لی جس طرح پانچ پیاروں نے لی تھی۔ گورو صاحب نے اُن پانچوں سے پوہل (بپتسمہ) لی اور بعد ازاں دوسرے سکھوں نے جو وہاں موجود تھے اِسی طرح پوہل لی۔ اب جو لوگ سکھوں میں شامل ہوتے تھے اُنہیں تمباکو پینا اور حلال کیا ہوا گوشت کھانا اور کبھی مُسلمان عورت سے تعلق رکھنا منع تھا۔ اگر کوئی ایسا کرتا تھا تو اُسے پھر پوہل لینی پڑتی تھی۔ اور جرمانہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ اگر وہ اِس سے رُو گردانی کرتا تو اُسے خالصہ سے خارج سمجھا جاتا تھا۔ اِس واقع کے متعلق بھائی سنتوکھ سنگھ لکھتے ہیں۔ کہ خدا کا خالصہ جو بہت ہی پاک انسان ہے اب اصلی معنوں میں شروع ہُوا۔ جب وہ اپنے دُوسرے رُفقا سے ملتا ہے تو وُہ کہتا ہے "واہگورو جی کی فتح" خالصہ نے پیر پرستی اور دوسرے مذاہب کے اولیا کی عزّت کرنا ترک کر دیا۔ خواہ وہ مُسلمانوں میں سے ہوتے خواہ ہندوؤں میں سے۔ دُنیا ایک تیسرا مذہب دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گئی۔ دشمنوں نے سمجھا کہ اُس سے ہماری سلطنت برباد ہو جائیگی۔ مذہب قائم کرنے گناہ کو مٹانے اور خُدا کا نام جپنے کے لئے گورو صاحب نے ایک نیا دُستور جاری کیا۔ پہاڑی راجاؤں نے بہت جلد محسُوس کر لیا۔ کہ گورو صاحب کا طاقت پکڑنا ہمارے لئے خطرے کا پیش خیمہ ہے۔ پس وُہ گورو گوبند سنگھ سے دُشمنی رکھنے لگے۔ اُن کی نئی تعلیم اُنہیں پسند نہ تھی۔ کیونکہ وُہ پکّے ہندو تھے۔ اس وقت سے اِن پہاڑی راجاؤں کے ہاتھوں گورو گوبند سنگھ کو نت نئی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔

گورو گوبند سنگھ صاحب انند پُور میں رہتے تھے۔ اور اِسی جگہ کو اُنہوں نے کام اور اثر پھیلانے کا مرکز قرار دیا تھا۔ اور یہیں راجہ رام رائے والئے آسام کا بیٹا مسمّی رتن رائے گورو صاحب سے ملنے آیا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ گورو تیغ بہادر نے راجہ رام رائے کو برکت دی۔ جس کے طفیل رتن رائے پیدا ہُوا۔ رتن رائے گورو صاحب کے واسطے بہت انعام و اکرام ساتھ لایا تھا۔ جن میں ایک نہایت ہی

[۱] بچنا

سدھایا ہوا ہاتھی تھا۔ جو عجیب عجیب کام کرتا تھا۔ رتن رائے گورو صاحب کے ساتھ پانچ مہینے ٹھہرا اور پھر اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔

اپنے چیلوں اور مسندوں کے اعتراض کے باوجود گورو گوبند سنگھ نے ایک بڑا نقارہ بنانے کا حکم دیا۔ اُس زمانے میں صرف بادشاہوں اور راجاؤں کو اپنی اپنی مملکت میں نقارہ بجانے کی اجازت تھی۔ مسندوں کا خیال تھا۔ کہ نقارہ بجنے سے پہاڑی راجے گورو صاحب اور اُن کے چیلوں سے ناراض ہو جائیں گے۔ اور وہ حملہ کر دینگے اور خاص طور پر بھیم چند جس کی ریاست میں انندپور واقع تھا۔ بہت ہی ناراض ہوگا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اُن کے مذہبی اعتقادات کی وجہ سے پہاڑی راجے گورو صاحب کے برخلاف تھے۔ یہ پہاڑی حکمران مُسلمان بادشاہوں کے محکوم تھے۔ اور اِسی بنا پر وہ گورو صاحب کے اور بھی برخلاف تھے۔ لیکن گورو صاحب نے فیصلہ کیا کہ اب بہت دیر چُپ رہ چُکے۔ اب کوئی کام کرنا چاہیئے۔ پس نقارہ کے مکمل ہونے پر اُس پر چوٹ پڑی۔ گورو صاحب کی ماں اس پر بہت لال پیلی ہوئی۔ لیکن اُنہوں نے جواب دیا کہ میرے مذہب یعنی گورو نانک اور میرے باپ کے مذہب نے مجھے یہ سکھلا دیا ہے۔ کہ اب میں لڑائی شروع کروں اور میں یہ آپ کو جتلا دیتا ہوں کہ جو کچھ بھی میں کرتا ہوں وہ سب کچھ مذہبی نقطۂ نگاہ سے کرتا ہوں۔ میں کس طرح چُپ بیٹھ سکتا ہوں۔ اور کس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ سکتا ہوں۔ جب کہ بے گناہ مردوں اور عورتوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں۔ خُدا نے مجھے اس لئے نہیں بھیجا۔ کہ میں فقیروں کی زندگی بسر کروں بلکہ میرا پیغام یہ ہے کہ میں ستم رسیدہ لوگوں کی مدد کو پہنچوں۔ پس یہ ضروری ہے۔ کہ ستم گار اپنی بادشاہت سے نکالے جائیں اور بُرائی کرنے والے مٹا دیئے جائیں۔ نیک لوگوں کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔ اِس بات کا یقین کیجئے کہ جب میرے چیلے لڑ رہے ہوں گے تو اُن کے دل محبت سے معمور ہوں گے۔ اور اُن کے لبوں پر خُدا کا نام ہوگا۔ اے ماں مجھے یہ نہ سکھلا کہ میں اپنے باپ کے وہ الفاظ بھُول جاؤں جو اُنہوں نے اُس وقت مجھ سے کہے۔ جب مجھے اس دُنیا میں بھیجا گیا۔

راجہ بھیم چند انندپور میں گورو صاحب سے ملنے آیا۔ وہ یہ سب باتیں دیکھ کر حیران رہ گیا اور حسد کی آگ اُس کے سینے میں بھڑک اُٹھی دراصل وہ اُس ہاتھی کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جو گورو صاحب کو آسام کے راجہ نے بھیجا تھا۔ اُس نے اس ہاتھی کے حصُول کے لئے مکر کا جال بچھایا۔ مگر ناکامیاب ہُوا۔ اُس نے دِل میں

ٹھان لی۔ کہ اپنے زور سے ہاتھی لے لیا جائے۔ پہاڑی راجاؤں سے عِناد کا اصلی باعث مذہبی اعتقادات تھے۔ اور گورو گوبند سنگھ اس سے آگاہ تھے۔ پہاڑی راجے بُت پرست تھے اور گورو گوبند سنگھ بُت شِکن تھے۔ اور وہ اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ ہندو تھے اور ذات پات کے پابند تھے اور گورو گوبند سنگھ ذات پات کو توڑتے تھے۔ وہ شُودروں اور برہمنوں کو برابر سمجھتے تھے۔ راجا اِس سبب سے بھی اُن کے خلاف تھے۔ وہ مُسلمان بادشاہوں کے محکوم تھے۔ اور جانتے تھے کہ گورو صاحب کی بربادی حکومت دہلی کو عین مرغُوب ہوگی۔ پس وہ گورو کے درپئے آزار تھے۔ تمام پہاڑی راجے مسلمان بادشاہوں کے ساتھ مِل کر گورو صاحب کے خِلاف لڑے۔ یہ ان کی غلطی تھی۔ اگر گورو صاحب کی خواہش کے مطابق اُن کا ساتھ دیتے تو شاید مسلمان پنجاب سے نِکل جاتے۔ اور ان کی حکومت برباد ہو جاتی۔ جس کی مثال وسطی ہندوستان میں مرہٹوں نے قائم کی۔

اِسی اثناء میں ناہن کے راجہ نے گورو صاحب سے عرض کی کہ سری نگر کے راجہ کے خِلاف میری مدد کیجئے۔ گورو صاحب نے اُس کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے کچھ چیلے انندپور میں چھوڑے تاکہ وہ انندپور کی حفاظت کر سکیں اور آپ ناہن کی طرف روانہ ہو گئے۔ اِس وقت بھیم چند کی طرف سے خدشہ کم تھا۔ کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی شادی میں مصرُوف تھا۔ جب گورو صاحب ناہن پہنچے تو وہ دونوں راجاؤں میں صُلح کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ اُنہیں پونٹہ میں دریائے جمنا کے کنارے ایک جگہ دی گئی۔ جہاں اُنہوں نے ایک قلعہ تعمیر کیا۔ گورو ہرکشن کے بھائی رام رائے دیرہ دُون میں رہتے تھے۔ وہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے دوست بن گئے۔ بھیم چند کے بیٹے نے فتح شاہ والئے سری نگر کی بیٹی سے شادی کی۔ اگرچہ فتح شاہ گورو صاحب کا دوست تھا۔ تاہم بھیم چند نے اُسے ترغیب دی۔ کہ دُوسرے راجاؤں سے مِل کر گورو صاحب پر حملہ کرے۔ گورو گوبند سنگھ پونٹہ میں تھے۔ مگر وہاں سے چل کر ایک گاؤں بھنگانی جو راجپور کے نزدیک ہے آ رہے۔ گورو صاحب نے اُن پانچ سو پٹھانوں کو اپنی فوج میں رکھ لیا جو اورنگ زیب نے برطرف کر دیئے تھے۔ لیکن بادشاہ کے ڈر سے کوئی اُنہیں نہ رکھتا تھا۔ جب ان کرائے کے ٹٹوؤں نے سُنا کہ گورو صاحب پر حملہ ہونے والا ہے۔ وہ فوراً بدل بیٹھے اور گورو صاحب کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ گورو صاحب کی چیزیں لوٹنا چاہتے تھے۔ اُنہوں نے سوچا۔ کہ ہمارے سوا گورو

صاحب کے پاس کوئی فوج نہیں۔ وہ راجاؤں سے جا ملے اور کہا کہ گورو صاحب
بہت لاچار ہیں۔ اور اگر اِس وقت اُن پر حملہ کیا گیا تو اُس کا نتیجہ خاطر خواہ
ہوگا۔ گورو گوبند سنگھ کے ایک دوست سیّد بُدھو شاہ نے اِن آدمیوں کی سفارش
کی تھی۔ جب اُس نے سُنا کہ اُنہوں نے یہ کرتُوت کی تو بہت شرمندہ ہُوا۔ وہ اپنے
دو بھائیوں سمیت سات سو جوان لے کر خود گورو صاحب کی مدد کو آ پہنچا۔ جب
گورو صاحب کے ساتھی پانچ سو اُداسی سِکھوں کو پتہ چلا کہ صبح لڑائی ہونے
والی ہے۔ تو وہ راتوں رات بھاگ گئے۔ لیکن گورو صاحب کے باقی چیلے لڑنے
پر مستعد تھے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ گورو گوبند سنگھ کے ساتھ پانچ ہزار آدمی تھے۔
اور راجاؤں کی افواج اِن سے کہیں زیادہ تھیں۔ لڑائی کے آغاز سے پہلے
گورو صاحب نے اِس طرح دُعا کی۔ ”خُدا تعالےٰ ہم سبھوں کی خبرگیری کرتا ہے اے
خُداوند تو چھری اور کرپان ہے۔ تو جو تمام خالص لوہا ہے تو ہی ہمارا نگران ہے جو
ازلی ہے۔ اُس کی ہی حفاظت ہمارے شامِل حال ہے“۔ گورو صاحب کے سپاہی گو
فنِ سپاہگری سے نابلد تھے۔ گو وہ جنگی قواعد سے بے بہرہ تھے۔ اور ان
پٹھانوں کرائے کے ٹٹوؤں نے اُن کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ لیکن پھر بھی
اُنہوں نے میدانِ کارزار میں دادِ مردانگی دی ۔ آخر کار بڑے کُشت و خون
کے بعد گورو صاحب کو فتح حاصل ہوئی۔ پہاڑی راجاؤں میں سے بعض لڑائی میں
کام آئے۔ پٹھانوں اور اُن کے رہنماؤں میں سے بہت سے کھیت رہے۔ لڑائی
کے بعد مقتول راجاؤں کی رانیاں گورو صاحب سے آ کے کہنے لگیں کہ ہمارے خاوندوں
کی لاشیں ہمیں دِلوا دیجیے۔ گورو صاحب نے اجازت تو دے دی۔ مگر اس شرط
پر کہ خبردار رسم ستی ادا نہ کرنا۔ اُنہوں نے وعدہ کیا کہ ہم ستی نہ ہونگی لیکن وہ اپنے
وعدہ پر قائم نہ رہیں۔

گورو صاحب کے چیلے اب چاہتے تھے کہ راجاؤں کی ریاستوں میں جا کر اُن پر حملہ
کریں۔ بالخصوص وہ فتح شاہ کی ریاست پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ وہ اُسے دغا
باز سمجھتے تھے۔ لیکن گورو صاحب جانتے تھے کہ وہ اس مُہم کے سر کرنے کی
طاقت نہیں رکھتے۔ پس وہ اِس امر پر رضامند نہ ہوئے۔ وہ واپس پونٹہ چلے گئے
اور تھوڑی دیر کے بعد انند پور آئے۔ راستے میں وہ رام گڑھ کے راجہ اور رائے
پور کی رانی سے ملے۔ اور تین سال کی غیر حاضری کے بعد انند پور پہنچ گئے۔

پہلے پہل اُنہوں نے انند پور میں ایک مضبوط قلعہ بنوایا۔ بھیم چند کے پاس گورو
صاحب کے چیلوں کی شکائتیں پہنچتی تھیں۔ لیکن اِن زبردست شکائتوں کے باوجود

وہ گورو صاحب کی مخالفت سے ڈرتا تھا۔ اور صلح کرنے پر مجبور تھا۔ پس
اُس نے گورو صاحب سے صلح کر لی۔ اور چونکہ گورو صاحب اُس سے لڑنا
نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اُن کی خواہش تھی۔ کہ بھیم چند اُن کے ساتھ مِل کے
مسلمانوں کے خلاف لڑے۔ صلح کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ تھوڑی دیر
کے بعد ۱۶۸۷ء میں گورو صاحب کا پہلا بیٹا پیدا ہُوا۔

اب جموّں کے بادشاہ کے قائم مقام میاں خاں نے اپنے سپہ سالار الف
خاں کو پہاڑی راجاؤں سے خراج جمع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پہاڑی راجے
گورو صاحب کے پاس آئے۔ اور مشورہ کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے
جواب دیا۔ کہ اگر تم اس وقت روپیہ دیتے ہو۔ تو وہ بار بار مانگتا رہے گا۔
اور تمہیں ہر بار دینا پڑے گا۔ میں تو یہ صلاح دیتا ہوں کہ تم کورا جواب دو
اور مسلمانوں سے لڑو۔ اُنہوں نے عرض کی کہ ہماری مدد کیجئے۔ گورو گوبند
سنگھ نے وعدہ کر لیا۔ سب نے اِکٹھے ہو کر الف خاں کو شکست دی اور اُس
کو ستلج کی دوسری طرف بھگا دیا۔ اس لڑائی کے بعد گورو گوبند سنگھ نے پھر
کوشش کی۔ کہ پہاڑی راجے اُن کے ساتھ مِل کر مسلمانوں کے خلاف لڑیں۔ اُس
وقت اس فتح کے سبب سے اُن کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے۔ وہ رضامند ہو گئے۔
اور وعدہ کر لیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی حلف اُٹھایا کہ آئندہ ہم گورو صاحب کی
نصیحت پر عمل کریں گے۔ گورو صاحب واپس انند پور چلے گئے۔ اور اُن کا بیٹا زور
آور سنگھ اُس وقت پیدا ہُوا۔

اورنگ زیب اِن دنوں دکن کی لڑائیوں میں منہمک تھا۔ ایک شخص دلاور
خاں اُس کی غیر حاضری سے فائدہ اُٹھا کر پنجاب پر قبضہ جمانا چاہتا تھا۔ پس اُس
نے اپنے بیٹے کو روانہ کیا۔ کہ اچانک انند پور میں گورو صاحب پر حملے کرے۔
لیکن گورو صاحب کو اس اچانک حملہ کا پتہ چل گیا اور اُنہوں نے اُلٹا اُنہیں پر
اچانک حملہ کر دیا۔ دلاور خاں کے بیٹے کی فوج بغیر لڑے میدان سے بھاگ نکلی۔
دلاور خاں نے اپنے ایک غلام حسین نامی کی کمان میں پہلے سے بڑی فوج
گورو صاحب پر حملہ کرنے اور انند پور کو برباد کرنے کے لئے روانہ کی۔ اس فوج
نے راستے میں بہت سے گاؤں برباد کئے۔ یہ دیکھ کر پہاڑی راجے حواس باختہ
ہو گئے۔ بھیم چند اور دوسرے پہاڑی راجے گورو صاحب کو چھوڑ کر حسین سے
مِلے اور گورو صاحب کے خلاف اُسے مدد دینے لگے۔ گورو صاحب کے بعض
شاگرد چاہتے تھے۔ کہ دلاور خاں کے ساتھ صلح کریں اور اُس کے باجگزار

بن جائیں۔ لیکن گورو صاحب نہ مانے۔ اسی اثناء میں راجہ گوپال والئے گلیر نے خراج دینے سے انکار کر دیا۔ حسین نے فیصلہ کیا کہ پہلے اسی پہ حملہ کیا جائے۔ راجہ گوپال نے گورو صاحب سے مدد مانگی۔ اُنہوں نے فوراً کمک روانہ کی۔ لڑائی ہوئی پہلے حسین نے اور پھر بے وفا بھیم چند نے شکست کھائی۔ حسین لڑائی میں کام آیا۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے اپنے بیٹے معظم کو جو بعد میں بہادر شاہ کے لقب سے ملقب ہُوا۔ خراج جمع کرنے کے لئے پنجاب کی طرف بھیجا۔ معظّم نے گورو گوبند سنگھ کو کوئی تکلیف نہ دی۔ بلکہ اُن کا دوست بن گیا۔ اب تھوڑا عرصہ گورو صاحب امن سے رہے اور حملوں سے بچے رہے۔ اُنہوں نے اپنی فوج میں اضافہ کر لیا۔ اور اُس کے انتظامات میں بھی ترمیم ہوئی۔ ۱۶۹۷ء میں تیسرا بیٹا جوجھار سنگھ پیدا ہُوا۔ اور ۱۶۹۹ء میں چوتھا بیٹا پیدا ہُوا گورو صاحب نے جتنی جلدی ہو سکا اپنے بیٹوں کی تعلیم شروع کرا دی۔

صلح کے دنوں میں گورو صاحب نے رامائن۔ مہابھارت اور بھگوت گیتا کا ترجمہ عام زبان میں کرا دیا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ایک پنڈت نے گورو صاحب کے چیلوں کو سنسکرت سکھانے سے انکار کیا۔ کیونکہ وُہ نیچی ذات کے تھے اور مقدّس کتابوں کی تعلیم اُن کے لئے منع تھی۔ گورو صاحب نے پانچ سکھّوں کو بنارس بھیجا۔ وُہ فقیروں کے لباس میں گئے اور چند سالوں میں سنسکرت سیکھ کر واپس آ گئے۔ اور دُوسرے لوگوں کو سکھانے لگے۔ اِن تراجم سے گورو صاحب کا مقصد یہ تھا۔ کہ اِن کہانیوں کے پڑھنے سے عام لوگوں میں لڑنے کا شوق بڑھے۔ وُہ چاہتے تھے۔ کہ اُن کے چیلوں کے دل مذہب کی محافظت کے لئے شجاعت سے لبریز ہو جائیں۔ وُہ خُود کہتے ہیں۔ کہ گیتا کے دسویں باب کا ترجمہ مَیں نے اس لئے مادری زبان میں کرایا ہے۔ کہ لوگوں میں مذہبی لڑائی کا جوش پیدا ہو۔ اور یہ بھی اغلب ہے۔ کہ گورو صاحب اسلام کی بہ نسبت ہندو مذہب کی طرف زیادہ راغب تھے۔ وُہ یہ نہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں اور سکھّوں میں آشتی اور میل جول بڑھے۔

مسندوں کی شکائتیں بار بار گورو صاحب کے کانوں تک پہنچتی رہتی تھیں۔ یہ وُہ لوگ تھے جو سکھّوں سے چندہ جمع کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ پرلے درجے کے بے انصاف اور حد درجے کے لالچی تھے۔ اب وہ بہت طاقت پکڑ گئے تھے۔ گورو صاحب نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ اِن لوگوں کو ان کے کام سے علیحدہ کر دیا جائے۔ پس اُنہیں گورو صاحب کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ اور مقدمے کی سماعت کے بعد بہتوں کو سزا دی جاتی تھی۔

گورو صاحب کو شک ہوگیا کہ اُن کے لنگر کے کچھ لوگ دیانت داری اور دینداری سے مُنحرف ہیں۔ یہ لنگر ہر شخص کے لئے کُھلا تھا۔ گورو صاحب نے ایک فقیر کا بھیس بدلا اور لنگر میں جا کر گورو کے نام پہ صدا دی۔ لنگر میں سے ایک آدمی بولا۔ کہ بابا! ابھی کھانا تیار نہیں۔ دوسرا بولا۔ کہ پہلے گورو صاحب کو کھانا کھلانا ہے۔ تم ابھی ٹھہر جاؤ۔ ایک اور بولا پہلے دُعا کی جائے گی۔ پھر لنگر تقسیم ہوگا۔ چوتھے نے اُسے ایک باسی روٹی اُٹھا کے دے دی۔ اُس کے بعد گورو صاحب ایک آدمی کے گھر گئے۔ جس کا نام نند لال تھا۔ اور اُس کے دروازے پر روٹی کے لئے صدا کی۔ وہاں سے اُنہیں اچھا کھانا ملا۔ دوسرے دِن گورو صاحب نے سب چیلوں کو جمع کیا۔ اور سب کے سامنے پچھلی رات کی واردات بیان کی۔ جن لوگوں نے رات کو اُنہیں کھانا نہ دیا تھا۔ وہ مارے شرم کے پانی پانی ہو گئے۔ اُنہوں نے گڑگڑا کے گورو صاحب سے معافی مانگی۔ گورو صاحب نے حکم دیا۔ کہ جب کبھی کوئی لنگر میں آ کے صدا دے۔ اُسے کھانا دیا جائے۔ اور کہا جب تم ایک بھُوکے کو در سے خالی پھراتے ہو تو یاد رکھو تُم مجھے خالی پھراتے ہو۔ جو بھوکوں کی خدمت کرتا ہے۔ وُہ میری خدمت کرتا ہے۔ ایسے معاملات میں کبھی لاپرواہی نہ ہونی چاہئے۔ خیرات کرنا سب سے بڑی صفت ہے۔ کیونکہ اُس سے ایک جان بچتی ہے۔ اب پہاڑی راجوں نے پھر سر اُٹھایا اور گورو صاحب کو ایذا پہنچانے کی ٹھانی۔ اُن میں سے دو گورو صاحب کی ایک قلیل سی جماعت پہ حملہ کرنے کی گھات میں لگے۔ مگر اُن میں سے ایک قتل ہُوا۔ اور اُن کے آدمی گھبرا کے بھاگ نکلے۔ اس کے بعد اِن راجوں کو پُورا یقین ہوگیا۔ کہ اگر گورو صاحب کی طاقت اِس طرح بڑھتی رہی تو ہمارے لئے خطرہ ہوگا۔ پس اُنہوں نے دلی میں دربارِ شاہی میں گورو صاحب کی شکایت کی۔ وُہ جانتے تھے۔ کہ ہم اکیلے گورو صاحب پر غالب نہیں آ سکتے۔ اُنہوں نے کہا گورو صاحب ہندو۔ مسلمان دونوں کے جانی دُشمن ہیں۔ اور وہ ایک بڑی بھاری سلطنت قائم کرنے کے منصوبے باندھ رہے ہیں۔ اور اُنہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ گورو صاحب نے یہ قسم کھائی ہے کہ اپنے باپ کے قاتلوں سے بدلہ لئے بغیر چین سے نہ بیٹھوں گا۔ پس اُنہوں نے عرض گزُرانی کہ ایک بڑی فوج اِس مہم کو سر کرنے کے لئے ہمارے ساتھ روانہ کی جائے۔ اور ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ اُن کے تمام اخراجات ہم خود اُٹھائیں گے۔ وزیر سرہند نے گورو صاحب پہ حملہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ اور اس کام کے لئے دس ہزار سپاہیوں کا ایک لشکر تعینات کیا۔ دین بیگ

اور پینڈے خاں اِس فوج کے کمان دار تھے۔اِس فوج نے روپڑ کے مقام پر ڈیرے ڈال دیے۔اِدھر اُدھر سے پہاڑی راجے بھی اپنی اپنی سپاہ ساتھ لے کر اِس لشکر میں آ ملے۔پھر اس جمِّ غفیر نے انندپور پر دھاوا بول دیا۔گورو صاحب نے اپنے آدمیوں کو جمع کیا اور لڑائی کے لئے سپاہ تیار کی۔حملہ آور فوج کی تعداد کوئی بیس ہزار تھی اور سکھوں کی فوج صرف سات ہزار۔ایک گھمسان کا معرکہ پڑا۔اور گورو گوبند سنگھ نے خودِ میدانِ جنگ میں پینڈے خاں کو موت کے گھاٹ اُتارا۔دین بیگ کمان دارِ ثانی نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ نہ بن پڑی۔جوں ہی موقعہ ملا حسب عادت پہاڑی راجے رفوچکر ہوئے۔دین بیگ سخت مجروح ہوا۔اور آخرکار اپنی فوج کے ساتھ روپڑ کو لوٹ آیا۔

گورو گوبند سنگھ لڑنے کے لئے تیار رہے۔کیونکہ اُنہیں توقع تھی۔کہ پہاڑی ضرور حملہ کرینگے۔وُہ یہ بھی جانتے تھے کہ بادشاہ کی فوج ایسی شکست کھا کر چین سے نہ بیٹھے گی۔بہت سے آدمی گورو صاحب کے پاس آئے۔اور پوہل لے کے خالصہ بن گئے۔

اب پہاڑی راجاؤں کو یہ خطرہ لاحق ہوا۔کہ گورو گوبند سنگھ ان پر حملہ کریں گے پس اُنہوں نے دوبارہ مسلمانوں کی مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔لیکن کچھ تامّل کے بعد اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم خود ہی اکٹھے ہو کر انندپور پر حملہ کرینگے۔اُنہوں نے گورو صاحب کو کہلا بھیجا کہ انندپور کو چھوڑ کے چلے جائیے نہیں تو جو ہوگا تُم ہی اس کے ذمہ دار ہوگے۔گورو صاحب نے جواب دیا۔کہ اگر تُم مجھے انندپور سے نکال دو تو پھر انندپور تمہارے ہاتھ آجائے گا اور اس کے ساتھ کافی بارُود اور گولیاں بھی تمہیں حاصل ہونگی۔اگر تُم صُلح کرنا چاہتے ہو تو سِکھ بن جاؤ۔نہیں تو جو کچھ تمہیں لینا ہے۔اس کے حصُول کے لئے طاقت آزمائی کرو۔

پہاڑی راجاؤں کی فوج انندپور کو روانہ ہوئی۔مگر راستے میں ہی گورو صاحب کی فوج سے مُٹھ بھیڑ ہو گئی۔اور راجاؤں کو شکستِ فاش ہوئی۔گورو صاحب کی فوج پھر انندپور واپس لوٹ گئی۔اب راجاؤں نے یہ ٹھان لی کہ انندپور کا محاصرہ کیا جائے۔مگر گورو صاحب کی فوج نے باہر آکر دُشمنوں کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔اس سے محاصرین کے حوصلے پست ہو گئے۔اُن میں سے

بعض چاہتے تھے۔کہ بادشاہ سے دوبارہ کُمک مانگی جائے مگر یہ سوچکر کہ اب مکاری کا جال پھیلا کر گورو صاحب کو گرفتار کر لینگے۔وُہ چُپکے ہو رہے۔لیکن اُن کی یہ تجویز بھی پوری نہ اُتری۔راجے شرمندہ ہو کر انندپور کو چھوڑ کے بھاگ گئے۔

اب اُنہوں نے وزیر خاں حاکم سرہند کے دربار میں گورو گوبند سنگھ کی شکایت کی اور اُس سے لڑنے کے لئے مدد مانگی۔اور اُسی وقت ایک آدمی دربار دہلی میں قاصد بنا کر روانہ کیا۔اورنگ زیب نے فوراً وزیر خاں کو حکم بھیجا۔کہ اپنی فوج لے کر انندپور پر حملہ کرو اور گورو گوبند سنگھ کو وہاں سے نکال دو۔

جب گورو گوبند سنگھ نے سُنا کہ یہ فوج اور پہاڑی راجاؤں کی فوجیں اُن پر حملہ کرنے کے لئے آ رہی ہیں۔وہ پہلے ہی انندپور سے نِکل کے نرموہ کے مقام پر اُسے روکنے کے لئے آ ڈٹے۔اس مقام پر پہاڑی راجاؤں نے اُن پر حملہ کیا اور شکست کھائی۔مگر شاہی فوج اِتنے میں آ پہنچی تھی۔اور چاروں طرف دُشمن ہی دُشمن نظر آتے تھے۔گورو صاحب لڑتے لڑتے ستلج کے دُوسری طرف ہٹ گئے اور بسالی کے مقام پر جا ٹھہرے۔وزیر خاں واپس سرہند چلا آیا۔گورو صاحب تھوڑی دیر بسالی میں رہے اور وہاں سے اُٹھ کر بھبھوُر پہنچ گئے۔بعد ازاں انندپور واپس آ گئے۔پہاڑی راجاؤں نے دیکھا کہ گورو کو روکنا اُن کی طاقت سے باہر ہے۔پس اُنہوں نے صُلح کی ٹھانی۔گورو صاحب نے اُن سے صُلح کر لی۔لیکن وُہ بخوبی جانتے تھے کہ جُوں ہی موقعہ مِلا۔وہ حملے سے ہرگز نہ چُوکینگے۔پس اُنہوں نے اپنی فوج میں اور اضافہ کیا اور سامانِ جنگ کا بھی خاطر خواہ بندوبست کر لیا۔

پہاڑی راجاؤں نے اب دو مسلمان جرنیلوں سید بیگ اور الف خاں سے یہ وعدہ کیا کہ اگر تم ہماری مدد کرو تو ہم تمہیں روپیہ دینگے۔یہ جرنیل کافی فوج کے ساتھ لاہور سے دہلی کی طرف جا رہے تھے۔وہ مدد کرنے کو تیار ہو گئے اور انندپور کی طرف بڑھے۔لیکن جب لڑائی ہونے لگی تو سید بیگ لڑائی سے علیحدہ ہو گیا۔اور پھر گورو گوبند سنگھ سے مِل کر الف خاں کے برخلاف لڑنے لگا۔الف خاں شکست کھا کر بھاگ گیا۔پہاڑی راجاؤں نے جی توڑ کر حملہ کیا لیکن شکست کھائی اور بھاگ گئے۔اُنہوں نے پھر اورنگ زیب کے دربار میں قاصد بھیجے اور مدد کی اِلتجا کی اور کہا کہ ہم اکیلے گورُو گوبند سنگھ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔سیّد خاں کی کمان میں ایک بڑی بھاری

فوج گورو گوبند سنگھ کے خلاف بھیجی گئی۔ لیکن اُس پر گورو صاحب کا اِتنا اثر ہُوا کہ اُس نے اُن کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا لیکن جب رمضان خاں جرنیل بنا۔ تو اُس نے پہلی دفعہ سکھوں کو شکست دی۔ سکھ قلعے میں جا گھسے۔ مسلمانوں نے شہر انندپور کو لوٹ لیا۔ وُہ گورو صاحب کو شکست دیکر پھُولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ سکھ شکست کھا کر کچھ نہ کر سکیں گے۔ پس وُہ رات کو غافل ہو کر سو رہے مگر سکھوں کے سینوں میں انتقام کی ایک آگ سُلگ رہی تھی۔ پس اُنہوں نے شبخون مارا اور مسلمانوں کو بھگا دیا۔ اور جو کچھ مسلمانوں نے دِن کو لوٹا تھا۔ رات کو سکھوں نے ہاتھوں ہاتھ واپس لے لیا۔ مُسلمانوں میں سے جو باقی بچے اُنہوں نے سرہند میں آکر دَم لیا۔

اورنگ زیب یہ خبر سُن کر آگ بگولہ ہو گیا اور اُس نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ گورو گوبند سنگھ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے اب پُورا انتظام کرونگا۔ پہلے اُس نے یہ چال چلی کہ کسی حیلے سے گورو صاحب کو دربار میں بُلایا جائے۔ پس اُس نے گورو صاحب کو کہلا بھیجا کہ فوراً دربار میں آؤ۔ لیکن گورو صاحب نے دلیرانہ یہ جواب بھیجا۔ کہ اُے بھائی جس بادشاہ نے تمہیں یہاں بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ اُسی نے مجھے بھی انصاف کرنے کے لئے اس دُنیا میں بھیجا ہے۔ اُس کا یہ بھی حکم ہے کہ آپ بھی انصاف کریں۔ لیکن آپ اُس حکم کو بھُلا بیٹھے اور ریاکاری کو اپنا مسلک بنا لیا۔ میں کس طرح اُس آدمی کا دوست بن سکتا ہوں جو ہندوؤں کو نفرت و حقارت کا نشانہ بنا کر اُنہیں ستائے۔ آپ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ آپ کی مخلُوق ہیں۔ نہیں بلکہ خُدا کی مخلُوق ہیں۔ پھر کیوں ناحق اُن کے مذہب کی بیخ کنی پر تُلے ہوئے۔

یہ خط پڑھ کر اورنگ زیب کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اُس نے فوراً لاہور۔ سرہند اور دہلی کے صُوبہ داروں کے نام چٹھیاں روانہ کر دیں۔ کہ جو بھی فوج جمع کر سکتے ہو اُسے فوراً گورو گوبند سنگھ کے خلاف جنگ کرنے کو بھیج دو۔ وزیر خاں اس فوج کا کماندار تھا۔ اور پہاڑی راجے بھی اُس کی مدد کے لئے تیار رہے۔ جب اس معاملے کی خبر گورو گوبند کے کان تک پہنچی۔ اُس نے کہا۔ کہ اس دُنیا میں مبارک ہے وُہ آدمی جس کے ہونٹوں پر خُدا کا نام ہے۔ اور جس کے دل میں لڑائی کا خیال ہے۔ پس اپنے ہاتھ میں خُدا کے عرفان کا جھاڑو لے کر اپنے دل سے بُزدلی کی میل کو صاف کرو۔

شاہی افواج انندپور میں پہنچ گئیں۔ دو دن تک بڑے گھمسان کا رَن پڑا لیکن اِس دفعہ بھی شاہی افواج اپنے مقصد میں نامراد رہیں۔ اُنہوں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ انندپور کا محاصرہ کر کے سکھوں کا قافیہ تنگ کر دو۔ اور اُن کی

فوج کو ناکوں چنے چبا دو۔

محاصرین انندپور کے اِرد گرد مورچے باندھ کر بیٹھ گئے۔ مگر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ کہ سکھوں کی رسد کم ہونے لگی۔ مسلمانوں نے کئی چھاپے مارے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ ایک رات سکھوں نے مسلمانوں پر شبخون مارا اور کافی نقصان کیا۔ اس طرح حملہ کر کے وہ مسلمانوں سے کافی رسد چھین لے جاتے تھے۔

ایّام محاصرہ میں ایک شخص کنہیا نامی سکھوں اور مسلمانوں دونوں کو پانی دیا کرتا تھا۔ چند سکھوں نے اُسے پکڑ کے گورو صاحب کے سامنے پیش کیا اور اُس کی شکایت کی۔ گورو صاحب نے اُس سے پُوچھا کہ کیا یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ کہ تم سکھ اور مسلمان دونوں کو پانی پلاتے ہو۔ کنہیا نے جواب دیا کہ ہاں یہ بالکل سچ کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی تعلیم یہی ہے۔ کہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھو گورو صاحب کچھ سوچتے رہے اور پھر کہا۔ کہ واقعی تم بڑے نیک ہو۔ اور اپنے کام میں لگے رہو۔ اس آدمی کے چیلے سیوا پنتھی کہلاتے ہیں اور سکھوں کا ایک فرقہ موجود ہے جو خود محنت کر کے اپنی روزی پیدا کرتا ہے اور کسی سے کوئی نذرانہ نہیں لیتا۔

انندپور میں سکھوں کی حالت خراب ہونے لگی۔ غیر سکھ لوگ انندپور کو چھوڑ بھاگے۔ سکھوں کی خوراک ختم ہوتی جا رہی تھی۔ اور بعض کوتاہ اندیش سکھ شہر دُشمن کو سونپ دینے پر راضی تھے۔ دُشمنوں کو پتہ چلا۔ کہ ایک چھوٹا سا پہاڑی نالہ شہر میں سے گزرتا ہے اور اسی سے سکھوں کو پانی ملتا ہے۔ اُنہوں نے اس نالہ کو بند کر دیا۔ تاکہ شہر میں پانی نہ جائے۔ سکھ پھُول پات اور درختوں کی چھال کھا کے گزارہ کرتے تھے۔ اب اُن کے شبخون بھی اتنے کامیاب نہ ہوتے تھے۔

پہاڑی راجے کہتے تھے۔ کہ اگر گورو صاحب انندپور کو چھوڑ دیں تو جہاں وُہ چاہیں جا سکتے ہیں۔ کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔ اور اگر وہ چاہیں تو تھوڑے عرصے کے بعد انندپور واپس آجائیں اور سکھ اپنا سب مال و متاع اسباب و اثاثہ ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ بہت سے سکھ ایسا کرنے پر رضامند ہو گئے۔ مگر گورو صاحب جانتے تھے کہ یہ ایک چال ہے اور دھوکے کا جال ہے اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ میں سکھوں کو سمجھاؤں گا کہ اُن کو پتہ لگے کہ دُشمنوں کے اِن وعدوں پر کہاں تک بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ پس اُنہوں نے دُشمنوں کو کہلا بھیجا کہ ہم آپ کے کہنے کے مطابق

یہاں سے چلے جائیں گے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں دونو نے حلف اُٹھائے کہ آپ کے مال و اسباب کو بالکل ضرر نہ پہنچے گا۔ گورو صاحب نے بازار سے سب ردّی چیزیں اور گلی سڑی اشیاء جمع کروا لیں۔ اور بوریوں میں باندھ کر بیلوں پر لدوا دیں۔ بیلوں کے سینگوں پر مشعلیں روشن کر کے بندھوا دیں جب آدھی رات گزر گئی تو بیلوں کو باہر ہانک دیا گیا ابھی یہ بیل تھوڑی ہی دُور گئے تھے۔ کہ ہزاروں ہندو مسلمان گھات سے اُٹھ کر اُن پر پل پڑے۔ مگر جب روزِ روشن ہوا۔ تو اُنھوں نے معلوم کیا کہ رات کی غنیمت میں کیا کچھ تھا۔ انہیں پتہ لگ گیا کہ اُن کی دغا بازی کا راز طشت از بام ہو گیا۔ پس گورو صاحب نے اپنے چیلوں کو سمجھا دیا کہ دشمنوں کے وعدوں میں کہاں تک صداقت ہوتی ہے اور اُن پر کہاں تک اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

لیکن انندپور میں سِکھوں کی حالت اور بھی بُری ہو گئی اور بہُت سے لوگ اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کر دینے کو تیار تھے۔ اورنگ زیب نے خود ایک چِٹھی گورو صاحب کے نام بھیجی کہ اگر تم میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ تو تم کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ لیکن گورو صاحب نہ گئے اور نہ ہی اطاعت قبول کی البتّہ اپنے سکھ رُفقا کو اجازت دیدی کہ اگر تم چاہو تو جا سکتے ہو۔ آخر کار دو یا تین سو سکھوں کے علاوہ سب ساتھ چھوڑ بھاگے۔ اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی جائے۔ گورو صاحب کی ماں اور بیویاں اور دو چھوٹے لڑکے پہلے نِکل گئے اور بعد ازاں گورو صاحب۔ اُن کے دو بڑے لڑکے اور وفادار چیلے نکلے۔ خُوش قسمتی سے وُہ رات کے پردے میں دُشمن کی آنکھ میں خاک جھونک کے صاف نِکل گئے۔

صبح سویرے مسلمانوں کو پتہ لگ گیا کہ انندپور میں کوئی نہیں رہا۔ اُنھوں نے گورو صاحب اور اُن کی مختصر جماعت کا تعاقب کیا۔ آناً فاناً وہ سکھوں کے سر پر جا پہنچے اور اُن سے لڑائی کی۔ اِس دار و گیر میں گورو صاحب کی ماں اور اُن کے دو چھوٹے بچے بھاگ نِکلے۔ دُوسری طرف اُن کی دو بیویاں بھی بھاگ نِکلیں۔ اُنھوں نے دہلی میں جا کر دم لیا۔ گورو صاحب اور چالیس جاں نثار دریائے سرسہ کے دوسری طرف نکل گئے اور روپڑ کا رُخ کیا۔ اِس موقعہ پر گورو صاحب کو نقصانِ عظیم برداشت کرنا پڑا یعنی بہت سے سالوں کی دیدہ ریزی کا نتیجہ قلمی کاغذات دریائے سرسہ میں گر کر برباد ہو گئے۔ باقی سِکھوں نے گورو صاحب اور اِن چالیس جاں نثاروں کی خبرگیری کی۔ یعنی جب وہ دریائے

سرسہ کو عبُور کر رہے تھے۔ وُہ دشمن کے ساتھ لڑتے رہے اور اُنہیں موقعہ نہ دیا کہ اِن کا تعاقب کر سکیں۔ وُہ یا تو موت کے گھاٹ اُترے یا اسیر ہو کر دُشمنوں کے ہاتھ میں پھنس گئے۔ اِتنے میں گورو صاحب اور اُن کے ساتھی چمکور پہنچ گئے۔ یہاں اُنھوں نے ایک گھر کو قلعہ بنایا۔ مگر یہاں ایک نئی شاہی فوج پہنچ گئی۔ اس کے ساتھ سخت لڑائی ہُوئی۔ گورو صاحب کے دو لڑکے اجیت سنگھ اور ذورآور سنگھ لڑائی میں قتل ہوئے آخر کار گورو صاحب اپنے چیلوں سے مجبُور ہو کر تین ساتھیوں کے ساتھ رات کو بھاگ گئے۔ مسلمان اِس گھر میں گھس آئے وہاں دو سکھ موجود تھے۔ اُنھوں نے سوچا کہ اِن میں سے ایک گُورو گوبند سنگھ ہیں۔ بس آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ فوراً اُنہیں تہِ تیغ کر ڈالا۔ مگر بعد میں پتہ چلا کہ گورو صاحب بچ گئے۔

اب شاہی فوجدار چاروں طرف گورو صاحب کی تلاش میں بھاگے۔ مگر گورو صاحب نے ایک مسلمان درویش کا بھیس اختیار کیا اور کئی دفعہ گرفتار ہونے سے بال بال بچے۔ وُہ پھرتے پھراتے جاپٹورہ ضلع لدھیانہ میں پہنچ گئے۔ اور وہاں اُن کو اپنے دو چھوٹے لڑکوں کی موت کی خبر ملی۔ ایک برہمن نے اُن دونوں کو گرفتار کر کے حاکم سرہند کے حوالے کر دیا۔ اُنھوں نے مسلمان ہونے سے اِنکار کیا۔ ۱۷۰۵ء میں اُنہیں قتل کرا دیا گیا۔ گورو صاحب کی ماں اِس صدمۂ جانکاہ کی تاب نہ لا سکی اور غم میں مر گئی۔ جب گورو گوبند سنگھ نے یہ خبر سُنی تو کہا کہ میرے بیٹے مرے نہیں بلکہ وہ اپنے ابدی مقام کو رحلت کر گئے ہیں۔ اُن کی موت لوگوں میں نئی زندگی کی روح پھُونک دے گی۔ اُنھوں نے لوگوں کو آزادی اور خود مختاری کا رستہ دکھایا ہے۔ اُن کی موت کا افسوس نہ کرو۔ بلکہ خُوشی مناؤ۔ کیونکہ اُنھوں نے موت کو جیت لیا اور عالم جاودانی کو سُدھار گئے ہیں۔ بعد ازاں گورو صاحب تھوڑا عرصہ دِینا میں ٹھیرے۔ اِس مقام پر چند سِکھ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ اُن کے دل میں کبھی یہ خیال نہ گزرا کہ مسلمانوں سے لڑائی کو بند کر دیا جائے۔ اور یہیں سے اُنھوں نے اپنی مشہور چِٹھی موسوم بہ ظفر نامہ اورنگ زیب کو لکھی۔ اس سے پہلے اورنگ زیب نے ایک اور چِٹھی بھی لکھی تھی۔ جس میں گورو صاحب کو دربار شاہی میں بُلایا گیا تھا۔ اور بہُت وعدوں سے پُر تھی۔ گورو صاحب نے جواب دیا۔ کہ مَیں آپ کے وعدوں پر اعتماد نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ نے اپنے سب وعدوں کو توڑ ڈالا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نہ آپ خُدا کو جانتے ہیں اور نہ ہی محمدؐ صاحب کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ آپ دغا باز ہیں۔ بے شک آپ بادشاہ ہیں۔ زبردست سپہ گر ہیں۔ لیکن سچّا مذہب آپ سے دُور ہے۔ آپ کی زبان پر کچھ اور ہے اور دل میں کچھ اور۔ آپ بلا وجہ

لوگوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ اگر آپ ظلم و تعدّی سے باز نہ آئے۔ تو خدا کا غضب آپ کے سر پر نازل ہوگا۔ یہ خط اورنگ زیب کو احمد نگر میں ملا۔

گورو صاحب نے سُنا کہ اُن پر پھر حملہ ہوگا۔ وہ دِینپا کو چھوڑ کر ڈھلواں پہنچ گئے۔ اس مقام پر پرتھوی چند کی اولاد کے لوگ آباد تھے۔ اُن میں سے ایک شخص مسمّی کول نے گورو صاحب کو کپڑے دیے۔ گورو صاحب نے اپنا نیلا لباس ریشہ ریشہ کر کے جلا ڈالا۔ اور کہا کہ جس طرح میں نے اپنا نیلا لباس تار تار کر کے پھاڑ ڈالا ہے۔ اسی طرح مغلوں اور پٹھانوں کی حکومت کو پھاڑا جائیگا۔ اور اب اس کا اخیر آ چکا ہے۔ اس لباس کا ایک ٹکڑا سکھوں کی تکالیف کی یادگار رکھ چھوڑا۔ اور اس وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اکالیوں اور نہنگوں کا لباس نیلا ہونا چاہئے۔ ڈھلواں سے گورو صاحب جیتوں گئے۔ جو ریاست نابھہ میں ہے۔ وہاں بہت سے سکھ چاہتے تھے۔ کہ گورو نانک صاحب کی طرح گورو گوبند سنگھ بھی صلح کل زندگی بسر کریں۔ اور لڑائی سے باز رہیں۔ اور وہ وعدہ کرتے تھے کہ اگر گورو گوبند سنگھ ایسا کریں۔ تو وہ اُن کے چیلے بن جائیں گے۔ لیکن گورو صاحب نے ان کی ایک نہ سُنی۔ مکتسر کے مقام پر وزیر خاں اور اس کی فوج نے گورو صاحب کو جا لیا۔ اور وہاں لڑائی ہوئی۔ سکھوں میں سے بہت سے کام آئے اور وزیر خاں کا خیال تھا کہ گورو گوبند سنگھ بھی مارے گئے۔

پھر گورو صاحب جگہ جگہ پھرتے رہے اور آخر کار پٹیالہ میں دمدمہ پر پہنچے یہاں اُن کی دونو بیویاں اُن سے آملیں۔ اور سکھوں کی ایک کثیر جماعت جمع ہو گئی۔ گورو صاحب نے فرمایا کہ یہ سکھوں کا بنارس ہے کیونکہ یہاں اُن کے پاس بہت سے علماء ملنے آئے۔

دمدمہ میں گورو صاحب نے گرنتھ صاحب کا ایک نسخہ لکھوایا۔ بھائی منی سنگھ نے اُسے لکھا۔ اُس میں گورو تیغ بہادر کی کئی نظمیں اور گورو گوبند سنگھ کی ایک نظم شامل ہوئی۔ لیکن بعد میں جب احمد شاہ دُرّانی نے دربار صاحب امرت سر پر حملہ کیا۔ تو یہ کتاب بھی برباد کر ڈالی۔

دمدمہ صاحب میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد گورو صاحب نے فیصلہ کیا کہ ہم ہندوستان کے جنوب کی طرف سفر کرینگے۔ اُن کے ساتھ صرف تھوڑے سے چیلے گئے۔ چلتے چلتے پتہ لگا کہ اورنگ زیب مر گیا۔ اس کے بیٹے بہادر شاہ کو تخت و تاج کے لئے اپنے چھوٹے بھائی سے لڑنا پڑا۔ چونکہ وہ گورو صاحب کا دوست تھا۔ اس نے درخواست کی کہ میری مدد کیجئے۔ گورو صاحب نے اُس کی مدد کی اور پھر شمال کی

طرف سفر کیا۔ بہادر شاہ کامیاب ہوا اور آگرے میں گورو صاحب سے ملاقات کی اُنہوں نے بہادر شاہ سے کہا کہ وزیر خاں کو میرے حوالہ کر دو۔ تاکہ میں اپنے دو بیٹوں کی موت کا بدلہ لے لوں۔ لیکن بہادر شاہ یہ نہیں کر سکتا تھا۔ گورو صاحب نے بہادر شاہ کو کہا کہ سکھوں میں ایک آدمی پیدا ہوگا جو تمہارے وزیر اور صوبیداروں کو برباد کر دیگا۔ اور اُسی کے وسیلے سے مغلوں کی سلطنت کا خاتمہ ہوگا۔ لیکن بہادر شاہ نے پھر بھی اُن سے دوستانہ سلوک کیا اور جودھ پور اور چتوڑ میں اُن کے ساتھ رہا۔ آخر کار وہ دریائے نربدا پر پہنچ گئے۔ گورو صاحب کے چیلوں اور مسلمانوں میں اکثر جھگڑے رہا کرتے تھے۔ اور ایک مسلمان نے مان سنگھ کو جو چمکور کی لڑائی سے بچ نکلا تھا۔ قتل کر ڈالا بہادر شاہ نے اس خونی کو سزا یابی کے لئے گورو صاحب کے پاس بھیج دیا۔ لیکن گورو صاحب نے اس کو معاف کر دیا۔ مسلمانوں پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ سنہ ١٧٠٨ء میں وہ نندیر کے مقام پر پہنچے۔ جو دریائے گوداوری کے کنارے واقع ہے۔

وہاں ایک بیراگی فرقہ کا سادھو گورو صاحب سے ملا۔ یہ سادھو گورو صاحب کے ساتھ رہنے لگا۔ اور اپنے آپ کو بندا کہلانے لگا۔ وہ پونچھ میں پیدا ہوا۔ اور آغازِ شباب میں فقیر بن گیا۔ گورو صاحب نے نندیر میں ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔ اُس نے بندا کو سکھوں کی تعلیم دی اور تھوڑی ہی دیر کے بعد بندا نے پوہل (بپتسمہ) لی۔ لیکن پھر بھی اُس کا نام بندا ہی رہا۔ ایک دِن گورو صاحب نے بندا سے کہا۔ کہ میری تمنّا یہ ہے۔ کہ سِکھ مذہب قائم کروں۔ اور ظلم کرنے والوں کو مٹا ڈالوں۔ پھر اُنہوں نے دریافت کیا کہ کیا تم اِس تمنّا کے حصُول میں میرا ساتھ دو گے؟ بندا نے کہا۔ کہ میں بسر و چشم آپ کی مدد کرنے کو تیار ہوں۔ اُنہوں نے کہا اچھا پنجاب جاؤ اور وزیر خاں اور پہاڑی راجوں سے سکھّوں کا بدلہ لو۔ پس بندا سِکھوں کی ایک چھوٹی سی جماعت لے کر پنجاب کی طرف روانہ ہو گیا۔ اُس نے بوڑیہ تحصیل جگادھری میں قیام کیا۔ وہاں اور سکھ اُس سے آملے۔ سب سے پہلے اُس نے ساڈھورہ پر چھاپہ مارا۔

گورو گوبند سنگھ نندیر میں رہے۔ لیکن اُنہوں نے محسُوس کیا کہ اب دُنیا سے آخری سفر نزدیک ہے۔ سِکھ کہتے ہیں۔ کہ پینڈے خاں کے ایک پوتے نے اُن کو مار ڈالا۔ (پینڈے خاں کو گورو ہرگوبند نے قتل کیا تھا) مُسلمان کہتے ہیں۔ کہ ایک پٹھان فقیر نے اُنہیں دھوکے سے زخمی کیا کیونکہ گورو صاحب کی تعلیم اُسے پسند نہ تھی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ خود بہادر شاہ نے ایک آدمی بھیج کر گورو صاحب کو قتل

کرایا۔ کیونکہ اُسے خوف تھا۔ کہ گورو کے ہوتے ضرور کوئی نہ کوئی مصیبت آئیگی۔ جو کچھ بھی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک پٹھان کے ہاتھوں زخمی ہوئے۔ ساتھیوں نے اُن کی تیمار داری کی۔ اور دو ہفتوں کے بعد اُن کی زندگی کی اُمیدیں بندھ گئیں۔ مگر ایک دن ایک کمان گورو صاحب کے پاس دیکھنے کے لئے بھیجی گئی۔ گورو صاحب نے چلّا چڑھانے کی کوشش کی۔ اس سے اُن کے زخم کھُل گئے۔ حالت بگڑتی گئی اور جلد ہی گورو صاحب انتقال فرما گئے۔

اُن کے چیلوں نے دریافت کیا کہ آپ کا جانشین کون ہوگا؟ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ میں نے تمہیں خدا کے حوالے کیا۔ وہی تمہارا حافظ ہے اور کسی پر بھروسہ نہ رکھو۔ جہاں گورو کی تعلیم پر عامل پانچ سکھ اکٹھے ہوئے۔ تم سمجھو کہ میں اُن کے درمیان ہوں۔ اس کے بعد گورو خالصہ ہوگا۔ اور خالصہ گورو ہوگا۔ میں نے اپنی رُوح خالصہ اور گرنتھ صاحب میں پھُونک دی ہے۔ اُنہوں نے گرنتھ صاحب کو کھولا۔ پانچ پیسے اور ناریل اس کے سامنے رکھ دیئے۔ اور اُس کے سامنے سر جھُکایا۔ پھر اُنہوں نے اُس کا طواف کیا۔ اور فرمایا۔ "اے پیارے خالصہ جو مجھے دیکھنا چاہتا ہے۔ وُہ گرنتھ صاحب کو دیکھے گرنتھ صاحب کو مانو وہ گورو صاحب کا ظاہری بدن ہے۔ اور جو مجھے دیکھنا چاہتا ہے وُہ دل لگا کر اس کے گیت پڑھے"!

پھر وہ اپنی تیار شدہ ارتھی پر لیٹ گئے۔ اور اپنے آخری احکام دیے۔ کہ میرے لنگر کو ہمیشہ کھُلا رکھنا۔ اور اس کے اخراجات کے لئے نذرانہ قبول کرنا۔ جو کوئی میرے نام پر مندر بنائیگا۔ اُس کی اولاد برباد ہوگی۔ پھر اُنہوں نے کہا۔ کہ میں نے گورو نانک سے مہمان نوازی۔ تلوار۔ فتح اور مدد حاصل کی۔ آخر کار اُن کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ یہ ۱۷۰۸ء کا ذکر ہے۔

چوتھا باب

گورو نانک کی تعلیم

گورو نانک کا مقصد تھا کہ وہ ایک سچّا مذہب قائم کریں۔ اُنہوں نے دیکھا۔ کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے اعمال اتنے گر گئے ہیں۔ کہ وُہ اُنہیں خدا سے دُور نزلئے جا رہے ہیں۔ ظاہری باتوں اور رسم و رواج پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اندرونی اور رُوحانی صفات بھُلا دی گئی ہیں۔ گورو نانک صاحب کا خیال تھا کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اُسے سمجھنے کے لئے مذہب ہمارا معاون ہونا چاہئے۔ عام لوگوں اور خدا کے درمیان کوئی رسم۔ پنڈت یا پیر نہ ہو۔ پس اُن کا مقصد یہ تھا کہ مذہب اور روحانیت میں نئی زندگی ڈال دیں۔ اُنہوں نے پروا نہ کی۔ کہ رُوحانی باتیں اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ یا ہندو مذہب ہی ان کا سرچشمہ ہے جو کچھ سچّا اور روحانی معلوم ہوا وہی وہ قبول کرنے کو تیار تھے۔ پس جو کچھ ہندو مذہب میں روحانی تھا۔ اُنہوں نے اُس کو قبول کیا اور جو کچھ اسلام میں مطلب کا نظر آیا اُسے بھی لے لیا۔ گورو نانک صاحب کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ وُہ اسلام کو برباد کریں۔ یا ہندو مذہب کی بیخ کنی کریں۔ وہ چاہتے تھے کہ دونو کی اصلاح ہو جائے۔ اُن کی فکر اور ان کا خیال عام لوگوں کی طرف راغب تھا۔ یعنی وُہ چاہتے تھے کہ سب لوگ روحانی اور سچی باتیں سمجھ سکیں۔ پس جو کچھ گمراہ کن اور تاریکی میں پھینکنے والا ہے۔ وُہ اُسے ردّی سمجھتے ہیں۔ اُن کا خیال تھا۔ کہ اگر ہندو اور مسلمان ایسی ردّی باتوں سے باز آجائیں۔ پھر جو کچھ باقی رہے گا وہ ایک ہی ہوگا۔ یعنی اسلام اور ہندو مت کی روحانی باتوں میں زیادہ فرق نہ رہے گا۔ اور وہ یقین رکھتے تھے۔ کہ دُنیا میں سب سے طاقت ور شئے محبت اور اعمال کا اثر ہے۔ اُنہوں نے سری راگ میں لکھا ہے کہ جو لوگ حلیم اور رحمدل ہیں۔ گو وُہ جسمی یا مجلسی طور پر طاقتور کیوں نہ ہوں۔ اُن سے ملکر ہماری زندگی کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر لوگ لڑنا چاہتے ہیں تو اُن کا مطلب یہ ہے کہ وُہ اپنی طاقت اور زبردستی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور یہ اُن کے تکبر کی دلیل ہے۔ اُنہیں خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ ایک دفعہ اُنہوں نے ایک مغرور مسلمان سے کہا کہ تم نے اچھی تلوار باندھ رکھی ہے۔ تم نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار ہو۔ مگر غرور نہ کرو۔ کیونکہ تم سر کے بل گر پڑو گے

خُدا

خُدا رحیم ہے - یہ گورو نانک کی ایک دُعا ہے (راگ گوڑی ماجھ ۳۱۰) جس طرح ایک چرواہا اپنے مویشیوں کی رکھوالی اور محافظت کرتا ہے۔ اُسی طرح خُدا شب و روز انسان کی محافظت و پرورش کرتا ہے اور اُسے فارغ البال رکھتا ہے۔ اے وُہ کہ جس کا رحم بے نواؤں کا ٹھکانہ ہے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ مجھ پر فضل کی نظر فرما۔ اس دُنیا اور آخرت میں مجھے پناہ دے۔ جدھر میری نظر پڑتی ہے۔ مجھے تُو ہی نظر آتا ہے۔ اے پروردگار میری خبر لے۔ تو داتا ہے۔ تو راحت عطا کرنیوالا اور تو ہی رُوح کی پرورش کرنے والا ہے۔

(راگ آسا ماجھ ۳۰۴) میں وُہ یوں بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی بھیک مانگنے والا خُدا کے در پر صدا دے۔ خُدا اپنے محل میں اُس کی صدا سُنتا ہے وُہ اُسے منانتی کی بھیک دے سکتا ہے۔ یا اپنے در سے ہٹا سکتا ہے۔ بزرگی کی بھیک صرف خدا ہی کے در سے ملتی ہے۔

خدا منصف ہے - گورو نانک نے یہ سکھایا کہ خدا انصاف سے فیصلہ کرے گا اور فیصلہ لوگوں کے اعمال کے مطابق ہوگا۔ وُہ "راگ آسا ماجھ ۳۲۰ میں فرماتے ہیں"۔ خُدا کے دربار میں اصل سچائی ظاہر ہو جاتی ہے۔ وُہ جو دولت سے لَو لگاتے ہیں۔ وہ خُدا سے دُور ہو جاتے ہیں جو جھوٹے اور کج رو ہیں۔ خُدا کے دربار میں ان کے لیے جگہ نہیں۔ اُن کا مقام دوزخ ہے۔

خدا ہر جگہ موجود ہے - عام ہندوؤں کی طرح گورو نانک کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا ہر جگہ اور ہر شئے میں موجود ہے۔ وہ راگ آسا ماجھ ۴۲۳ میں فرماتے ہیں۔ کہ خُدا ہر جگہ موجود ہے (ہر قسم کے جانداروں میں تیرا نور ہے۔ اور وہ تیرے ہی نور سے منوّر ہیں۔) دوسری جگہ (ماجھ ۱۳۳) کہتے ہیں۔ تم اپنے دل میں تلاش کرو۔ خُداوند تم میں موجود ہے۔ ایک اور جگہ دھری راگ ماجھ ۲۶۵) کہتے ہیں۔ کہ خُدا سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ وُہ آپ ہی ماہی اور خود ہی ماہی گیر۔ آپ ہی پانی اور آپ ہی جال ہے۔

خدا کی محبت: - گورو نانک کہتے ہیں۔ (راگ مارو ماجھ ۳۶۲) خُدا کی مانند میرا کوئی دوسرا دوست نہیں۔ اُس نے مجھے رُوح و جسم عطا کیا اور اُسے عقل سے روشن کیا وہ اپنے سب جانداروں کی پرورش کرتا ہے۔ وہ ایک سمندر ہے اور ہم اس کے پیارے راج ہنس۔ خُدا کے سوا نہ کوئی گورو اور نہ کوئی سچا دوست ہے۔

خدا کے بارے میں خیال - خُدا خالق ہے اور اُس نے سب کچھ اپنی مرضی کے

مطابق پیدا کیا۔ اُس نے سب قُدرتی چیزیں پیدا کیں۔ اور وُہ اُنہیں پسند کرتا ہے شروع میں ہوا خُدا کے پاس آئی۔ اور پھر ہوا کے ذریعے پانی وجود میں آیا۔ پانی سے دُنیا پیدا ہوئی اور پھر لوگوں کی روحیں۔ خدا کے کام اصلی ہیں۔ اور اُس کے مقاصد بھی اصلی۔ اُس کے احکام حقیقی ہیں اور اس کے انتظام بھی حقیقی۔ سب طاقتیں خدا کی حقیقت کی فروعات ہیں۔ نہ ہم خُدا کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی اُس تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہم اُسے سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اُس پر اس کے اعمال کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اُس کی کوئی ذات نہیں۔ وُہ پیدا نہیں ہوا۔ اُس کی ذات میں نہ ڈر ہے نہ شک۔ اس کی نہ کوئی شکل ہے اور نہ رنگ وہ اصل کلام کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے وہ ابدی۔ بے انتہا اور بالکل پاک ہے تمام نور اس کا پر تو ہے ہم خُدا کی قدرت سے دیکھتے ہیں اور سُنتے ہیں۔ ڈرتے ہیں اور کامل راحت محسوس کرتے ہیں۔ خدا کی قوت کے طفیل آسمان اور دوزخ بنے۔ خدا کی قدرت کے وسیلے سے وید اور پران اور سب پاک کتابیں لکھی گئیں۔ اس کی قوت سے ہم کھانا کھاتے ہیں۔ کپڑے پہنتے ہیں۔ خدا کی قوت سے سب جان دار اور بے جان چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ خدا کی قوت سے ہی ہم سب نیک و بد کام کرتے ہیں۔ جو کچھ دُنیا اور آسمان میں ہے اس کی قوت کے باعث موجود ہے۔

خدا کی عظمت - (آساوی وار ماجھ ۲۲۰) گورو نانک فرماتے ہیں۔ کہ خدا کا جلال بے حد ہے۔ کیونکہ اس کا نام بے حد ہے۔
خُدا کا جلال بے حد ہے۔ کیونکہ اُس کا انصاف ازلی ہے۔
خُدا کا جلال بے حد ہے۔ کیونکہ اُس کا انصاف لازوال ہے۔
خدا کا جلال بے حد ہے کیونکہ وہ ہماری باتیں سمجھتا ہے۔
خُدا کا جلال بے حد ہے۔ کیونکہ ہمارے احساس سمجھتا ہے۔
خُدا کا جلال بے حد ہے۔ کیونکہ دوسروں کے پوچھے بغیر برکتیں دیتا ہے۔
خُدا کا جلال بے حد ہے۔ کیونکہ قادر کامل ہے۔
اُس کے کام بیان سے باہر ہیں۔ جو کچھ اس نے کیا اور جو کچھ کریگا۔ اُس کی مرضی پر منحصر ہے۔

نجات

گورو نانک نجات کے بارے میں دو قسم کی تعلیم دیتے ہیں۔ اوّل آدمی نیک کاموں کے ذریعہ سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور اکثر گورو نانک نیک

کام کرنے پر زور دیتے ہیں۔ اگر آدمی خُدا کے احکام پر عمل کرے تو وہ نجات پائے گا۔ آساوی دار میں لکھا ہے کہ خُدا کے احکام کو ماننے سے اِنسان خُدا کی نظر میں پسندیدہ ہو جائے گا اور پھر اپنے مالک کے دربار میں پہنچے گا۔ اگر وہ ایسے کام کرے جیسے کہ اس کا مالک چاہتا ہے کہ وُہ کرے۔ تو وہ اُسی ثواب کو حاصل کرے گا۔ جو اُس کا دل چاہتا ہے اور خُدا کے دربار میں عزّت کی پوشاک پہنے گا۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی ایک اور طریقہ ہے۔ خدا کا نام جپنے سے نجات ملے گی۔ اور اس کے نام پر سوچنے سے بھی نجات ملے گی۔ گورو نانک اکثر کہتے ہیں۔ کہ خُدا کے نام کے بغیر نجات نہیں مِلتی۔ پاک آدمی نام کے ذریعے سے نجات حاصل کرتا ہے۔

خداکے نام کے بغیر انسان دُنیا میں پھنس کر مر جائیگا۔ اگرچہ آدمی فقیر کی لاٹھی اور برتن لیتا ہے۔ اور جوگی اور ہندو کے کپڑے پہنتا ہے اور تیرتھ جاتا ہے اور دُور دور گھومتا ہے پھر بھی بغیر خدا کے نام کے وہ تسلّی اور آرام نہیں پائے گا۔ جو کوئی خُدا کا نام بار بار لیتا ہے وہ نجات حاصل کرے گا۔

دُوسری جگہ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر میں اچھی طرح سچّے گورو سے مِلوں۔ وہ خدا کے نام کے ذریعے سے مجھے بچالے گا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ریاکاری چھوڑ دو۔ خدا کا نام جپو۔ اور تم کو نجات ملے گی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کسی نے گورو نانک سے پوچھا۔ الفاظ ست نام یعنی سچا نام گیتوں یا شبدوں کے شروع میں کیوں آتا ہے؟ گورو نانک نے جواب دیا۔ کہ یہ نام سب دیوی دیوتاؤں کا پرمیشور ہے۔ بعض لوگ دُرگا کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض لوگ شِو کو۔ بعض لوگ گنیش کو۔ اور بعض دوسرے دیوتاؤں کو۔ پس جو سِکھ لوگ گورو کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ وہ سچے نام کی پرستش کرتے ہیں۔ اور اسی طرح وہ سب مشکلات جو نجات کو روک سکتی ہیں۔ دُور کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ الفاظ ست نام ہر ایک گیت میں لکھے جاتے ہیں۔

تعلیم کے شروع میں گورو نانک نے کہا۔ کہ آئندہ جنھوں نے نام لیا ہے اُن کے بارے میں کوئی سوال نہیں پوچھا جائیگا۔ وُہ ایک دم بہشت میں جائیں گے جو ست نام سے بھرپور نہیں ہے۔ وہ نکما ہے۔

یہ تعلیم کہ نام سمجھنے سے اور نام میں محو ہونے سے اور نام جپنے سے نجات ملیگی گورو نانک کی تعلیم میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔

لیکن نیک کام کرنے کے ساتھ۔ اور نام پر سوچنے اور نام جپنے کے ساتھ ہی دو اور باتیں بھی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر ہم نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ ہم خدا سے محبت رکھیں۔ سری راگ میں گورو نانک کہتے ہیں۔ کہ اے میری رُوح محبت کے بغیر تجھ کو نجات کس طرح ملے گی۔ راگ آسا میں وُہ کہتے ہیں۔ کہ ہم خُدا کو عقل سے۔ کتابیں مطالعہ کرنے یا بڑی ہوشیاری سے حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم اس کو محبت سے حاصل کر سکتے ہیں۔ دوسری جگہ وہ کہتے ہیں۔ کہ سب لوگو سُنو۔ مَیں یہ بتاتا ہوں کہ صرف وہ خدُا کو حاصل کرینگے۔ جن کے اعمال میں محبت ہے۔

پھر گورو نانک یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جو کوئی خدُا کی خدمت کرتا ہے وہ دیوتاؤں کو نہیں جانتا۔ وُہ بُرائی۔ فریب اور دغا بازی چھوڑتا ہے۔ محبّت اور سچائی کے ذریعے سے تم سچے خدُا سے مِل سکتے ہو۔ "آساوی دار" میں گورو نانک کہتے ہیں کہ جب آدمی خود حلیم ہو۔ اور جب اس کے دل میں خدُا کی محبت اور عبادت موجود ہو۔ تب وُہ نجات حاصل کرتا ہے۔ گورو نانک محبّت کی ضرورت کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اے آدمی خدُا کی محبّت کے بغیر تو نجات کِس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ اے آدمی خدُا سے ایسی محبت رکھ۔ جیسی کہ مچھلی پانی سے رکھتی ہے۔ راگ آسا میں وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر آدمی خدُا سے محبت رکھتا ہے تو وہ بہشت اور نجات کی پروا نہیں کرتا۔ راگ گوڑی میں وُہ یہ کہتے ہیں۔ کہ جو لوگ خدا سے محبت رکھتے ہیں اور گورو کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کو بار بار پیدا ہونے اور مرنے کی ضرورت نہیں۔ خدا کی محبت سے نجات کا مقصد ظاہر ہوتا ہے۔

لیکن آدمی خود نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ اس بات پر گورو نانک بہت زور دیتے ہیں۔ کہ نجات گورو کی مدد سے مِلتی ہے اور گورو اور اس کی تعلیم کے بغیر آدمیوں کو نجات نہیں مِل سکتی۔ گرنتھ صاحب میں یہ تعلیم بار بار مِلتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی گورو نانک یہ تعلیم بھی دیتے ہیں۔ کہ نجات خدا کے فضل سے مِلتی ہے۔ کبھی کبھی یہ خیال بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے فضل سے آدمی گورو کو ملتا ہے اور پھر گورو کی مدد سے سب کچھ سمجھ سکتا ہے اور نجات حاصل کر سکتا ہے۔ آساوی وار میں گورو نانک کہتے ہیں کہ آدمی بے شمار نیک کام کر سکتا ہے اور تیرتھوں میں بے شمار سختیاں جھیل سکتا ہے۔ اور یوگی کی طرح جنگل میں عقل کو قابو میں لانے کی کوشش کر سکتا ہے لڑائی میں وہ بیشمار بہادری کے کام کر سکتا ہے اور لڑائی میں مر سکتا ہے وہ اَن گنت بار پرانوں اور ویدوں کو پڑھ سکتا ہے اور بیشمار طریقوں سے سوچ سکتا ہے۔ لیکن یہ سب باتیں فضول ہیں۔ نیکی کا راستہ صرف خدُا کے فضل سے ظاہر ہوتا ہے۔

لیکن خدا کا فضل اور خدا کی بابت علم گُورو کے وسیلے سے مِلتے ہیں۔ نجات گُورو کے وسیلے سے مِلتی ہے۔

آسادی وار میں گورو نانک کہتے ہیں۔ کہ سچّے گورو کے بغیر کوئی خُدا سے نہیں مِلتا۔ خُدا نے اپنے آپ کو سچّے گُورو میں ڈال دیا ہے۔ اس نے اس طرح اپنے آپ کو ظاہر کر دیا ہے۔ سچّے گورو سے مِلنے سے نجات ہمیشہ مِلتی ہے۔

گُورو نانک یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ سچّا گورو ایک کشتی ہے۔ جو لوگ یہ بات سمجھتے ہیں۔ وہ کم ہیں۔ لیکن جو سمجھتے ہیں۔ گورو ان کو اپنے رحم سے بچاتا ہے۔ دُنیا کا ہولناک سمندر خطرناک ہے۔ اِس کا کوئی کنارا یا کوئی حد نہیں ہے۔ کوئی کشتی۔ کوئی چپّو۔ کوئی کشتی والا نہیں ہے۔ لیکن سچے گورو کے پاس ایک کشتی ہے اور جس پر گورو مہربانی کرتا ہے۔ وُہ اُس کو سمندر کے پار لے جاتا ہے۔

گورو نانک کا خیال تھا۔ کہ غُرور اِنسان میں ایک نہ بُول گناہ ہے۔ کیونکہ غرور ہی کی وجہ سے انسان کو قربِ الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ گورو نانک خود حلیم تھے اور گرنتھ صاحب میں غُرور کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ اور باوازِ بلند اِسے نہ بُول قرار دیتے ہیں۔

وُہ فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ مذہبی کپڑے پہنتے ہیں۔ غرور سے ان کا سر آسمان پر ہے۔ پس خُدا کا جاننا اُن کی بساط سے باہر ہے۔ ایسے لوگ بہُت کم ہیں۔ جو گورو کی تعلیم کے سرور سے دِلوں کو خُدا کی محبّت سے بھرپُور رکھتے ہیں۔ بادشاہ نخوت کے باعث مُلکوں کو تاخت و تاراج کرتے ہیں۔ اور اس کی ہی بدولت خاک میں مِل جاتے ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ موت کے بعد آوا گون میں پھنسے رہتے ہیں۔ جو گورو کے کلام پہ غور کرتا رہتا ہے۔ وُہ اس بُرائی سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور جو سچّے گُورو سے مِلتا ہے اُس کے شک ختم ہو جاتے ہیں۔

"آسادی وار" میں گورو نانک یُوں بھی فرماتے ہیں۔ کہ جب رُوح بہُت دفعہ مجسّم ہو چُکتی ہے۔ تو سچّا گورو اس سے خُوش ہو کر عرفانِ الٰہی کے دروازے اُس کے لئے کھول دیتا ہے۔ سچّے گُورو جیسا کوئی بندہ پرور نہیں۔ سب انسانوں کو اس کا کلام سُننا چاہیئے۔ جب ہمیں اُس کا قُرب حاصل ہوتا ہے۔ تو ہم سچائی سے نہال ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وُہ ہمارے دِلوں سے نخوت اور خود پسندی کی جڑ کو اُکھاڑ دیتا ہے۔ اور اصلی سچائی کا مطلب ہم پر کھول دیتا ہے۔ ایک اور مقام پہ گورو نانک فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی گورو کی عنایت سے خدا کو پہچانتا ہے۔ اُس کے اعمال کا نصف حساب ہو چُکا۔ خُدا خالص یعنی بے لوث ہے۔ جو ہر دل میں بستا ہے۔

وُہ میرا خداوند ہے۔ مگر انسان کو گورو کی تعلیم کے بغیر نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ غور طلب سوال ہے۔ کہ انسان خواہ ہزاروں پاپڑ بیلے اور کتنے ہی احکام کا پابند ہو۔ مگر گورو کی عنایت کے بغیر اندھیرا رہے گا۔ جو اندھے ہیں اور جنہیں نُور ہدایت حاصل نہیں اُن کا تو کہنا ہی کیا بلکہ ہم بھی گورو کی ہدایت کے بغیر راستہ دیکھنے سے قاصر ہیں۔

گورو نانک یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ گورو کے وسیلے سے اے خداوند تیرا در انسانوں کو مِل جاتا ہے۔ اے انسان گورو کی تعلیم کی روشنی سے خدا کے نام پر غور کر تاکہ تیرا دِل مُسّرت سے معمُور ہو جائے۔ گورو کی تعلیم کے طفیل لالچ دِل سے بھاگ جائیگا۔ اور انسان خُدا کو سمجھے گا۔ خُدا کا نام سچّی دولت ہے اور سچّا گورو انسان کو یہ نام دیتا ہے۔ خُدا سچے گورو کی محبّت سے حاصل ہوتا ہے۔ وُہ آدمی جو گورو کی تعلیم کو سنتا ہے وہ نجات حاصل کرے گا۔

پس اِس مطالعہ سے ہم اِس نتیجہ پہ پہنچتے ہیں۔ کہ نجات اور عرفان الٰہی اور خُدا کا قُرب حاصل کرنے کی قوت سچے گورو کے وسیلے سے حاصل ہوتی ہے۔ گُورو نانک یقین رکھتے تھے۔ کہ مجھے خُدا کا خاص عرفان حاصل ہو گیا ہے۔ اور میں اِسے دوسرے آدمیوں کو دے سکتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے۔ کہ عرفان خدا کے فضل سے مِلتا ہے۔ اور خُدا کے فضل سے دوسروں کو مِلتا ہے۔ یعنی یہ دو خیال ہیں۔ اوّل نجات گورو کی مدد سے مِلتی ہے۔ دوم خُدا کے فضل سے مِلتی ہے۔ کبھی یہ خیالات الگ الگ پائے جاتے ہیں۔ مگر کبھی دونوں ایک جگہ مثلاً گُورو نانک "آسادی وار" میں فرماتے ہیں کہ چیلوں نے گورو کی تعلیم سے یہ سیکھا۔ کہ مہربان خُدا اپنے فضل کے وسیلے سے آدمیوں کو بچاتا ہے۔ جب خُدا کا رحم اور فضل شاملِ حال ہوتا ہے۔ تب سچّا گورو حاصل ہوتا ہے۔ دوسری جگہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر خدا کے فضل سے انسان گورو سے مِل جائے تو خُدا کو سمجھ سکتا ہے۔ جس کا کوئی گورو نہیں اس کے لئے محال ہے۔ وہی آدمی سکون حاصل کر سکتا ہے۔ جو سچّے گورو سے ملے اور جو اپنے دل میں خدا کی یاد رکھے اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب کہ خُدا اپنے فضل کی بارش اُس پر کرے۔

یاد رہے کہ گورو نانک کی تعلیم میں نجات کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ہنُدو مذہب کے عقیدہ کے مطابق آوا گون کے سِلسِلہ سے بچنا اور خُدا سے مِلنا گورو نانک آوا گون کے قائل تھے۔ دُوسرے معنی دُنیاوی چیزوں سے آزاد ہونا۔ گورو نانک ہمیشہ روحانی باتوں پر

زور دیتے ہیں۔ اور اُن کے خیال کے مطابق نجات یہ ہے۔ کہ انسان دُنیاوی چیزوں کو
فضول سمجھے اور روحانی باتوں کو سب باتوں پر اہمیّت دے۔ یعنی روحانی علم حاصل
کر کے نجات ملتی ہے۔ کیونکہ اس کا حصول انسان کو نیک کاموں کی طرف راغب
کرتا ہے۔

گورو نانک کا حلم

کیا گورو نانک اپنے آپ کو کامل انسان سمجھتے تھے؟ سکھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ کامل
انسان تھے۔ سری راگ میں گورو نانک صاحب فرماتے ہیں۔ ہر انسان سہو و خطا کا
پُتلا ہے۔ صرف خدا اور گورو غلطیوں سے بالا ہیں۔ اور اُن سے غلطی نہیں ہوتی
عموماً گورو نانک یہ دعویٰ نہیں کرتے۔ وہ تو خود غرور کے خلاف تعلیم دیتے تھے۔
خاص طور سے رُوحانی غرور کے خلاف تو اور بھی زیادہ تنبیہ کرتے ہیں۔ مگر وہ بذاتِ خود
حلیم تھے۔ سری راگ میں وہ کہتے ہیں۔ میں نیچوں کے بیچ سے ملوں گا۔ برہمنوں
سے مجھے کیا تعلق۔ جو نیچی ذات کے لوگوں کی خبرداری کرتے ہیں۔ خدا کا رحم اُن ہی
لوگوں پر ہوتا ہے۔ اسی راگ میں وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ سب لوگ اپنے آپ کو
نیک اور صالح کہتے ہیں۔ مگر مجھ میں کوئی نیکی نہیں۔ راگ سوہی میں وہ کہتے ہیں۔
کہ "مجھ میں سب عیب ہیں۔ لیکن خوبی کوئی بھی نہیں"۔ پھر وہ اپنے آپ کو ایک
بدصورت عورت کی مانند قرار دیتے ہیں۔ جس میں کوئی خوبصورتی اور خوبی نہیں
پھر خدا سے دُعا کرتے ہیں خدایا میری دعاؤں کو قبول کر اور مجھے اپنی رحمت
کے سایہ میں جگہ دے۔ "ملہر کی وار" میں وہ کہتے ہیں۔ کہ میں ناچیز اور ادنےٰ انسان
ہوں۔ میرا حال زبوں ہے۔ لیکن خدایا تیرا لُطف و کرم بحرِ بیکراں ہے۔ مجھے ایک
شے یعنی اپنا نام عطا کر دے۔ خدا کے فضل اور حکمت سے ایک کچے برتن میں
پانی رہ سکتا ہے یعنی انسان گو ضعیف ہے۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے عرفان سے
معمور ہو سکتا ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری بات میں گورو نانک صاحب
کے عقیدہ کا نچوڑ ہے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ وہ آدمی ہیں۔ اور اِن میں نقص اور
عیب ہیں۔ لیکن اُنہوں نے محسوس کیا کہ خدا نے اُنہیں علم رُوحانی سے منوّر کیا ہے
اور ایک خاص پیغام دے کر بھیجا ہے جس کے توسّل سے آدمی خدا کا قُرب حاصل
کر سکیں اور اسے اصلی معنوں میں سمجھ سکیں۔ لیکن اُنہوں نے کبھی خیال نہیں کیا۔ کہ
ان میں اُلوہیت ہے۔

انسان کے فرائض

"آسا دی وار" میں گورو نانک یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا کی خدمت صرف
ایسے ہی لوگ کر سکتے ہیں جو پرہیزگار ہوں اور جو صادقوں کے صادق خدا کا ہر

وقت دھیان رکھتے ہیں۔ جو بُرائی کی راہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ جو نیکی اور دیانت داری
کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔

"سری راگ" میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم حلیم لوگوں سے ملتے ہیں۔ تو ہماری زندگی
زیادہ پھلدار ہوتی ہے۔ گو وہ طاقتور ہیں۔ مگر ایمان اور تابعداری پاک آدمیوں
کی صفت ہے۔ خوش خُلقی اور حلیمی جو سب صفتوں سے ضروری ہیں۔ اُن کا خاصہ
ہیں۔ صبر فرشتوں کی صفت ہے۔ "جپ جی" میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ جونہی ہم نے اپنے
دماغ پر قابو پا لیا۔ سمجھو کر سب دُنیا کو مسخر کر لیا۔ "راگ گوڑی" میں وہ کہتے۔ کہ خدا
کے خوف کے بغیر کوئی نہیں بچے گا۔ اگر خدا کا خوف ہمارے دل میں ہو۔ تو اس کی
محبت کا رشتہ زیادہ مضبوط رہتا ہے۔ جو لوگ خدا سے محبت کرتے ہیں۔ وہ سب
لوگوں سے محبت رکھتے ہیں۔ "جپ جی" اعمال کے بغیر خدا کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔
(آسا دی وار) سب برائیوں کا علاج سچائی ہے۔ صرف سچائی ہی ہمارے سیاہ اعمال
کو دھو سکتی ہے۔ (سری راگ) سچائی سب چیزوں سے بالا ہے۔ لیکن سچی زندگی بسر
کرنا سچائی سے بڑھ کر ہے۔ جب جھوٹ کا میل دُھل جاتا ہے تو زندگی پاک ہو جاتی ہے۔
(وار سرنگ) ان کے پاؤں پر سجدے نہ کرو۔ جو اپنے آپ کو گورو اور پیر کہتے ہیں۔
اور بھیک مانگتے ہیں۔ جو لوگ قوّتِ بازو سے ایڑی چوٹی کا پسینہ بہا کر اپنی روزی
کماتے اور دوسروں کو اس میں شریک کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سچائی
کا راستہ پا لیا۔

گورو نانک کا خیال تھا۔ کہ لوگوں کو فقیروں کی طرح زندگی نہ بسر کرنا چاہئے بلکہ
روزی کما کے دُنیا میں اپنا حصّہ لینا چاہئے۔

رسم و رواج کے خلاف تعلیم

گورو نانک نے ڈنکے کی چوٹ ہندو رسم و رواج اور برہمنوں اور ان کے باطل اور
گمراہ کُن رسومات کے خلاف درس دیا اور فرمایا کہ ان رسموں اور دستوروں کے
مطابق عمل کرنا سعی لاحاصل ہے۔ یہاں بھی وہ روحانی تعلیم کے علمبردار ہیں۔ برہمنوں
اور دیگر ہندوؤں کے اقوال و افعال ریا کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان میں حقیقت
کی عدم موجودگی اور نمائش کی بھرپوری تھی۔ پس رُوح کی اشتہا اس سے سیر نہ
ہوتی تھی۔ لہٰذا اُنہوں نے تعلیم دی۔ کہ سب سے بیش بہا موتی آدمی کا دل ہے۔ اگر یہ
موتی کھوٹا ہے۔ تو سب کچھ کھوٹا ہے۔ گورو نانک کا سب سے بڑا کام یہ ہے۔ کہ

آپ نے لوگوں کو دکھایا کہ مذہب میں ظاہر داری اور ریا کو دخل نہیں۔ بلکہ ان کی طرف خیال اور توجہ کرنا اصلی مذہب کو جوکھوں میں ڈالنا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ گورو گوبند سنگھ نے کسی حد تک گورو نانک کی اس تعلیم کو نظر انداز کر دیا پھراں ہی ظاہرا نشانات اور رسومات کی پابندی ہونے لگی۔ اب ہم گرنتھ صاحب میں ان باتوں کے بارے میں گورو نانک کی تعلیم کا مطالعہ کرینگے۔

"آسا دی وار" میں وہ فرماتے ہیں جو کوئی گیروے کپڑے پہنتا ہے۔ دن رات دکھ میں مبتلا رہتا ہے۔ خاموشی آدمی کو بے وقوف بناتی ہے۔ مگر گورو کی چشم التفات اس بیوقوفی کو کافور کر دے گی۔ ننگے پھرنے کا لازمی نتیجہ ایذا ہے۔ گندگی کھانا اور سر پہ خاک ڈالنا آدھا بیوقوف ہونا اور لوگوں کی نظروں میں عزت کھونا ہے۔ جنگلوں کی خاک چھاننا۔ قبرستانوں کا طواف کرنا اور مرگھٹوں میں سمادھی لگانا سب بے سود ہے اور جلد ہی کھل جائیگا کہ یہ بے وقوفی ہے اور پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پچھتاتا ہے۔ اصل میں حقیقی اطمینان اُسے ملتا ہے۔ جس پر خدا کا فضل ہو اور سچا گورو اس پر نہال ہو۔

ایک امیر آدمی نے کھانا تیار کیا اور گورو نانک صاحب اور چند برہمنوں کو دعوت دی۔ جب کھانا تیار ہو رہا تھا۔ امیر کے گھر میں ایک بچہ نے جنم لیا۔ اس پر برہمنوں نے کھانا کھانے سے انکار کیا۔ اور فوراً گھر سے چل نکلے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ بچہ کی آمد سے گھر ناپاک ہو گیا مگر گورو نانک نے کہا کہ اگر ناپاکی اُس کا نام ہے۔ تو ہر ایک شے میں ناپاکی ہے۔ گوبر اور لکڑی میں کیڑے ہیں۔ پانی میں سینکڑوں جان دار ہیں۔ اس ناپاکی سے آزاد ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اصلی ناپاکی یہ نہیں۔ بلکہ یہ ناپاکی عرفانِ الٰہی کے نور سے دُھل جاتی ہے۔ دل کی نجاست لا علاج ہے۔ جھوٹ زبان کو نجس کر دیتا ہے۔ دوسروں کی بُرائی سننا کانوں کو ناپاک کرتا ہے۔ اور آنکھوں کی ناپاکی دوسروں کی دولت پر نظر رکھنا اور لوگوں کی بیویوں کو دیکھنا ہے جس کا ظاہرا سلوک ایسا ہو۔ مگر دل میں یہ نجاست موجود ہو۔ وہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ جسے برہمن ناپاکی سمجھتے تھے وہ وہم تھا اور اس کا تعلق دنیاوی اشیاء کے ساتھ تھا۔ پیدائش اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اُس کی عطا کردہ کھانے کی چیزیں پاک اور لطیف ہیں۔

جن نیک لوگوں نے خدا کو پہچانا ہے۔ وہ اس میں کوئی ناپاکی نہیں پاتے۔ بالمقابل مسیح کی تعلیم بھی یاد رکھئے مرقس ۷: ۱۵-۲۰ و ۲۳ آیت۔ کوئی چیز باہر سے آدمی میں داخل ہو کر اُسے ناپاک نہیں کر سکتی بلکہ جو چیزیں آدمی میں سے نکلتی ہیں وہ آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔

ایک دفعہ بنارس میں بعض پنڈتوں نے گورو نانک سے کہا کہ ہماری طرح کپڑے پہننے چاہئیں۔ گورو صاحب نے فرمایا۔ تم کتابیں پڑھتے ہو۔ شام کی پوجا کرتے ہو۔ پتھروں کی پرستش کرتے ہو۔ جھگڑے کرتے ہو۔ تم بگلوں کی مانند بیٹھے رہتے ہو۔ تم جھوٹ باتیں کہتے ہو۔ اور اُن کو بیش بہا موتیوں کے ساتھ تولتے ہو۔ گلے میں مالا ڈالتے اور ماتھے پر تلک لگاتے اور سروں پہ ٹپکے باندھتے ہو۔ اگر عرفانِ الٰہی سے تمہاری آنکھیں روشن ہوں۔ تو دیکھو یہ سب فضول ہے اور تمہارا مذہب باطل۔ یاد رکھو کہ سچے گورو کی کرپا کے بغیر تم سچائی کا راستہ دریافت نہیں کر سکتے۔

ایک دفعہ کوہ ہمالیہ میں گورو صاحب چند سادھوؤں سے ملے۔ آپ نے اُن سے فرمایا۔ کہ اگر خدا کا نام آدمی کے وردِ زبان ہو۔ گناہ کے سبب دُکھ میں مبتلا ہو۔ تیرتھوں میں اشنان کرے۔ دان کرے۔ اور مختلف طریقوں سے عبادتیں کرے۔ مگر ان سے کیا حاصل ہے اگر دل میں خدا نہ بستا ہو۔ جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ نیکی کے بغیر زندگی ذلیل ہے۔ ارے بیوقوف نیکی کا غلام ہونے سے سرور حاصل ہوتا ہے۔ جو کوئی گورو کی تعلیم سے مستفید ہو کر بُرائی کو ترک کرتا ہے وہ سچے پرمیشور سے جا ملتا ہے۔

ایک دفعہ ہندوستان کے مشرقی حصہ میں گورو نانک ایک راجہ سے ملے۔ گورو صاحب نے اُس راجہ سے کہا۔ کہ علم پڑھنے سے انسان گمراہ ہوتا ہے۔ تیرتھوں میں نہانے سے کیا فائدہ۔ جب غرور کی میل سے دل گندہ ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ آدمی کپڑے دھوتا ہے اور اشنان کرتا ہے۔ نفس کشی کرتا ہے۔ مگر جو نجاست دل میں بھری ہے۔ اُسے نہیں جانتا۔ اور اندھا ہو کر بُرائی کے راستے پر چلتا رہتا ہے اور موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

بُت پرستی

میرے بھائیو! تم دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہو۔ تم ان سے کیا مانگ سکتے ہو اور وہ تمہیں دے کیا سکتے ہیں۔؟ گو پتھر کو پانی سے پاک صاف کیا جائے۔ مگر پھر بھی وہ پانی میں ڈوب جائے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے دل کو اس پتھر کی طرح پاک و صاف کرنے کی کوشش کرے۔ تو اس کی تمام نجاست دور ہو جائے گی۔ حتّٰے کہ اس کی روح بھی پاک ہو جائے گی۔ خدا سے لو لگاؤ اور اس کی عبادت کرو۔ کیونکہ اس کے نام کے سوا اور کوئی عبادت برحق نہیں (جو کوئی پتھروں کو پوجتا ہے۔ تیرتھوں میں اشنان کرتا ہے۔ جنگلوں میں خاک چھانتا پھرتا ہے۔ اس کا ناپاک دل کسطرح پاک ہو سکتا ہے

شریر اور چور تیرتھوں پہ اشنان کرتے ہیں۔اشنان سے ان کے بدن کی آلودگی دور ہو جاتی ہے۔مگر ان کے دل کی میل اور سیاہ کاری دگنی ہو جاتی ہے۔نیک نہائے بغیر ہی پاک ہوتے ہیں۔چور تو ہمیشہ چور ہی رہے گا۔تیرتھوں کے اشنان اُس کے لئے بے معنی ہیں۔

تم گھروں میں پتھر کی مورتیاں رکھتے ہو۔اُن کو اشنان کراتے ہو۔اُن کی پرستش کرتے ہو۔نذریں گزرانتے ہو۔اپنا سر اُن کے قدموں میں رکھتے ہو۔اپنی ناک رگڑتے ہو۔مگر لوگوں سے مانگ مانگ کر اپنا پیٹ پالتے ہو۔کیا یہ بے وقوفی نہیں۔ایسا ہی بیوقوفوں کا سا صلہ تم کو مل جائے گا۔

بھوک میں بُت تم کو کھانے کو نہیں دیتے۔تمہیں موت سے نہیں بچا سکتے۔تمہاری مثال اندھوں کی سی ہے۔جو آپس میں لڑ مرتے ہیں۔

ذات پات

ہم نے دیکھا ہے۔کہ گورو نانک صاحب ذات پات اور اس کے رسم و رواج کی کوئی قدر نہیں کرتے۔اُنھوں نے خود جنیئو پہننے سے انکار کیا۔گوروؤں کے زمانے میں سکھ مذہب میں یہ خاص خوبی تھی۔کہ وہ ذات پات کی تمیز نہیں کرتے تھے۔گورو گوبند سنگھ نے بھی اِس بات پہ زور دیا کہ ذات پات کی تمیز کوئی چیز نہیں۔اس کا اعتبار بالکل نہ کرنا چاہیئے "آسا دی وار" میں گورو نانک صاحب فرماتے ہیں کہ پرلوک میں ذات پات سب ہیچ ہوگی۔وہاں نیا انتظام ہوگا۔راگ ماجھ میں وہ یہ درس دیتے ہیں۔کہ ذات پات بے سُود ہے۔اس میں کوئی اہمیّت نہیں۔قوّت تو حقیقت میں ہے۔

سری راگ میں فرماتے ہیں۔کہ ذات پات بے وقوفی اور شہرت جنون ہے۔راگ سوہی میں درج ہے۔کہ جو کوئی بنی نوع انسان کو مساوات کا درجہ دیتا ہے۔اصلی مذہب کا پیرو کار وہی ہے۔

ریاکاری

گورو صاحب بار بار ریاکاری اور نمائش کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔وہ ہمیشہ نیک دلی اور صداقت پر زور دیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر برہمنوں اور ان کے رسم و رواج کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔اور ان باطل رسومات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اس موقعہ پر ہمیں یاد آتا ہے۔کہ یسوع مسیح نے بھی صاف باطنی

پہ ہی زور دیا اور وہ بھی ریاکاری کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

کرم

گورو نانک نے ہندوؤں کی طرح یہ تعلیم دی کہ جو کچھ آدمی کرتا ہے اُس کا ہی اُسے ثواب ملے گا۔جیسا کہ ہمارے مطالعہ میں آیا۔کہ وہ فرماتے ہیں۔کہ نجات کا حصُول نیک کاموں پر منحصر ہے یہاں بھی ریاکاری سے نفرت واضح ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نیک اعمال کے بغیر طوطے کی طرح الفاظ کی رٹ فضول و بے معنی ہے۔اور ہمیں معلوم ہے کہ نجات کے حصُول کا ایک طریقہ نیک اعمال ہیں "آسا دی وار" میں وہ فرماتے ہیں "اے آدمی اگر تو اپنا فائدہ چاہتا ہے۔نیک عمل کما۔حلیم بن۔کیونکہ ہماری خدمات کے مطابق ہی ہمیں اجر ملے گا۔ہمارے اعمال کے مطابق ہی لوگ ہمارے متعلق رائے قائم کرتے ہیں۔اور اِسی سے ہمیں نجات ملتی ہے۔جب انسان محبّت کو اپنا اُصول اور حلم کو اپنا رہنما بناتا ہے۔خُدا اپنا فضل اُس کے شاملِ حال کرتا ہے۔اور اُسے نیک راہ دکھاتا ہے۔اُس کی مرضی کو پُورا کر کے انسان اپنے ازلی آقا کی رحمت کے سایہ میں آجاتا ہے"۔ راگ گوڑی میں گورو نانک یہ لکھتے ہیں۔کہ انسان اپنے اعمال کے مطابق ہی اعلےٰ یا ادنےٰ ہوتا ہے گُورو کی سیوا سے نجات حاصل ہوتی ہے اور خُدا کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

تقدیر

گورو نانک تعلیم دیتے ہیں۔کہ جو کچھ اس دُنیا میں واقع ہوتا ہے۔خُدا اُس کے متعلق پہلے ہی فیصلہ کر دیتا ہے۔گورو مانتے تھے۔کہ سب کچھ خُدا کے ہاتھ میں ہے۔وہ سب کا خالق ہے۔جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔اس کی مرضی اور قُدرت ہماری ناقص سمجھ سے باہر ہے۔اس کی مرضی کے بغیر ایک ذرّہ بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ہم اُس کی مرضی کے خلاف ہرگز چُون و چرا نہیں کر سکتے "آسا دی وار" میں مرقوم ہے۔کہ ہر ایک اپنی سی کوشش کرتا ہے۔مگر وہی ہوتا ہے جو منظورِ خُدا ہوتا ہے۔جن کو خُدا نے اس کام کے لئے منتخب کیا ہے۔وہی خُدا سے لَو لگاتے ہیں۔مخلوق کی مجال نہیں کہ کان بھی ہلائے۔بعض کو تُو نے اپنے سے ملا لیا ہے۔بعض کو تُو نے اپنے سے جُدا کر دیا ہے جو تیرے مقبول بندے ہیں۔تُو اُن کی راہنمائی کرتا ہے۔جن پر تیری نظر ہو جاتی ہے۔تُو اُنہیں بچاتا ہے۔سری راگ میں وہ فرماتے ہیں۔کہ جن کے دلوں میں تیری یاد ہے اُن کے چہروں پہ نشان ہے۔اگر

تقدیر سے نام حاصل نہ ہو۔ تو لفظوں کی رٹ سے حاصل نہیں ہو سکتا سچّا خدا تقدیر سے ملتا ہے۔

عورتوں کے بارے میں

عورتوں کے بارے میں گُرو صاحب نے نئی تعلیم دی۔ اُن کا خیال تھا کہ عورتوں کی عزّت کرنی چاہئے۔ وہ یہ بھی مانتے تھے۔ کہ ایک آدمی کی صرف ایک ہی بیوی ہونی چاہئے "آسا دی وار" میں وہ کہتے ہیں۔ کہ گو ہم عورتوں کو تقصیر وار ٹھہراتے ہیں۔ مگر ہم پیدا تو اُن ہی سے ہوتے ہیں اور اُنہیں کے ساتھ ہم شادی کرتے ہیں۔ انسان کی نسل کا سلسلہ صرف عورتوں کے دم سے قائم ہے۔ اُس کے پیٹ سے بڑے بڑے بزرگ۔ ولی اور بہادر جنم لیتے ہیں۔ پھر ہم اُنہیں کیوں بُرا گردانتے ہیں۔ اِس تعلیم کے طفیل اور گُرو نانک صاحب کے نمونہ کی بدولت سکھوں میں عورتوں کی ہندوؤں اور مسلمانوں کی نسبت زیادہ عزّت کی جاتی ہے اور سکھ عورتوں میں ہمت اور آزادی زیادہ ہے۔

باب پنجم

گُرو ارجن کی تعلیم

گُرو ارجن سکھ گُروؤں میں بڑا ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ کئی پہلوؤں سے اُنہیں سکھوں کا سب سے بڑا گُرو کہنا مناسب ہوگا۔ ان کی تعلیم گُرو نانک کی تعلیم سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے۔ جو کچھ اختلافات ہیں بھی وہ زیادہ تر اس وجہ سے ہیں۔ کہ اُنہوں نے ایک ہی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر زور دیا۔ مثلاً گُرو ارجن "ست سنگت" یا "سادھ سنگت" کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ اور اسے انسان کی رُوحانی زندگی کا جُزوِ خاص سمجھتے ہیں۔ اسے قدرتی امر خیال کرنا چاہئے۔ کیونکہ جب سکھوں کی ایک علیحدہ جماعت بن گئی تو لازم تھا کہ رفتہ رفتہ اُن کے امتیازی دینی اصولوں پر زور دیا جاتا۔ جیسے کہ وہ اپنے آپ کو ایک علیحدہ قوم سمجھنے لگے۔ مسیحیت کی تعلیم میں کلیسیا کے متعلق بھی اسیطرح کے عقائد پیدا ہو گئے۔

گُرو ارجن "نام" اور اس کی اہمیت پر اتنا ہی زور دیتے ہیں جتنا گُرو نانک۔ اُنہیں ذات پات سے زیادہ دلچسپی نہیں۔ لیکن اغلب ہے۔ کہ اُن کے عہد میں سکھ سنگت میں ذات پات کی تمیز نہ رہی تھی۔ اور اُنہیں اس کے متعلق فکر کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ یہ امر قابلِ غور ہے۔ کہ گُرو ارجن ہمیشہ نانک نام استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی سکھوں کے اس یقین کی ایک مثال ہے۔ کہ گُرو نانک کی روح ہر گُرو کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ اور اگرچہ گُرو مختلف تھے۔ اُن کی آواز دراصل نانک کی آواز تھی۔

گُرو ارجن کی کتابیں نہ صرف گُرو نانک کی کُتب سے زیادہ ضخیم ہیں۔ بلکہ بعض پہلوؤں سے بلند پایہ بھی ہیں "سُکھ منی" غالباً گرنتھ صاحب کا بہترین حصّہ ہے۔ گیان اور روحانی تجربہ اور احساس کے لحاظ سے اس کا درجہ بہت بلند ہے۔

خدا کے متعلق گُرو ارجن کی تعلیم۔ ۱۔ خدا ہمارا رفیق ہے۔ میرا آقا خدا میرا رفیق ہے اور مجھے باپ۔ ماں۔ بہن۔ بھائی اور دوستوں سے زیادہ عزیز ہے اے خدا تیرے برابر کوئی نہیں (سری راگ م ۵۔ پائی پے ۱!) خدا جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ ہمیشہ ہر حالت میں میرا ساتھی ہے۔ وہ ہمیشہ

موجود ہے۔ وہ چھوٹوں اور بڑوں غرض سب کا خیال رکھتا ہے [1]

خدا میرا متر ہے۔ اور میرا پیارا ساتھی ہے۔ نیک لوگوں کی سنگت میں میں نے اُس کے نام پر دھیان لگایا ہے۔ [2]

گورو ارجن بھی گورو نانک کی طرح دوست کے لئے لفظ سجن اور متر کا استعمال کرتے ہیں۔

ب۔ خدا ہمارا نگہبان ہے:۔ اے پروردگار اپنی رحمت سے انسان اور اپنی کُل مخلوق کی حفاظت کر کیونکہ تیرے سوا کوئی نگہبان نہیں اور کال (موت) بڑا بیدرد دیو ہے۔ نانک کہتا ہے مجھ پر فضل کر کہ میں کبھی تیرا نام نہ بھولوں [3]

خدا ناتوانوں کی توت ہے۔ مصیبت کے وقت میں جب کہیں پناہ نہ ملے۔ جب دشمن چاروں طرف سے گھیر لیں۔ جب رشتہ دار چھوڑ بھاگیں۔ جب کوئی مددگار یا نگہبان نہ ہو۔ اُس وقت بھی۔ خدا ان کو جو اس کے نام کو نہیں بھولتے۔ لُونگ نہ لگنے دیگا عُریانی (ننگا ہونا) کمزوری۔ بھوک۔ افلاس۔ مایوسی کی حالت میں خدا کو یاد کرنے سے طاقت اور اطمینان ملتا ہے۔ جو فکر۔ بیماری۔ خانگی فکروں سے دبے ہوئے ہیں۔ اُنہیں جسمانی اور رُوحانی طاقت اور تازگی خدا سے مل سکتی ہے [4]

توہی میرا باپ۔ توہی میری ماں۔ تُوہی میرا عزیز۔ توہی میرا بھائی۔ توہی ہر جگہ میرا نگہبان ہے۔ پھر مجھے کیوں کس کا ڈر ہو اور میں کیوں فکر کروں [5]

سب مخلوق اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ غریبوں پر مہربان ہے۔ اور لاوارثوں کا والی جن کو خدا رکھے۔ اُنہیں کون مار سکتا ہے۔ جس نے خدا کو بھلا دیا وہ مر گیا [6]

خدا جو نگہبان ہے۔ جسمانی خطروں اور تکلیفوں سے بچاتا ہے اور روحانی دشمنوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اُس سے جب چاہو۔ مدد مانگو۔ جو اپنے نام لیواؤں کی حفاظت کے لئے ہمیشہ موجود ہے۔

ج۔ خدا غریبوں کا مربّی ہے:۔ وہ گوپال (خدا) غریبوں کا مربّی ہے [7]

اے میرے ربّ تو جو غریبوں پر رحم کرتا ہے۔ مجھ پر بھی رحم کر [8]

---

[1] راگ ماجھم ۲: ۵ شبد ۹-۳ [2] راگ ماجھم ۲: ۵ شبد ۴۰ ۲

[3] سری راگ م ۲ ۵۔ شبد ۱۴۔ ۴ مکالف جلد ۳ صفحہ ۲۲ [4] سری راگ م: ۵۔ اشٹ پدی ۱ ۱-۳

[5] مکالف جلد ۳ صفحہ ۱۱۸۔ راگ ماجھم ۵ شبد ۲۴-۱ [6] راگ گوڑی م: ۵ سکھمنی ۲۲ ۲

[7] راگ ماجھ۔ م: ۵ شبد ۱۰۶ [8] راگ ماجھم: ۵ شبد ۳۸ ۴

خدا اپنے مخلوق کی پرورش کرتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچّوں کو پالتی ہے۔ خدا تکلیفیں دُور کرتا ہے۔ وہ ہمارا مالک۔ راحت کا سمندر ہے۔ وہ سب کو کھانا دیتا ہے [1]۔ قادر مطلق مسکینوں کا پروردگار ہے [2]

د۔ خدا رحیم ہے۔ گوبند (خدا) رحیم ہو گیا ہے۔ ہر طرف بارش برس رہی ہے خالق نے جو ہمیشہ غریبوں پر رحم کرتا ہے۔ ہم پر سُکھ کی بخشش کی ہے [3]

قادر مطلق گوبند (خدا) رحم اور مہربانی کا خزانہ ہے۔ وہ رحیم اور بخشنے والا ہے [4] خدا کے رحم سے آدمی نجات حاصل کرتا ہے۔ جس کی خدا مدد کرے۔ اُسے کوئی تکلیف نہ ہوگی [5]

غور طلب امر ہے کہ گورو ارجن کی تعلیم ہے کہ خدا ہمیں دنیوی اور روحانی دونوں قسم کی برکتیں دیتا ہے۔

جس پر خدا کا فضل ہوتا ہے۔ وہ آواگون سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے [6]

اے خدا تُو نے اپنے فضل سے مجھے بھگتوں سے ملایا ہے۔ میرے دل اور میرے بدن کو چین ہے۔ مجھے اطمینان حاصل ہے۔ اے ابدی خدا تُو نے میرے دل میں اپنا گھر بنایا ہے۔ گورو نانک کہتا ہے میں خدا کی تعریف میں خوشی کے گیت گاتا ہوں۔ کاش کہ ہم ایسے کریم کو کبھی نہ بھولیں۔ اے خدا مجھ پر ایسا رحم کر کہ مجھے تیری پرستش پیاری ہو۔ مجھے طاقت دے کہ میں رات دن تیرے دھیان میں لگا رہوں [8]

ر۔ خدا کی مہربانی۔ گوپال (خدا) ٹوٹے ہوئے (انسان) کو جوڑ دیتا ہے۔ اُسے اپنی کُل مخلوق کی فکر ہے۔ خدا کو سب کا خیال رہتا ہے۔ اُس کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹ سکتا [9]

س۔ خدا سُکھ داتا ہے۔ وہ جو خوف کو دُور کرنے والا اور آرام دینے والا ہے اُس کے سامنے اپنی مناجاتیں پیش کرو [10]

خدا (ہری) تسلی بخشتا ہے اور تکلیفوں کو دُور کرتا ہے [11]

---

[1] راگ ماجھم: ۵ شبد ۲۹ ۲

[2] راگ گوڑی م ۵۔ سُکھمنی ۱۱-۴

[3] راگ ماجھم: ۵ شبد ۲۴ ۱

[4] راگ گوڑی م: ۵ سُکھمنی ۱۶ ۱

[5] راگ گوڑی م: ۵ سُکھمنی ۲۲ ۷

[6] سری راگ م: ۵ شبد ۱۸ ۱

[7] راگ ماجھم: ۵ شبد ۵ ۴

[8] راگ ماجھم: ۵ شبد ۱۲ ۱

[9] راگ گوڑی م: ۵ سُکھمنی ۱۶-۱

[10] سری راگ م: ۵ شبد ۷ ۳ پڑیمپ صفحہ ۶۳

[11] راگ ماجھم: ۵ شبد ۱۵ ۱

خُدا آسائش دینے والا ہے۔ اُسی کی دی ہوئی آسائش ہمیں مُیسّر ہے۔ جہاں بھی وہ ہمیں رکھ دے وہیں بہشت ہے۔ خُدا سب کا رکھوالا ہے [1]

اِن مثالوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ گورو ارجن اِس عقیدہ کا بزور پرچار کرتے ہیں کہ خُدا آرام و آسائش دینے والا ہے۔ آرام اُسی کی بیش بہا برکت ہے۔ یہ تعلیم گورو ارجن کی امتیازی تعلیم ہے۔

ش ۔ خُدا سچّا ہے :۔ اُس کی سلطنت سچّی ہے۔ اُس کا اختیار سچّا ہے اور اُس کی گدّی سب سے بڑھ کر سچّی ہے۔ وُہ واحد سچّا (خُدا) دُنیا کو پیدا کر کے اپنی قوت کو ظاہر کرتا ہے [2]

وُہ خالق۔ وہ پروردگار ۔ وُہ آقا سچّا ہے اور اس کی مدد بھی سچّی ہے۔ جس کِسی کو بھی کچھ سمجھ ہے وہ اس سراپا سچے (خُدا) کی تعریف کرتا ہے [3]

خُدا ہمارا مالک ہے اور ست ہے اس کا نام۔ گورو کا بڑا فضل ہے کہ مَیں اُس کے دھیان میں لگا رہتا ہوں۔ خُدا نے آواگون کا خوف میرے دل سے نکال پھینکا اور مجھے دُنیاوی چیزوں کی محبت سے۔ تکلیف سے اور رنج سے رہائی بخشی [4]

سچّا خُدا ازل سے ہے۔ وُہ دُنیا کے شروع سے موجود ہے۔ اے نانک وہ سچّا خدا اب بھی موجود ہے اور ہمیشہ تک رہے گا [5]

خُدا خود سچّا ہے اور اس کے سب اطوار اور اس کے سب کام سچّے ہیں [6]

ہم نے دیکھا تھا کہ گورو نانک کی تعلیم میں خُدا کی اس صفت پر بڑا زور دیا گیا ہے اور اِسی طرح انسان کے سچے ہونے کی ضرورت پر۔ چنانچہ یہی بات گورو ارجن کی تعلیم میں پائی جاتی ہے۔

ص ۔ **خُدا بچانے والا ہے** ۔ جسے خُدا نے اپنے ساتھ مِلا لیا۔ وُہ کبھی اُس سے جُدا نہیں ہوگا۔ وُہ سب کا سچّا خالق ہے۔ اُس نے سب کے بندھنوں کو کاٹ ڈالا ہے۔ جس نے خُدا کو بھُلا دیا۔ خُدا اسے بھی صحیح راستے پر ڈال دیتا ہے۔ اور اس کی نیکی بدی سے چشم پوشی کرتا ہے۔ گورو نانک کہتا ہے مَیں اُس کی پناہ میں ہوں جو سب کا حامی ہے [7] مَیں اپنے آپ کو اُس سچے اور کامل گورو کے حوالے کرتا ہوں جس نے میرے سب بندھن کاٹ ڈالے ہیں۔ جن کے دل میں تو اپنا نام ڈال دیتا ہے وہ پاک ہو جاتا ہیں۔ اے آقا! نانک تیرے پریم میں آنند سے ہے [8]

[1] راگ ماجھ م : ۵ شبد ۳۳، ۲، ۳ [2] سری راگ م : ۵ شبد ۱۶، ۴ [3] سری راگ م : ۵ شبد ۲۸ (ٹرمپ صفحہ ۴۳) [4] راگ ماجھ م : ۵ شبد ۲۷، ۳ [5] راگ گوڑی م : ۵ سُکھ منی ۱۷ اشلوک میکالف جلد ۳ صفحہ ۲۴۸ [6] راگ گوڑی م : ۵ سُکھ منی ۲۳، ۵ اور ۷ [7] سری راگ م : ۵ شبد ۱۱، ۴ [8] راگ ماجھ م : ۵ شبد ۸، ۴

ض ۔ **خُدا گورو ہے** :۔ جان و دل سے اپنے آقا گورو کی پرستش کرو۔ گورو سب جانداروں کا سچّا پروردگار ہے۔ وہ ساری مخلوق کو کھانا دیتا ہے سچے گورو کے حکم بجا لانے چاہئیں۔ یہ سچّا اصُول ہے۔ نیک لوگوں کی سنگت کے بغیر دُنیا کی تمام محنت خاک ہے [1]

مالک ہمارا گورو ایک ہے۔ وُہ سب میں ہے۔ وُہ جن کی قسمت میں پہلے سے لکھّا تھا۔ خُدا کا نام یاد رکھتے ہیں۔ نانک کہتا ہے۔ مَیں اپنے خُدا اپنے گورو کی پناہ میں ہوں۔ نہ مَیں مرتا ہوں۔ نہ آتا ہوں اور نہ جاتا ہوں۔ (یعنی مَیں آواگون سے رہا ہو گیا ہُوں)

مَیں نے ہری۔ گورو کے ہاں سے امرت پیا ہے۔ [2]

ط ۔ **خُدا باپ ہے** :۔ اے خُدا مَیں نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے۔ تُو نے مجھ سے محبت کی ہے۔ ہم بچے ہیں۔ ہم بھول جاتے ہیں اور غلطیاں کرتے ہیں۔ تو اے گورو میرا باپ ہے۔ تُو ہی میری ماں ہے [3]

اے خُدا مَیں تیری قوت پر بھروسہ کرتا ہوں۔ مَیں جانتا ہُوں۔ کہ مَیں بے کس ہوں تو سب میں بستا ہے اور سب سے علیحدہ بھی ہے۔ اے باپ تجھ کو کوئی ضرورت نہیں۔ اے باپ مَیں تیرے طریقوں سے ناواقف ہوں [4]

خدا کے متعلق یہ تعلیم کہ "ہم اُس کے بچے ہیں اور وُہ ہمارا ماں باپ ہے"۔ گورو نانک کی تعلیم میں نہیں مِلتی۔ یہ گورو ارجن کی اپنی ہے۔ لیکن وہ بھی اس خیال پر زیادہ زور نہیں دیتے۔

ظ ۔ **خُدا کی طاقت** :۔ خُدا خود ہی (ہر کام) کرتا ہے اور کراتا ہے۔ سب کچھ اُس کے ہاتھ میں ہے۔ وُہ خود مار کر جِلا (زندہ کر) دیتا ہے اندر اور باہر وہ سب کے ساتھ ہے [5]

خُدا انسان سے اچھے بُرے سب کام کراتا ہے۔ انسان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہے جو کچھ خدا کہتا ہے۔ اُس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ اور وہ جو کچھ دیتا ہے اُسے قبول کرنا چاہیئے۔ گورو خُدا کی قوت کے سامنے اپنے آپ کو نثار کرنے کو تیار ہے خدا کے حکم کے مطابق ہی بے راہ بنجر موجود ہے اور اس کے حکم کے مطابق ہی اِس جنگل میں

[1] سری راگ م ۵ شبد ۲۹ - ۱
[2] سری راگ م ۵ - شبد ۳۰ - ۴
[3] راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۰، ۴ (ٹرمپ صفحہ ۱۳۹)
[4] سری راگ م ۵ شبد ۲۷، ۱
[5] سری راگ م ۵ شبد ۲۷، ۲
[6] سری راگ م ۵ شبد ۱۵، ۴ (ٹرمپ صفحہ ۶۷)
[7] دیکھو سری راگ م ۵ پہاڑی ۱۸

راہیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خدا کے حکم کے ماتحت ہی انسان آواگون کے پنجوں میں پھنسا رہتا ہے۔ خدا تک پہنچنا محال ہے۔ اُسے سمجھنا ناممکن ہے۔ اس کی قدر کرنا مشکل ہے وہ بے انت ہے[1] خدا سب کام کر سکتا ہے۔ وُہ ہر شے میں موجود ہے اور ہر شے سے بالا بھی ہے۔ اس میں بچانے کی قوت ہے اور وہی انسان کو اپنے نام کا علم دے سکتا ہے[2]

اگر خُدا کو منظور ہو تو انسان کو نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر خُدا کو منظور ہو۔ تو وہ پتھر سے سمندر عبور کرا سکتا ہے (پتھر کو بچا سکتا ہے) اگر خُدا کو منظور ہو تو وہ انسان کو بلا سانس کے زندہ رکھ سکتا ہے۔ اگر خُدا کو منظور ہو تو انسان اُس کی صفتیں بیان کر سکتا ہے۔ اگر خُدا کو منظور ہو تو وہ گنہگار کو بچا سکتا ہے۔ خُدا خود ہی اپنا کام کرتا ہے اور خود ہی سوچتا ہے۔ وُہ دونوں جہاں کا مالک ہے۔ وہ بولتا ہے۔ اور خوش ہے۔ وہ ہر دل کے چھپے ہُوئے بھید جانتا ہے۔ جو وُہ ارادہ کرتا ہے ویسا ہی واقع ہو جاتا ہے۔ گُورو نانک کہتا ہے۔ اُس سا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا[3]

خُدا اپنی قدرت سے مُردہ کو زندہ کر سکتا ہے۔ وُہ خزانے (گنج) اُن لوگوں کو دے دیتا ہے جو اُس کے منظورِ نظر ہیں۔ وہ ہر آدمی کو اُس کی تقدیر کے مطابق حصّہ دیتا ہے۔ سب کچھ اُس کا ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اُس کے بغیر نہ کوئی ہُوا ہے اور نہ کوئی ہوگا[4] خدا ذرہ ذرہ کو نواز سکتا ہے اور لشکر کے لشکر فنا کر سکتا ہے۔ اگر وہ مارے تو کوئی نہیں بچا سکتا – وہ ساری مخلوق کا نگہبان ہے۔ انسان خود کچھ نہیں کر سکتا اُس کے سب کے سب کام فضول ہیں۔[5]

خدا ہر شے میں موجود ہے:۔ تو اپنے سیاہ اعمال کس سے چھپا سکتا ہے۔ کیونکہ خدا جو حاضر و ناظر ہے سب کچھ دیکھتا ہے۔

خُدا ہر جگہ موجود ہے[6]

خُدا ہی تو ہے جو جسم کو طاقت بخشتا ہے۔ جو سب میں بستا ہے۔ جو پانی۔ زمین اور اُس کی سطح پر غرضیکہ ہر جگہ موجود ہے[7]

خُدا کا کوئی ثانی نہیں۔ وُہ سب جگہوں میں ملتا ہے۔ زمین۔ آسمان۔[8]

خُدا ایک درخت ہے۔ جس سے دُنیا شاخ کی مانند نکلتی ہے۔ خُدا سمندر ہے۔ اُس کی

[1] دیکھو راگ ماجھ م ۵ شبد ۔
[2] دیکھو راگ ماجھ م ۵ شبد ۴۱
[3] راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۱۱، ۲
[4] دیکھو راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۱۵، ۷
[5] دیکھو راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۱۷، ۵
[6] سری راگ م ۵ شبد ۱۶، ۳ (میکالف جلد ۳ صفحہ ۱۰۲)
[7] دیکھو سری راگ۔ شبد ۱۷، ۲
[8] سری راگ م ۵ پہلے پاے ۱۶

جھاگ اور اُس کے بُلبُلے۔ خُدا دھاگا ہے۔ اور مالا کے دانے اور اس کی گرہیں[1] خُدا شروع (ابتدا) وہی درمیان اور وہی انتہا[2]

وُہ ہر زندہ شے میں موجود ہے۔ وُہ سب کو دیکھتا ہے۔ ساری دُنیا اُس کا بدن ہے خُدا جو لا محدود ہے۔ تیری رُوح کے اندر موجود ہے۔ تیرے چاروں طرف دُنیا میں حاضر ہے وہ ہر دل میں موجود ہے۔ وہ زمین پر ہے۔ بہشت میں ہے۔ جہنم میں ہے وہ جیسے اپنی مخلوق کی فکر ہے۔ سب عالم اُس سے معمور ہیں۔ وُہ سماتا ہے۔ اور درختوں۔ پہاڑوں اور گھاس میں موجود ہے۔[3]

خدا ایک ہے۔ گُورو نے کہا ہے سب میں وُہ واحد موجود ہے۔ اُس کے بغیر اور کوئی نہیں[4]

جو واحد خدا کو پہچانتا ہے۔ اُس پر اس دُنیا اور اگلی دُنیا کے راز کھل جاتے ہیں۔ اے نانک جس کا دماغ اس کے نام میں ہے وہ پاک واحد خُدا کو جان لے گا۔[5]

خُدا اور ہم :۔

(۱) خُدا کی محبت۔ گورو نانک کہتے ہیں۔ وُہ جس پر خُدا کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ اس کی روشنی دُنیا بھر میں چمک اُٹھے گی[6]

اگر کوئی راستبازوں کی سنگت میں نشوونما پاتا چلا جائے تو خُدا کی محبت روز بروز اس کے دل میں گھر کرتی چلی جائے گی[7]

جس کے دل میں محبت اور وفاداری ہے۔ وُہ دن رات خُدا کی حمد میں مگن رہتا ہے[8]

۲۔ خُدا کی چاہ :۔ اے خُدا۔ میں تجھے ڈھونڈتا پھرتا ہوں۔ مجھے تجھ سے ملنے کی آرزو ہے۔ میں تیری تلاش میں جنگلوں میں پھرتا ہوں۔ خدا وہ ہے جو خوبیوں سے بالا ہے اور جس میں سب خوبیاں موجود ہیں وُہ کون ہے جو مجھے خُدا سے ملا سکتا ہے[9] خُدا کے لئے اشتہا (اُس کے ملنے کی آرزو)

میرا مالک پاک ہے۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔
میرے دل اور جسم میں اس کی بھوک (آرزو) ہے
اے ماں کوئی اُسے لا سکتا ہے اور مجھے اس سے ملا سکتا ہے۔)
(زمین کی) چاروں کھونٹ میں ہر ایک جگہ (میں نے) تلاش کی ہے۔ دُولہا کے بغیر کوئی

[1] دیکھو راگ ماجھ م ۵ شبد ۲۱، ۱، ۲
[2] راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۲۳، ۶
[3] دیکھو راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۲۳، ۲
[4] راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۰، ۳ (رٹھ میپ صفحہ ۱۳۸)
[5] راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۱۴، ۳ (میکالف جلد ۳ صفحہ ۲۴۰)
[6] سری راگ م ۱ شبد ۱، ۴
[7] سری راگ م ۵ اسٹپدی ۱، ۹
[8] راگ ماجھ م ۵۔ شبد ۴۳، ۲ (میکالف جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)
[9] راگ ماجھ م ۵ شبد ۵، ۱

دوسری جگہ نہیں (یعنی جہاں مجھے آرام مِل سکے) [۱]

یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ یہاں پھر انسان اور خُدا کے رشتہ کو دُولہا اور دُلہن کے رشتہ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ انسان کی خُدا کے لئے بھُوک (آرزُو) ویسی ہی ہے جیسی دُلہن کی دُولہا کے لئے

اے خُدا تجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے مَیں تجھ سے مِلنا چاہتا ہوں۔ مَیں تیرے لِئے جنگلوں کی خاک چھانتا پھرتا ہوں۔ خُدا کی کوئی بھی صفت نہیں۔ سب صفتیں اُسی میں ہیں۔ کیا کوئی مجھے خدا سے مِلا دیگا؟ [۲]

اے خُدا مجھے وُہ دانائی عطا کر جس سے مَیں تجھے نہ بھُولوں۔ مجھے وہ دانائی بخش جس سے مَیں تجھے یاد رکھوں۔ کہ مَیں ہر سانس کے ساتھ تیری حمد گاؤں۔ نانک کہتا ہے۔ اے خُدا۔ میرے گورو تیرے قدم میرا ٹھکانا ہیں۔ [۳]

جس طرح بچّہ دُودھ پی کر سیر ہو جاتا ہے۔ جس طرح مفلس دولت حاصل کر کے راحت پاتا ہے۔ جس طرح پیاسا ٹھنڈا پانی پی کر خوش ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح میرا دِل خُدا سے مِل کر خوش ہے [۴]

گورو نانک کہتے ہیں جس کے دل میں خُدا کی بھُوک (آرزو) ہے وُہ دُکھ نہ اُٹھائیگا [۵]

خدا کا عِلم:۔ جان لے وُہ ہمیشہ خوش ہیں۔

جو "ایک" کو جانتے ہیں۔ واحد۔ واحد

اُس کو اِس دنیا اور اُس دنیا کا پورا علم ہے۔

جس کا دل نام نے جیت لیا۔

جس کے دل میں تاریکی نہیں۔ وُہ اُسے جانتا ہے [۶]

جو خُدا کو جانتے ہیں۔ مبارک ہیں۔ ساری دنیا ان کی نصیحت سے بچتی ہے۔ [۷]

(خُدا کا عِلم ہمیں مسرّت اور فضل بخشتا ہے۔ اور ہمیں اس قابل بنا دیتا ہے۔ کہ ہم دوسروں کو برکت دے سکیں اور دُوسروں کی مدد کر سکیں۔ یہ علم "نام" پر دھیان لگانے سے مِلتا ہے")

خُدا کی خدمت:۔ خُدا (ہری) کی خدمت سے چار چیزیں مِل سکتی ہیں [۸]

(وہ چار چیزیں یہ ہیں۔ راستبازی۔ محبت۔ دولت اور نجات)

---

[۱] سری راگ م ۵ شبد ۱۹، ۲ (ٹرمپ صفحہ ۶۹)
[۲] راگ ماجھ م ۵ شبد ۵، ۱
[۳] راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۲، ۴
[۴] راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۴، ۲
[۵] راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۱۴، ۴
[۶] راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۱۴، ۳ (ٹرمپ صفحہ ۳۰۴)
[۷] راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۱۴، ۷
[۸] راگ ماجھ م ۵ شبد ۴۰، ۳

سچے گورو (خُدا) کی سیوا سے بہشت مِلتا ہے۔ یہ سیوا براہِ راست بھی کی جا سکتی ہے اور گورو کے واسطہ سے بھی (یعنی گورو کی سیوا خدا کی سیوا ہے) [۱]

وُہ شخص جس نے اپنے مالک کی سیوا کی ہے۔ لوگوں کا بادشاہ ہے [۲]

(اس کا مقابلہ مسیح کی تعلیم سے کریں۔ جہاں وُہ فرماتے ہیں۔ کہ خدمت گزار انسانوں کا خُدا کی نظر میں کیا مرتبہ ہے)

اے میرے دل جب تک دم میں دم ہے۔ برحق واحد کی خدمت کر [۳]

خُدا کی خدمت مبارک ہے اور اس کا خدمت گزار مُبارک ہے [۴]

وہ جو خُدا کی خدمت کرتا ہے۔ اُسے جنّت میں جگہ ملے گی۔ اور وُہ آواگون کے پنجوں سے رہا ہو جائیگا [۵]

خُدا کی عبادت:۔ ہمیں خُدا یعنی اپنے سرپرست کی تعریف کرنا چاہئے۔ جس کے کام بے انت ہیں۔ ہمیشہ اُس کی تعریف اور عبادت کرو۔ اس میں بڑی دانائی ہے۔ گورو نانک کہتا ہے جس کی پیشانی پر یہ لکھّا ہے۔ اُس کو دل و جان سے خُدا کا نام پیارا ہو گا۔ [۶]

مَیں اُس پہ قُربان ہوں جس نے تیری تعریف سُنی۔

مَیں اُس پہ قُربان ہُوں جس نے تیرا نام لیا۔

مَیں ہمیشہ اُس پہ قُربان ہُوں۔ جس نے دل و جان سے تیری عبادت کی [۷]

عبادت کِس طرح کریں:۔ اے میری رُوح ہمیشہ اپنے خُدا (ہری) کی یکسوئی سے عبادت کر۔ وُہ ہر دل میں موجُود ہے وہ ہمیشہ ہمارا مددگار اور رفیق ہے [۸]

ہمارے مالک خُدا کا بھگت ہمیشہ اُس کا فرمانبردار ہے۔

ہمارے مالک خُدا کا بھگت ہمیشہ اُس کی عبادت کرتا ہے۔

ہمارے مالک خُدا کے عابد کے دل میں ہمیشہ اس کا بھروسہ ہے۔

ہمارے مالک خدا کے عابد کا رویّہ ہمیشہ پاک ہوتا ہے۔

ہمارے مالک خُدا کا عابد جانتا ہے کہ خُدا اُس کے ساتھ ہے۔

ہمارے مالک کا عابد ہمیشہ اُس (خدا) کے نام کو محبت کرتا ہے۔

خدا اپنے عابد (بھگت) پہ ہمیشہ مہربان ہوتا ہے۔ خُدا جس کی کوئی صورت نہیں۔

---

[۱] سری راگ م ۵ شبد ۵، ۱
[۲] سری راگ م ۵ شبد ۱۸، ۲
[۳] سری راگ م ۵ شبد ۱۹، ۱
[۴] راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۲۲، ۸
[۵] دیکھو سری راگ م ۵ چھنت ۲، ۳
[۶] سری راگ م ۵ شبد ۱۹، ۴
[۷] راگ ماجھ م ۵ شبد ۲ (مکالف جلد ۳ صفحہ ۱۱۶-۱۱۷)
[۸] سری راگ م ۵ شبد ۱۸، ۲

اپنے بھگت کی عزت کو محفوظ رکھتا ہے۔ وہ عابد ہے جس پر خدا کی رحم کی نظر پڑتی ہے۔ نانک کہتا ہے کہ اس کا عابد اُسے ہر سانس کے ساتھ یاد رکھتا ہے[1]
بھگتی کے پھل "نام" پر دھیان کرنے سے ہمیں بہت راحت ملتی ہے۔ خدا (ہری) کی خوبیوں کو یاد کر کے میرا دل تازہ ہو جاتا ہے۔ کامل گورو کے ملنے پر ہم مبارکباد کے مستحق ہیں۔ گورو نانک کہتا ہے۔ ہم نے دُنیا کی مشکلات پر فتح پالی ہے[2]
اگر ہم خُدا کو یاد رکھیں اور اس کی حمد گائیں۔ تو موت کی طاقت بیکار ہو جاتی ہے[3]
مسرت خُدا کی تعریف کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ خُدا کی تعریف کرنے کی طاقت گُورو کی دیا سے ملتی ہے[4]
جو ست سنگت میں خدا کی تعریف کرتے ہیں۔ وہ خدا کے بندے (ہریجن) سب بیماریوں سے بچ جاتے ہیں۔ وُہ جو دن رات خُدا کی خوبیوں کے گیت گاتا ہے۔ اپنے کُنبہ کے ساتھ دُنیوی فکروں سے آزاد ہو جائیگا[5]

دھیان:۔ ہم خُدا سے دُور کہاں جا سکتے ہیں؟ اپنے محافظ پر دھیان کرنے سے ہم بچ جائیں گے[6]

وہ جو ست سنگت میں خُدا کا دھیان کرتے ہیں۔ وُہ امر ہو جاتے ہیں[7]
ایک لمحہ خُدا کے نام پر دھیان کرنے سے ہمارے گناہ دُھل جاتے ہیں[8]
متواتر مالک کا دھیان کرتا رہ۔ نانک کہتا ہے پھر تجھے کوئی ایذا نہ پہنچے گی[9]
اپنے پیارے خدا کا دھیان کرنے سے میرے دل کی آرزُوئیں پُوری ہو جاتی ہیں۔ وہ میرے سب کام سنوار دیتا ہے۔ میرے دل کی پیاس بُجھا دیتا ہے[10]
خُدا کی مہربانی سے مَیں اُس کے نام پر توجہ کرتا ہُوں۔ اور اس کے رحم سے مسرت کے گیت گاتا ہوں۔ عُمر بھر اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے اُس کا دھیان رکھو[11]

۲۔ گورو کا مسئلہ

گورو کے وسیلے سے نجات:۔ وُہ جو دُنیا کے جنجال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر گورو کے قدموں میں آپڑیں تو وُہ بچ جائیں گے[12]

[1] راگ گوڑی م ۵۔ سکھ منی ۱۷، ۳
[2] راگ ماجھ م ۵ شبد ۲۴، ۴
[3] دیکھو راگ ماجھ م ۵ شبد ۳۱، ۲
[4] دیکھو راگ ماجھ م ۵ شبد ۳۷، ۱، ۳
[5] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۱۴، ۴
[6] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۲۲، ۷
[7] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۲۲، ۸
[8] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۱۴، ۲
[9] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۱۴، ۱
[10] دیکھو سری راگ م ۵ پہرے پائے ۷
[11] راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۷ (معالف جلد ۳ صفحہ ۱۱۵)
[12] دیکھو سری راگ م ۵ شبد ۳، ۳

گورو نانک کہتا ہے۔ جب ہم ڈُوب رہے تھے۔ سچّے پادشاہ (گُورو) نے ہمیں بچایا۔
گورو کو دیکھکر اور اُس سے مل کر ہم اپنے دماغوں پر قابُو پالیتے ہیں اور گناہ دُور ہو جاتا ہے[1]
اے میرے دل گورو کا ہمسر کوئی نہیں۔ کوئی اور پناہ نہیں۔ گُورو تجھے سچے خُدا سے ملا دیگا۔
وُہ جس نے گُورو کو دیکھ لیا خوش قسمت ہے۔ وُہ جس کا دل گُورو کے پاؤں پر دھرا ہے۔ وُہ نصیب والا ہے۔ گُورو دیالُو ہے۔ وُہ طاقتور ہے۔ وُہ ہر جگہ موجود ہے۔ وُہ خُدا قادرِ مطلق ہے۔ گُورو ڈُوبتوں کو تیرا دیتا ہے۔ ہم گُورو کی تعریف کن الفاظ میں کر سکتے ہیں۔ جب کہ وُہ خود کام کرتا ہے اور دوسرں سے کام کراتا ہے[2]
سچّے گُورو نے مجھے سچّے نام کا خزانہ دیا ہے گُورو نانک کہتا ہے۔ اب دل میں اطمینان ہے[3]
مندرجہ بالا سطور سے ظاہر ہے کہ بعض اوقات لفظ گورو خُدا کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بعض اوقات انسانی گُورو کے لئے بعض موقعوں پر ایک طرح۔ اور بعض موقعوں پہ دوسری طرح استعمال ہوتا ہے۔ غالباً یہ سطور سب کی سب انسانی گورو کے متعلّق ہیں اور ان سے ظاہر ہے کہ کس طرح انسانی گورو کو خدُا کا اوتار ماننے کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔

نام کا مسئلہ

نوٹ:۔ جو اہمیّت اور معنی گُورو نانک کی تعلیم میں نام کے مسئلہ کے ہیں۔ وہی گورو ارجن کی تعلیم میں بھی ہیں۔
نام۔ تسلّی دیتا ہے۔ سری راگ م ۵ شبد ۱۶، ۲ + راگ ماجھ م ۵ شبد ۲۴، ۴ + راگ ماجھ م ۵ شبد ۲۸، ۳
آواگون سے رہائی بخشتا ہے۔ راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۷، ۱
دِلی مُدّعا حاصل کرنے کی قوت دیتا ہے۔ سری راگ م ۵ چنت ۲، ۱
خُوشی بخشتا ہے۔ راگ گوڑی م ۵۔ سُکھ منی ۱۶، ۶ + سری راگ م ۵ چنت ۳، ۵
پاکیزہ کرتا ہے۔ سری راگ م ۵ چنت ۳، ۵ + راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۱۵، ۷
مُعافی بخشتا ہے۔ راگ ماجھ م ۵ شبد ۳۸، ۲
آسودگی اور خوشنودی دیتا ہے۔ راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۳، ۶ + خطروں میں نگہبانی کرتا ہے۔ راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۱۴، ۱
دُکھ اور خوف اور تکلیف سے رہائی بخشتا ہے۔ راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۲۲، ۶، ۷
تشویش اور خود غرضی کے بندھنوں کو توڑ دیتا ہے۔ راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۲۲، ۷
آدمی مایا کے جال سے بچ جاتا ہے اگر وہ سچے نام کو یاد رکھے۔ دیکھو سری راگ ۵ شبد ۳، ۲
درد اور تکلیف اس شخص کو چھُو نہیں سکتے جس کا مددگار رہبری کا نام ہے۔ سری راگ م ۵ شبد ۶، ۳
جو ہری کے نام کا امرت پیتا ہے (یعنی جو خدا کی رُوح سے بھرپُور ہو جاتا ہے) اُس کی پیاس بُجھ جاتی ہے[4]

نام کے ذریعہ سے نجات

جن کے دلوں میں نام کا خزینہ ہے۔ ان کے ساتھ واسطہ پیدا کر کے ہم بھی بچ جائینگے۔

[1] سری راگ م ۵ پائی پلٹے ۹
[2] سری راگ م ۵ شبد ۲۰۔ ۱۔ ۴
[3] سری راگ م ۵ شبد ۲۸، ۲

غریبوں کو تیرا نام دولت ہے۔ جو بے خانماں ہیں۔ اُن کے لئے تیرا گھر ہے۔

راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۳، ۷ (ٹرمپ صفحہ ۳۸۳)

ہمیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں ہتھیار بھی نہیں بچا سکتے۔ لیکن "نام" پر دھیان کرنے سے ہمارا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ ہمارے راستہ میں بہت سی رُکاوٹیں ہیں۔ لیکن پھر ہمیں خدا (ہری) کا نام بچا لے گا۔ اگر ہم پیدا ہوں۔ بار بار مریں۔ نام پر دھیان کرنے سے ہمیں راحت ملیگی۔ اگر ہم نے گناہ کا میل نہ دھویا ہو اور تکبر (غرور) کی غلاظت کو پاک نہ کیا ہو۔ خُدا (ہری) کا نام سینکڑوں ہزاروں گناہوں سے ہمیں پاک کر دیتا ہے۔ اے میری رُوح محبت سے ایسے نام کا دچار کر۔ گورو نانک کہتا ہے۔ یہ سب ست سنگت سے حاصل ہوگا۔

راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۲، ۳

"نام" گناہ سے پاک کرتا ہے:۔ سادھو (نیک آدمی) نے مجھے نام کی دوا دی۔ میرے گناہ دُھل گئے۔ اور میں پاک ہو گیا۔ میں خُوش ہو گیا۔ میری سب تکلیف رفع ہو گئی۔ سب ایذا کافور ہو گئی۔

راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۷، ۲

اے رُوح جہاں ماں۔ باپ۔ بھائی۔ بہن۔ دوست (متر) اور بیٹا۔ کوئی ساتھ نہ دے سکے۔ وہاں "نام" تیرا ساتھی (رفیق) اور مددگار ہوگا۔ جہاں تجھے ملک الموت (کال) چکّی کی طرح پیس ڈالیگا۔ وہاں محض نام ہی تیرا ساتھ دیگا۔ جہاں تو چاروں طرف سے مشکلات میں گھِری ہُوئی ہوگی۔ تو ایک پل میں ہری نام تجھے بچا لیگا۔ نجات بہت سے نیک اور پسندیدہ کاموں سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔ لیکن ہری کا نام تیرے سینکڑوں بلکہ ہزاروں گناہوں کو دُور کر دے گا۔

اے میری رُوح نیک بن اور نام کا وچار کر۔ نانک یہی کہتا ہے۔ تجھے بہت راحت ملے گی۔

راگ گوڑی م ۵ سُکھ منی ۲، ۱

نام سے قوت اور مدد:۔ نام کا دچار کرنے سے میرے دل و جان میں از سرِ نو جان آ گئی۔ نانک کہتا ہے۔ اے مالک مجھ پر رحم کی نظر کر۔

راگ ماجھ م ۵ شبد ۲۹، ۴

نام تقدیر سے ملتا ہے:۔ اگر تیری تقدیر اچھی ہے۔ تو خُدا کے نام کا خزانہ تجھے یاد رہے گا۔ سری راگ م ۵ شبد ۱۵، ۲۔ اور دیکھو راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۵، ۳

نام کی ضرورت:۔ آدمی کے پاس بہت زمین اور دولت ہو۔ اُسے اقتدار حاصل ہو۔ وہ اپنے مدعا کی تحصیل میں عالی حوصلہ ہو۔ وہ سب کو زیر کر لے۔ لیکن بغیر نام کے وہ خاک ہے اور اس کی جاہ و حشمت سب خواب کی مانند ہیں۔

دیکھو سری راگ م ۵ شبد ۲۔

ست سنگت کے ذریعے نجات:۔

اے دوست! میرے پیارے متر سُن۔ ست سنگت تجھے ایک پل میں بچا لیگی۔ تیرے تمام گناہ مٹ جائیں گے۔ تُو پاک ہو جائیگا۔ آواگون کے بندھن ٹوٹ جائیں گے [۱]

خدا میرا دوست ہے۔ میرا متر ہے۔ اور میرا رفیق ہے۔ میں نے ست سنگت میں اُس کے نام پر دچار کیا ہے۔ ست سنگت کے وسیلے اس دُنیا کے سمندر کو عبُور کیا جا سکتا ہے اور موت کے جال سے رِہائی ہو جاتی ہے [۲]

ست سنگت میں بیٹھ کے خُدا کے نام کو یاد رکھ۔ پھر کاہلی اور بیماری سب دفع ہو جائے گی۔ [۳]

اے خدا تیری کِسی سے عداوت نہیں۔ راستباز پاک ہیں۔ اُن کے درشنوں سے سب گناہ دُھل جاتے ہیں۔ گورو نانک کہتا ہے۔ "نام" سے میں زندہ رہتا ہُوں۔ میرے وسوسے اور غلطیاں سب غائب ہو جاتی ہیں۔ [۴]

ست سنگت میں بیٹھنے کی برکت:۔

ست سنگت میں چہرہ نُورانی ہو جاتا ہے۔
ست سنگت میں سب مَیل دُھل جاتا ہے۔
ست سنگت میں غرور اور تنگ نظری کافور ہو جاتی ہے۔
ست سنگت میں سچا علم حاصل ہوتا ہے۔
ست سنگت میں خُدا کا قُرب حاصل ہوتا ہے۔
ست سنگت میں ہر فیصلہ ہوتا ہے۔
ست سنگت میں "نام" کا موتی ملتا ہے۔
ست سنگت میں انسان ایک خُدا کے لئے کوشش کرتا رہتا ہے۔

راستبازوں کی قدر و منزلت کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ گورو نانک

[۱] راگ ماجھ م ۵ شبد ۲۲، ۵
[۲] راگ ماجھ م ۵ شبد ۴۰، ۲
[۳] راگ ماجھ م ۵ شبد ۴۱، ۱
[۴] راگ ماجھ م ۵ شبد ۴۲، ۴

کہتا ہے۔ راستبازوں کی تعریف خدا سے حاصل ہوتی ہے۔[۱]

راحت راستبازوں کی سنگت سے ملتی ہے۔[۲]

پاکیزگی اور موت کے خوف سے رہائی نیک لوگوں کی صحبت میں حاصل ہوتی ہے۔[۳]

راستبازوں کی صحبت میں خدا (ہری) کا نام یاد رکھ۔ جنموں کی ناپاکی خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ سب جاتی رہے گی[۴]

راستبازوں کی صحبت میں رہنے سے خدا کا نام تیرے دل میں بسیگا۔ ہمارا عزیز مالک سخی ہے۔[۵]

گورو نانک یہ سکھاتا ہے۔ میرے پیارے خدا نے مجھے یہ سبق پڑھایا ہے کہ ست سنگت سے میرے شک اور میری غلطیاں نابود ہو جائینگی۔[۶]

نجات :-

خدا کے بندے اُس کے نام پر وچار کرنے سے بچ جاتے ہیں۔ گورو نانک کہتا ہے۔ میں ہمیشہ اُن پر قربان ہوں[۷]

خدا کی دولت جمع کرو۔ سچے گورو کی عبادت کرو۔ اور گناہ پر پھٹکار کرو۔

اُس خدا کو یاد رکھ جس نے تجھے پیدا کیا۔ اور تجھے حسن بخشا۔ پھر تو بچ جائے گا۔[۸]

اگر ایک آدمی شہوت۔ غضب اور دُنیوی مال و دولت کا غلام ہو۔ اگر وہ کمینہ اور لالچی ہو۔ اگر وہ گنہگار ہو اور اُس نے شریر آدمیوں کی طرح قتل کئے ہوں۔ اگر اُس نے کبھی کتاب نہ پڑھی ہو۔ کوئی بھجن نہ گایا ہو۔ اور

[۱] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۷-۱
[۲] سری راگ م ۵ شبد ۲،۱
[۳] سری راگ م ۵ شبد ۲،۴
[۴] سری راگ م ۵ شبد ۱۷،۱
[۵] سری راگ م ۵ شبد ۱۸،۲
[۶] سری راگ م ۵ چھنٹ ۲،۱
[۷] سری راگ م ۵ شبد ۲۱،۴
[۸] سری راگ م ۵ شبد ۲۵،۱ (مکالف جلد ۳ صفحہ ۱۰۶)

کوئی نظم نہ پڑھی ہو۔ حتٰے کہ ایسی چیزوں کو سُنا تک بھی نہ ہو۔ اگر ایسا آدمی خدائے مطلق کو یاد کر لے اور پل بھر اُس کے نام پر وچار کرلے۔ وہ بچ جائے گا۔[۱]

اگر اس کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت نہیں۔ تو وہ ہلاک ہوگا اور جہنم میں جائے گا[۲]

اے خدا تیرا نام امرت ہے۔

تیرا نام سُن کر مجھے انتہائی آزادی مل جاتی ہے[۳]

خدایا مجھے تیرے دیدار کی ایک جھلک کی آرزو ہے۔ نانک کہتا ہے کہ مجھے وہی بچا لے گی[۴]

نام کا وچار کرنے سے بہت سے گنہگار بچ جاتے ہیں[۵]

راستبازوں کا کلام سب سے اعلےٰ شاعری ہے۔ وہ انمول اور بے بہا ہیرے ہیں۔ وہ جو اُن کا کلام سُنتے ہیں اور اُس پر عمل کرتے ہیں۔ وہ خود بھی بچ جائیں گے۔ اور اوروں کو بھی بچا لیں گے[۶]

(اس سلسلے میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گورو ارجن نے بھی وہی تعلیم دی۔ جو گورو نانک نے پیش کی تھی۔ اُنہوں نے "ست سنگت" پر زیادہ زور دیا ہے)

۶۔ اعمال۔

اعمال سے نجات

اپنے ہاتھ سے خدا کے کام کر۔ اور اپنے کانوں سے اُس کی کہانی سُن۔ گورو نانک کہتا ہے۔ تب خدا کے دربار میں تیرا چہرہ نورانی ہوگا۔[۷]

۷۔ ذات۔

خدا میرا رفیق ہے اور گوپال (خدا) ہر حالت میں حاضر ہے۔ خدا اُونچ نیچ

[۱] سری راگ م ۵ اشٹ پدی ۴،۱
[۲] سری راگ م ۵ اشٹ پدی ۵،۱
[۳] راگ ماجھ م ۵ شبد ۲۳،۱ (مکالف جلد ۳ صفحہ ۱۱۸)
[۴] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۱،۱-
[۵] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۲،۳
[۶] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۲۲،۳
[۷] راگ گوڑی م ۵ سکھ منی ۱۴،۲

کی پرواہ کرتا ہے۔[1]

۸۔ تقدیر۔

اگر انسان کی تقدیر میں لکھّا ہو تو گورو کی دیا سے اُسے خدا مِل جاتا ہے۔[2]

ہر ایک انسان کی قسمت میں جو کچھ خدا نے لکھّا ہے۔ وہی ملتا ہے جس کی قسمت میں اُس نے راحت اور اطمینان لکھا ہو اُسے یہ مِل جاتے ہیں[3]

اگر انسان کی قسمت میں لکھّا ہو تو وہ گورو کا کلام سُنے گا اور گورو کے درشن اُسے ہوں گے[4]

جس کی قسمت میں لکھا ہو وہی خدا کی کاریگری کو پسند کر سکتا ہے۔[5]

جس کی قسمت اچھّی ہو اُسے ہی خدا کا نام ملتا ہے۔[6]

خدا کے ہی ہاتھ میں سب نعمتیں ہیں۔ اور جو کچھ پہلے سے قسمت میں لکھّا ہوتا ہے۔ اُس کے ہی مطابق انسان کو حصّہ مِل جاتا ہے۔

۹۔ تناسخ (آواگون)

"نام" کے گیان کی برکت اور "ست سنگت" کی برکت کے بیان میں ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں ایک بڑی بات آواگون سے رہائی ہے۔ گورو نانک کی تعلیم کی طرح گورو ارجن کی تعلیم بھی اسی خیال سے معمور ہے۔ آواگون میں پکّا اعتقاد۔ اور اُس کے رحم۔ اُس کی سنگت اور علم کے ذریعہ سے اُس رہائی کا امکان گورو ارجن کی تعلیم کی ایک بُنیاد ہے۔ جیسا کہ ہم پر واضح ہو گیا کہ نجات سے مقصود آواگون سے نجات ہے۔

جو اپنے آپ کو نیک کہتا ہے۔
مریگا اور پھر پیدا ہوگا۔ اور بہت دفعہ پیٹ میں پڑے گا[8]

1. راگ ماجھ م ۵ شبد ۹، ۳
2. دیکھو سری راگ م ۵ شبد ۱، ۱
3. دیکھو سری راگ شبد ۲، ۱
4. دیکھو سری راگ م ۵ شبد ۴، ۱ شبد ۲۸، ۳
5. سری راگ م ۵ شبد ۱۹
6. راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۵، ۳ (مکالف جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)
7. راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۱۵، ۷
8. راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۱۲، ۱ (مکالف جلد ۳ صفحہ ۲۲۴)

۱۰۔ ہندو رسُومات کے متعلق تعلیم۔

گورو نانک کی طرح ہمیں یہاں بھی روحانی قدر و منزلت کی اہمیّت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو چیزیں رسُوم اور بندھنوں کے ماتحت ہیں۔ وُہ بےکار ہیں۔

ہمیں ہمیشہ خدا کی نیک نامی اور خوبیوں کے گیت گانے چاہئیں جس میں ہزاروں لاکھوں اشنانوں کے پھل ہیں۔ زبان سے اُس کی تعریف کے گیت گاؤ۔ اُس کے برابر کوئی خیرات نہیں ہو سکتی[1]

ایک آدمی شاستر۔ چاروں وید اور سمرتیاں پڑھے اور اُنہیں ازبر کرلے سختیاں اُٹھائے۔ پالن کرے۔ وہ چھ فرائض (مقدس کتابوں کا پڑھنا۔ اُنہیں پڑھانا۔ قربانی کرنا۔ قربانی کرانا۔ خیرات کرنا۔ خیرات لینا) سے بھی دوگنی ریاضت کرے۔ عبادت کے طور پر اشنان کرے۔ اگر خدا تعالےٰ کی محبّت اُس کے دل میں نہیں تو وہ جہنم میں جائیگا[2]

چھ پرانوں کو پڑھنے۔ ماتھے پر تلک لگانے۔ تیرتھوں میں نہانے۔ سادھوؤں کے آسن لگانے اور جوگی بننے سے رُوح کو شانتی نہ ملے گی۔ بلکہ رُوح کے لئے شانتی تو گورو کی سنگت۔ اور اس کے وسیلے اور خدا کو دل میں قائم کرنے سے ملے گی[3]

سچّا فقیر وہ ہے جو خدا کی عبادت سے خوش ہوتا ہے۔ جو شریروں کی صحبت پر لات مارتا ہے۔ جس کے دل سے کدورت ڈھل چکی ہے جو سب کو خدا تعالےٰ سمجھ کر عبادت کرتا ہے۔ جو ست سنگت" میں آکر اپنے گناہوں سے رہائی حاصل کرتا ہے۔ جو ہمیشہ خدا کی خدمت کرتا ہے۔ جو محبت میں اپنا دل و جان خدا کو سونپ دیتا ہے۔ جس کے دل میں خدا بستا ہے درحقیقت ایسا فقیر خدا کو پاتا ہے[4]

۱۱۔ دولت۔

ایک آدمی دولت اکٹھی کرتا ہے۔ لوگ اُسے کوستے ہیں۔ وہ اپنا ایمان

1. سری راگ م ۵ شبد ۱۸، ۳
2. دیکھو سری راگ م ۵ اشٹ پدی ۱، ۵
3. دیکھو راگ ماجھ م ۵ شبد ۵، ۲، ۳، ۴
4. دیکھو راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۹، ۳

ایسی چیز کے سپرد کر رہا ہے۔ جو ہمیشہ اُس کے پاس نہ رہے گی۔ وہ دراصل خود غرض اور اپنی حسرتوں کا غلام ہے [1]

اگر کوئی انسان اس دُنیا کے کاروبار میں محو ہو وہ راستی کو نہیں پہچان سکتا اور وہ موت یعنی آواگون کے پنجہ میں ہے [2]

تو "میری - میری" کیوں کہتا ہے۔ اُس مالک کی تمنّا رکھ۔ جس نے یہ سب کچھ دیا ہے۔ کسی نہ کسی طرح تجھے ضرور یہاں سے کوچ کرنا ہے۔ یہ لاکھوں کروڑوں روپے یہیں چھوٹ جائیں گے [3]

اگر ایک آدمی کے پاس جاہ و حشم۔ مرتبہ۔ عیش و نشاط۔ خوبصورت باغ اور مسرّت کا ہر سامان موجود ہو۔ اگر اُس نے خدا کو یاد نہ رکھا ہو۔ تو وہ دوسرے جنم میں سانپ ہوگا [4]

اگر ایک آدمی کے پاس روپیہ ہو۔ تو فوراً اور روپیہ ڈھونڈنے لگتا ہے وہ وہ کبھی سیر نہیں ہوتا۔ مایا کا موہ اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ گو اُسے دُنیا کی گوناگوں راحتیں حاصل ہوں۔ اُس کا جی نہیں بھرتا۔ جو کچھ وہ کرتا ہے۔ سب بیکار ہے۔ اُس کے منصوبے خواب ہیں۔ محض "نام" کی خوشی سے ہی راحت اور صبر حاصل ہوتے ہیں [5]

خدا کے بندوں کو اصلی دولت اور خزانہ خدا ہی ہے [6]

گورو نانک کی طرح گورو ارجن کے دل میں ایک خاص پیغام کے سرانجام دینے کا پکّا خیال تھا۔

میں نے گورو کے درشن کئے ہیں۔ اور میں خدائے واحد کو جانتا ہوں میرے دل میں اس کے علاوہ اور کوئی شے نہیں ہے۔ خدا نے مجھے یہ کام کرنے کو دیا ہے۔ اے خدا جس طرح تجھے بھلا لگتا ہے۔ اسی طرح اُسے ترقی دے [7]

---

[1] دیکھو سری راگ م ۵ شبد ۱، ۳۔

[2] سری راگ م ۵ شبد ۴، ۱۔

[3] سری راگ م ۵ شبد ۲۲، ۳ (ٹرمپ صفحہ ۷۱)

[4] سری راگ م ۵ اشٹ پدی ۱، ۶۔

[5] دیکھو راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۱۲، ۵۔

[6] راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۲، ۷

[7] سری راگ م ۵ پائی پائے ۳

جو کچھ خدا مجھے کہتا ہے۔ میں وہی کچھ کہتا ہوں۔ مجھے تجھ پر بھروسہ ہے۔ کیا تو مجھے اپنے آپ سے ملا لے گا؟ [1]

اُنہیں یہ عقیدت بھی تھی۔ کہ اپنے پیغام کی بنیاد تجربہ پر رکھیں

ہمیں خدا (گوبند) کی تعریف کے گیت گانے چاہئیں۔ وہی ایک ہے۔ جو گناہ کو کھو سکتا ہے۔ خدا (ہری) کے نام کے بغیر کوئی راحت نہیں۔ یہی میں نے دیکھا ہے۔ اور یہی سمجھا ہے۔ جو سچے دل سے خدا کی حمد میں محو ہیں۔ اُنہوں نے اس دُنیا کے ساگر کو پار کر لیا ہے۔ (وہ بچ گئے ہیں) [2]

اے پیارے خدا میں تجھے کیونکر مل سکتا ہوں؟

خدا راستبازوں کی سنگت میں مل سکتا ہے۔

گورو نانک کہتا ہے۔ خدا میری رُوح کا سہارا ہے۔

سری راگ م ۵، ۳، ۱۰

سنتوں نے مجھے ہری کو پانے کے راستے پر ڈالا ہے۔

راگ ماجھ م ۵ شبد ۱۴، ۴ (ٹرمپ صفحہ ۱۴۰)

انسان کا گورو وہی ہو سکتا ہے۔ جس کا غرور ست سنگت میں رہ کر مٹ چکا ہو۔

راگ گوڑی م ۵ سُکھمنی ۳، ۶

---

[1] سری راگ م ۵ پائی پائے ۱۴

[2] سری راگ م ۵ شبد ۱۶، ۲

باب ششم
گورو گوبند سنگھ کی تعلیم

مطالعہ سے ہم پر واضح ہوگا۔ کہ گورو گوبند سنگھ کا خیال تھا کہ ان میں گورو نانک صاحب کی رُوح موجود ہے (وہ کہتے ہیں کہ گورو نانک نے اپنے چیلوں کو مسرّت عطا کی۔ اور اِس دُنیا و آخرت میں ان کی مدد کی۔ اُس نے کل یگ میں مذہب کو قائم کیا۔ اور سب نیک آدمیوں کو راستہ دکھایا) جو گورو نانک کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ وہ گناہ کے عذاب سے رہا ہو جاتا ہے۔ جو اس کا مذہب اختیار کرتے ہیں۔ خدا ان کی زندگی سے گناہ اور دُکھ علیحدہ کر دیتا ہے) وہ کہتے ہیں۔ نانک نے گورو انگد کے جسم میں مجسم ہو کر اپنے مذہب کی اشاعت کی۔ اُس کے بعد نانک امر داس کہلائے۔ اور یہ سلسلہ گویا ایک بتّی سے دُوسری بتّی روشن کرتا ہے۔ پس رام داس گورو کہلائے۔ نانک صاحب نے گورو انگد کے بدن میں عزت پائی۔ لوگوں نے گورو انگد کو گورو امر داس کی صورت میں پہچانا۔ امر داس رام داس ہو گئے۔ جو صاحبِ بصیرت تھے اُنہوں نے یہ دیکھا۔ لیکن جو کورِ باطن تھے۔ اُنہوں نے خیال کیا۔ کہ یہ چاروں علیحدہ علیحدہ ہستیاں تھیں۔ لیکن جو سمجھتے تھے۔ کہ ایک ہی ہیں اُنہوں نے کمالیت حاصل کی۔ رام داس خدا سے ملے۔ اور اُنہوں نے گورو ارجن کو گورو بنایا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس سے ہم پر عیاں ہو جاتا ہے کہ سکھوں کا عقیدہ کیا تھا۔ دس گورو تھے اور دس شخصیتیں تھیں۔ مگر رُوح ایک تھی۔ یعنی گورو نانک صاحب کی رُوح۔ اِس لئے سکھ یہ نہیں مان سکتے۔ کہ گوروؤں کی تعلیم میں کوئی فرق ہے۔ سب کی تعلیم گورو نانک سے ملتی ضرور ہے۔ البتہ آدائیں دس ہیں۔ رُوح ایک ہے۔ تعلیم ایک ہے (گورو گوبند سنگھ اپنی بُلاہٹ اور اپنے کام کی بابت کہتے ہیں)

(جب خدا نے مجھے کلام دیا۔ میں اِس کل یگ میں پیدا ہوا۔ میں دُنیا میں آنا نہیں

چاہتا تھا۔ کیونکہ میری توجہ خدا کے پاؤں پر تھی) خدا نے کمال متانت سے مجھے سمجھایا۔ اور مندرجہ ذیل احکام دے کے مجھے اس دُنیا میں بھیجا۔ یعنی جب میں نے یہ دُنیا پیدا کی۔ میں نے پہلے دیو اور بھوتوں کو پیدا کیا۔ جنہوں نے اپنے آپ کو طاقتور سمجھ کر میری عبادت چھوڑ دی۔ میں نے طیش میں آکر اُن پر عذاب نازل کیا۔ وہ تباہ ہو گئے۔ بعد ازاں میں نے دیوی دیوتاؤں کو پیدا کیا۔ وہ اپنے لئے نذرانے قبول کرنے اور اپنی عبادت کرانے میں مشغول ہو گئے۔ مہادیو نے اپنے آپ کو پرمیشور کہلوایا۔ وشنو نے بھی یہ آوازہ بلند کیا۔ کہ میں پرمیشور ہوں۔ اِسی طرح باقی دیوتاؤں نے بھی یہی ڈینگ ماری۔ دُنیا کے بعض لوگوں نے سورج اور چاند کی پرستش شروع کی۔ بعض نے ایک پتھر کو ہی خدا سمجھ لیا۔ دُنیا میں عناد۔ جھگڑے اور تکبر کے سوا کچھ نہ رہا۔ سو وہ اپنے اپنے فرقے قائم کرنے لگے۔ لوگوں نے مقدس کتابیں مثلاً وید۔ سمرتیاں لکھیں۔ لیکن وہ صداقت سے خالی تھیں۔ تب میں نے دُنیا میں رشیوں، اوتاروں اور نبیوں مثلاً گورکھ، رامانند اور محمدؐ کو بھیجا۔ لیکن کسی نے انسان کے دل میں سچا نام نہ ڈالا۔ پس خدا نے گوبند سنگھ صاحب کو کہا۔ کہ میں نے تمہیں اپنے بیٹے کی طرح پرورش کیا۔ اور میں نے تمہیں اِس لئے پیدا کیا۔ کہ میرے مذہب کو پھیلاؤ۔ پس دُنیا میں جا کے میرا مذہب پھیلاؤ۔ اور انسان کو حماقت سے باز رکھو۔ پھر وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کے دست بستہ عرض کی کہ اگر تیری مدد دستگیر ہے تو تیرا مذہب دنیا میں پھیل جائے گا۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ سمجھ گئے کہ خدا نے اُنہیں ایک خاص پیغام دے کے بھیجا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا خیال تھا کہ سکھ مذہب باقی سب مذاہب سے مختلف اور بہتر ہے۔ لیکن وہ خاص تعلیم دیتے ہیں۔ کہ مبادا لوگ اس کی اپنی عبادت شروع کر دیں۔ اُنہیں پتہ تھا کہ ہندوستان میں اور بالخصوص ہندوؤں میں یہ ڈر ہے کہ وہ نیک اور متقی لوگوں کی موت کے بعد اُن کی پوجا شروع کر دیتے ہیں۔ گورو گوبند سنگھ وچتر ناٹک میں فرماتے ہیں۔ کہ اس لئے خدا نے مجھے دُنیا میں بھیجا (یعنی سچے مذہب کی اشاعت کے لئے) تب میں پیدا ہوا اور دُنیا میں آیا۔ جب خدا مجھے کچھ کہتا ہے۔ وہی پیغام میں لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں۔ میں کسی سے دشمنی نہیں رکھتا وہ لوگ جو مجھے پرمیشور یا خدا کہتے ہیں وہ دوزخ میں جائینگے۔ مجھے صرف خدا کا خادم سمجھو۔ بیشک میں خدا کا خادم ہوں۔ جو کچھ خدا نے مجھے بتایا ہے۔ وہی کچھ میں دُنیا کے لوگوں کو بتاتا ہوں۔ اور دُنیا کے لوگوں کا ڈر میری زبان کو بند نہیں کر سکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ اُنہیں الہام ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ وہ براہِ راست خدا کی طرف سے اُنہیں پہنچا ہے۔

پھر اسی طرح گورو گوبند سنگھ اپنے ارادوں کو بیان کرتے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ مذہبی لباس سے میرا اطمینان نہیں ہوتا۔ مَیں پتھروں کی پرستش نہیں کرتا۔ مَیں پرمیشور کے نام کے گیت گاؤں گا۔ اور اس طرح اس کو حاصل کرونگا۔ خدا کے سوا میری نظروں میں کوئی نہیں جچتا۔ جو کچھ اُس نے مجھے بتایا۔ مَیں وہی کرونگا۔ مَیں اسی نام کا وِرد رکھونگا۔ جس نام سے ہر مقام اور ہر جگہ پر فلاح ہے۔ میری زبان پر کسی اور کا نام نہ ہوگا۔ مَیں ازلی و ابدی خُدا کے نام سے لَو لگاؤنگا۔ اور اس کا نُور حاصل کرونگا۔ مَیں پرمیشور کے نام سے لَو لگا کر دُنیا سے بیشمار گناہوں کا ازالہ کروں گا۔ خدا نے جو سب سے بڑا گورو ہے۔ مجھے دُنیا میں مذہب کو پھیلانے کیلئے اور اُس کا بول بالا کرنے کیلئے بھیجا ہے مَیں اس واسطے دُنیا میں آیا کہ چپّہ چپّہ پر سچّے مذہب کو پھیلاؤں اور ظالموں اور گنہگاروں کو پکڑ کے صفحۂ ہستی سے نابود کردوں"۔ اے نیک لوگو! یہ سمجھ لو کہ مَیں اس مقصد کو لے کر پیدا ہُوا کہ سچے مذہب کو پھیلاؤں۔ نیکوں کی حفاظت کروں۔ ظالموں اور ستانے والوں کو چُن چُن کے برباد کر دُوں"

میرے کام میں نمائش کا نام نہ ہوگا۔ خُدا کا نام میری زبان پر ہوگا۔ اور میری سب مرادیں بر آئیں گی۔ جو لوگ مذہبی کپڑے پہنتے ہیں وُہ حقیقت سے کوسوں دُور ہیں۔ اے انسان یہ سمجھ لے کہ تُو خدا کو ریا اور نمائش سے حاصل نہیں کرسکتا۔ جن کے اعمال ریا اور دکھاوے پر مبنی ہیں۔ وُہ آخرت میں نجات کے وارث نہ ہونگے۔ جو اپنے دِل پر قابُو رکھتے ہیں وہی پرمیشور کو پہچان سکتے ہیں"۔ (گورو گوبند سنگھ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ مذہبی کتابوں سے مَیں نے اپنا پیغام نہیں سیکھا۔ بلکہ میری باتیں براہِ راست خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہیں۔ وُہ کہتے ہیں۔ کہ "جب مجھے تیری لگن لگی ہے۔ کسی اور کی طرف میری توجہ نہیں پھرتی۔ رام کے پُران ہیں۔ رحیم خُدا کے قرآن میں جو مختلف خیالات ہیں۔ مَیں نے اُنہیں قبول نہیں کیا۔ سمرتی شاستروں میں اور ویدوں میں مختلف تعلیم ہے۔ مگر مَیں اُس کا معتقد نہیں۔ اے پاک خُدا یہ تیری ہی عنایت ہے۔ کہ مَیں اپنی طرف سے باتیں نہیں کرتا۔ بلکہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ تُو نے ہی کہا ہے)

خُدا کے متعلّق گورو گوبند سنگھ کی تعلیم

گورو گوبند سنگھ کہتے ہیں کہ خُدا گورو ہے۔ وُہ فرماتے ہیں کہ خدائے واحد کی عبادت کرو۔ جو سب کا گورو ہے۔ یہ سمجھو کہ اُس کی شکل ایک ہے۔ اور وہ ایک ہی نُور ہے

جو سب میں چمکتا ہے"۔ جب وہ اپنی ذات بیان کرتے ہیں تو وہ خدا کو گورو کہتے ہیں۔ وہ خُدا کو دوست بھی کہتے ہیں۔ جس کی حفاظت وہ دوست کرتا ہے۔ دشمن اُس کا بال بیکا نہیں کر سکتے"۔

خُدا کا رحم:- گورو گوبند سنگھ اکثر تعلیم دیتے ہیں۔ کہ خُدا رحیم ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ وُہ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ خدا لڑائی میں سکھوں کی حفاظت کریگا۔ لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ گورو گوبند سنگھ یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ خُدا دُشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ لیکن یہ گورو نانک اور گورو ارجن کی تعلیم میں نہیں پایا جاتا (آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ گورو ارجن نے مصیبت کے سخت لمحہ میں بھی مسلمان پیر کو دشمنوں کی ہلاکت کے لئے دُعا کرنے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن گورو گوبند سنگھ کی تعلیم میں یہ پایا جاتا ہے۔ کہ خُدا دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ نیز وہ خُدا کے اِس سلوک کو اچھا سمجھتے ہیں۔) گورو گوبند سنگھ فرماتے ہیں۔ کہ خُدا ہمیشہ غریبوں اور بے نواؤں کی پرورش فرماتا ہے۔ نیکوں کو بچاتا ہے۔ اور دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ پرندے۔ جانور۔ پہاڑ سانپ۔ شاہ و گدا۔ سب اُسی سے روزی حاصل کرتے ہیں۔ وہ غریبوں پر رحم فرماتا ہے۔ اُس کا رحم سمندر کی طرح بے پایاں ہے۔ وُہ لوگوں کے گناہ دیکھتا ہے۔ مگر برکتیں عطا کرنے سے نہیں تھکتا۔ اے انسان کیوں تنگ کرتا ہے؟ خُدائے قادر تیری خود نگہبانی کرے گا۔ اے خُدا تو شاہوں کا شاہ ہے۔ تو غریبوں پر رحم کرتا ہے اور عاجزوں کی پرورش کرتا ہے۔

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ خُدا لوگوں کی ہر طرح مدد کرتا ہے۔ وُہ اُنہیں بیماری سے بچاتا ہے دُکھ سے محفوظ رکھتا ہے۔ پانی میں رکھوالی کرتا ہے یعنی اُنہیں ڈوبنے نہیں دیتا۔ بھُوتوں کے خلاف اِن کی حفاظت ہے۔ جب دشمن ہمیں ایذا پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وُہ ہمارے بدن پر انگلی تک نہیں لگا سکتے۔ وُہ ہم پر ہاتھوں چھاؤں کرتا ہے۔ تاکہ گناہ کی فوج ہمارے نزدیک نہ پہنچ سکے۔

گورو گوبند سنگھ کے خُدا کے مُتعلّق خیال:- گورو گوبند سنگھ نے خُدا کے لئے نئے نئے نام چُنے مثلاً اکال (غیر فانی) سرب لوہ (اصل فولاد) مہا لوہ (فولادِ اعظم) سرب کال (مالکِ ممات) مہا کال۔ اسدھوج۔ اسیکتو۔ کھڑگ کیتو (جس کے جھنڈے پر تلوار ہے۔) اسیپانی (جس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ ان خیالات سے صاف ظاہر ہے کہ گورو گوبند سنگھ اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ لوگ لڑائی میں شامل ہوں۔ نیز یہ کہ خُدا چاہتا ہے کہ میرے

بندے لڑیں۔ لڑائی کے متعلق باتوں پر گورو گوبند سنگھ نے خاص زور دیا۔

جب ہم اُن کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خواہش تھی کہ اُن کے چیلوں میں لڑنے کا جوش پیدا ہو اور اس میں ترقی ہو پس اسی بنا پر اُنہوں نے یہ تعلیم دی۔ کہ خدا ایک جنگجو خدا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ اُس کے بندے لڑنے کے لئے تیار ہوں۔ گورو گوبند سنگھ یہ بھی تعلیم دیتے ہیں کہ جنگ میں خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔ اور اُس کی مدد لازم ہے۔ (وہ فرماتے ہیں۔ تجربہ کار سپاہی گو رستم زماں ہی کیوں نہ ہو۔ سامان کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ ہتھیار بکثرت ہوں مگر خدا کی عنایت کے بغیر یہ سب کچھ ہیچ ہے) گورو صاحب یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ خدا ہتھیار استعمال کرتا ہے وُہ دُشمنوں کو بہت ہی ستانے والا ہے۔ وہ جنگ میں غالب آنے والا ہے ایک مقام پر گورو صاحب خدا کو "تلوار" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ "اخلاص و صدق دلی سے پاک تلوار کے سامنے سر جھکاتا ہوں"۔ تو ملکوں پر غالب آنے والا ہے۔ تو گناہگاروں کی افواج کو ہلاک کرنے والا ہے۔ میدان جنگ میں تو بہادروں کو عزت دیتا ہے۔ دُنیا کے خالق کی جے۔ شافع مخلوق کی جے۔ "تلوار کی جے"۔ اس مضمون پر گورو نانک اور گورو گوبند سنگھ کی تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ ہم دیکھتے کہ گورو نانک کی تعلیم میں کوئی بھی ایسی بات مثلاً خدا کو "تلوار" کے نام سے یاد کرنا۔ یا اسے جنگجو کہنا۔ یا یہ کہ لڑنے والے اُسے عزیز ہیں۔ ہمیں نہیں ملتی۔ لیکن گورو گوبند سنگھ کی تعلیم میں یہ خاص امتیاز ہے۔ آگے چل کر ہم دیکھیں گے کہ گورو صاحب نے جنگ کے متعلق اور کیا تعلیم دی۔

ہندوؤں کی ایک کتاب ہے جس کا نام وشنو سہنسر ہے۔ اسی طرح گورو گوبند سنگھ نے ایک نظم بنائی جس کا نام "جپ جی" ہے۔ جس میں سکھوں کے لئے خدا کے اتنے نام دیئے جاتے ہیں۔ اس میں گورو صاحب کہتے ہیں۔ کہ خدا کا کوئی نشان۔ کوئی رنگ۔ کوئی ذات۔ کوئی شکل۔ کوئی لباس نہیں۔ اُسے کوئی ہرگز بیان نہیں کر سکتا۔ وہ نڈر اور چمک دار ہے۔ اُس کی قوت بے پایاں ہے۔ وہ بادشاہوں کا بادشاہ اور لاکھوں اندریوں کا بادشاہ ہے۔ وہ ترلوکی (تین عالم) کا بادشاہ ہے۔ یعنی دیوی دیوتاؤں۔ بھوتوں اور آدمیوں کا حاکم ہے۔ اے خداوند تیرے سارے نام کون بتا سکتا ہے (عقلمندوں نے تیرے کاموں کے مطابق تیرے نام رکھ دیئے ہیں۔) گورو گوبند سنگھ

خدا کے بارے میں یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا دلوں کو سدھارنے والا ہے۔ وہ سب روحوں کی روشنی میں موجود ہے۔ وہ ابدی ہے۔ اُس کے ارادے اٹل ہیں۔ وہ سب کا خالق ہے۔ اور سب کو فنا کرنے والا ہے۔ وُہ رنج۔ بیماری اور گناہ کو دُور کرتا ہے جو سچے دل سے اُس کے متعلق سوچتا ہے۔ وُہ موت سے رہا ہو جائیگا۔

(خدا دُنیا کا حافظ بھی ہے اور ہلاک کرنے والا بھی ہے۔ وُہ غریبوں پر رحم کرتا ہے۔ مگر دشمنوں کو سزا دیتا ہے) خدا دُنیاوی محبت غضب۔ کینہ۔ حسد۔ جزا اور سزا سے بالاتر ہے۔ وہ غلطی اور ذات پات سے برتر ہے۔ اُس کا کوئی دشمن۔ کوئی دوست کوئی ماں کوئی باپ نہیں۔ اُس کا کوئی بیٹا۔ کوئی بیوی نہیں وہ بیان سے باہر ہے۔

گورو گوبند سنگھ ہندوؤں کی سی تعلیم دیتے ہیں۔ مثلاً خدا ہر جگہ موجود ہے۔ اور ہر چیز میں موجود ہے۔ (وہ فرماتے ہیں۔ کہ خدا ہر جگہ کا بادشاہ ہے۔ وہ جنگلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اُس کا جلال ہر جگہ پر پھیلا ہوا ہے۔ جہاں ہم دیکھتے ہیں۔ اُس کا جلال ظاہر ہے۔ وہ درختوں میں ہے۔ پرندوں اور جانوروں میں موجود ہے۔ خدا پانی میں ہے۔ اور زمین میں بھی وہی ہے۔ وُہ دل میں ہے۔ اور جنگل میں ہے۔ وُہ پہاڑ میں ہے اور غاروں میں بستا ہے۔ وُہ دُنیا میں بھی ہے۔ اور آسمان میں بھی سمایا ہوا ہے۔

خدا سے آدمی کا تعلق:۔ گورو گوبند سنگھ اپنے آپ کو خدا کا بندہ کہتے ہیں۔ اور یہ خیال اُنہوں نے اسلام سے لیا ہوگا۔ وہ کہتے ہیں "سب دروازے چھوڑ کر میں تیرے در پہ پڑا ہوں۔ تو نے میرے بازوؤں کو پکڑ لیا ہے۔ اور میری حفاظت کرنا تیری عظمت ہے۔ گوبند تیرا بندہ ہے"

نجات۔ گورو گوبند سنگھ کی تعلیم:۔ (گورو گوبند سنگھ فرماتے ہیں۔ کہ نجات کے حصول کے لئے خدا پر ایمان اور اُس سے محبت رکھنے کی ضرورت ہے اُس کے متعلق علم کا حصول لازمی ہے۔ اُس کے نام کو اپنی زبان سے دُہرانا بھی ضروری ہے۔ نیز اُس کے نام کا جاپ اور گورو بنانا بھی ضروری ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی خاص طریقہ نہیں۔ گورو نانک کی طرح گورو گوبند سنگھ بھی ہندوؤں کے رسم و رواج اور تیرتھ یاترا کو فضول سمجھتے ہیں۔ اُنہوں نے بھی روحانی ریاضت پر زور دیا۔ بالخصوص وُہ خدا سے محبت رکھنے پر زور دیتے ہیں۔

(وُہ کہتے ہیں کہ کیا سچی محبت کے نُور کے بغیر کِسی نے خُدا کو حاصل کیا؟)(جس نے
خُدا سے دلی محبّت کی اُس نے خُدا کو حاصل کیا) (کیا کِسی نے محبّت کے بغیر خُدا کو
خُوش کیا۔اے نیک لوگو! سنو۔جو محبّت کے ساتھ تلاش کرتے ہیں) وُہ خدا کو
حاصل کرتے ہیں۔(وُہ برہمنوں کے بارے میں یُوں کہتے ہیں۔اے لوگو! تم چہرے
پہ راکھ لگا کے اِدھر اُدھر پھرتے ہو۔تُمہیں شرم نہیں آتی؟ تم کِسی کام میں
کامیاب نہیں ہوتے۔خُدا سے محبّت کئے بغیر تُم اُسے حاصل نہیں کر سکتے۔)
(نجات حاصل کرنے کے لئے خُدا میں ایمان رکھنے کی ضرورت ہے)۔(گورو صاحب
فرماتے ہیں۔کہ اگر کوئی شخص دُنیاوی خواہشات کا بندہ ہو۔اور دولت جمع کرنے
کی لَو لگی ہو۔وُہ خُدا میں ایمان نہیں رکھتا تو وہ خُدا کو کِس طرح حاصل کر سکتا
ہے۔) (اگر کوئی شخص نفسانی جذبات اور غُصہ کا محکُوم ہے۔تو ایمان کے بغیر
کس طرح خُدا کو حاصل کر سکتا ہے)

اگر ہم نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو خُدا کے متعلّق عِلم ضروری ہے۔(الٰہی
علم کے حصول کے بغیر بیوقوف لوگ دوزخ کے بھنور میں غرقاب ہو جاتے ہیں۔
اور ایمان کے بغیر اُس کا حصُول محال ہے) جو دُنیاوی خواہشات سے مغلُوب ہو کر
کٹھ پتلی کی طرح ناچتا ہے۔اگر اُسے خُدا کے متعلق کچھ پتہ نہیں۔تو وُہ بہشت میں
کہاں جا سکتا ہے۔کتنے ہی لوگ گنگا کے نزدیک بستے ہیں۔کتنے مکّہ مدینہ میں
آباد ہیں۔کتنے فقیر اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔کتنے اپنے جسم میں چھُریاں گھونپتے
اور تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔لیکن چونکہ عرفانِ الٰہی سے خالی ہیں۔پس وُہ دوزخ کا ایندھن ہونگے)

خدا کے نام پر غور کرنے اور اُسے بار بار دُہرانے کی ضرورت ہے

(گورو صاحب فرماتے ہیں کہ لوگ سینکڑوں تیرتھوں
کا اشنان کرتے ہیں۔روزہ رکھتے ہیں۔بہت سی
نذریں گذرانتے ہیں۔لیکن خدا کے نام کے بغیر (جو غریبوں پہ رحم کرتا ہے) وُہ
موت کے پنجوں میں پھنس جاتے ہیں۔) (دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ ایک
فاحشہ (کسبی) نے خُدا کے نام کی عبادت کر کے نجات حاصل کی۔وہی نام
میرا سہارا ہے اور اُسی پہ مَیں غرور کرتا ہُوں۔وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ
ایک خُدا کے نام کے بغیر سب مذہبی رسومات ہیچ ہیں۔) (لیکن ایک جگہ وُہ
یُوں بھی کہتے ہیں کہ اگر خُدا کا نام بار بار لینے سے کوئی خدا کو حاصل
کر سکے تو ایک پرندہ ایسا ہے جو "تُو ہی تُو ہے" پکارتا ہے۔تو معلُوم
ہوا کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ بار بار نام لینے سے کوئی فائدہ نہیں
کیونکہ پرندے بھی ایسا کرتے ہیں۔عبادت سے نجات حاصل ہو سکتی ہے وُہ کہتے ہیں کہ پتھروں

کی عبادت کیوں کرتے ہو۔خُدا پتھروں میں نہیں ہے۔(خُدا کی عبادت کرو۔کیونکہ
عبادت سے تمہارے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔
(گورو گوبند سنگھ کی تعلیم میں گورو نانک کی یہ تعلیم پائی جاتی ہے۔کہ نجات خُدا
کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔وُہ خدا کو نجات دہندہ کہتے ہیں۔اور یہ بھی
کہتے ہیں۔کہ خُدا کی حفاظت میں اصلی نجات ہے۔گورو گوبند سنگھ بھی گورو
نانک کی طرح یہی تعلیم دیتے ہیں کہ نجات گورو کے وسیلے سے ملتی ہے) وُہ کہتے
ہیں۔کہ جو گورو کی طرف دھیان نہیں لگاتے اُن کے گھر اِس دُنیا اور اگلی دُنیا میں
برباد ہوں گے۔جو گورو کی خدمت چھوڑ بیٹھتے ہیں اُنہیں ہمیشہ کے لئے رنج اور
دھوک لاحق ہو جائینگے۔وُہ اس دُنیا میں کامیاب نہیں ہونگے۔وُہ دوزخ میں جائینگے۔
جو گورو کے پاؤں سے محبّت رکھتے ہیں اُن کے سایوں تک سے گناہ اور مصیبت نہ چھوئینگے

جنگ کے بارے میں گورو گوبند سنگھ کی تعلیم

ہم دیکھ چکے ہیں۔کہ گورو گوبند سنگھ کے خدا کے عقیدہ کے پہلُو بہ پہلو جنگ کی تعلیم
ہے۔اگر ہم سمجھیں کہ خدا جنگجو اور جابر ہے۔نیز اس سے محبت رکھنے والے بہادر لڑاکے
ہوں۔تو ہماری تعلیم پر بھی اس کا اثر ضرور ہو گا۔(گورو گوبند سنگھ فرماتے ہیں۔کہ
دنیاوی زندگی میں مبارک ہیں وُہ لوگ جن کے ہونٹوں پہ خدا کا نام ہے اور جن
کے دلوں میں لڑائی کا دھیان ہے) ایک جگہ وُہ دُعا کرتے ہیں کہ خدایا میرے
تمام دشمنوں کو ہلاک کر۔میرے دُشمنوں کو چُن چُن کے مار۔اے وہ کہ جس کے
جھنڈے پہ تلوار ہے۔میری حفاظت کر۔مَیں صرف اُس خُدا کی عبادت کرتا
ہوں۔جو اپنے نوکروں کو الٰہی صفات سے متصف اور مسرّت سے مالا مال کرتا
ہے۔اور جو اُن کے دشمنوں کو آناً فاناً ہلاک کر ڈالتا ہے۔اے خُدا اب میری
حفاظت کر۔جو میرے چیلے ہیں اُنہیں بچا اور جو میرے چیلے نہیں ہیں۔اُنہیں ہلاک کر۔)

بُت پرستی کے بارے میں گورو گوبند سنگھ کی تعلیم

جس طرح گورو نانک نے بُت پرستی کے برخلاف تعلیم دی۔اُسی طرح گورو گوبند سنگھ
نے بھی اس کے برخلاف تعلیم دی (نہ صرف بُت پرستی کے بلکہ ہندوؤں کے سارے
رسم و رواج کے برخلاف تعلیم دی) (گورو نانک کی طرح گورو گوبند سنگھ بھی
روحانی باتوں پر زیادہ زور دیا کرتے تھے۔اور ریاکاروں سے نفرت کیا کرتے
تھے) وُہ کہتے ہیں۔کہ تُم کیوں پتھروں کی پُوجا کرتے ہو۔کیا اُن سے تمہیں کچھ ملیگا
بھی؟ اس کی عبادت کرو۔جس کی مدد سے تمہارے کام پورے ہونگے۔اور جس کا
نام لینے سے تمہاری سب اُمیدیں بر آئینگی (بعض کہتے ہیں کہ یہی خدا ہے۔اور بعض کہتے

ہیں۔ کہ خُدا ہندوؤں کے مندر میں ہے۔ بعض یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وُہ مسلمانوں کی مسجد میں ہے۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ رام خُدا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کرشن۔ لیکن مَیں جانتا ہوں۔ کہ دُنیا کا خالق اصلی خُدا ہے)۔ ہم خُدا کی عبادت کرتے ہیں۔ کیونکہ عبادت کے ذریعے نجات ملیگی۔ خُدا کے قدموں پر گر جاؤ۔ پتھر میں جو احساس سے خالی ہے خُدا نہیں بستا۔ جھوٹے مذہب میں فائدہ نہیں۔ پتھروں کی پوجا میں لاکھوں سال ضائع ہو گئے ہیں۔ پتھروں کو ہاتھ لگانے سے کس طرح کمالیّت حاصل ہو سکتی ہے۔ اے بیوقوفو تم نے خُدا کی عبادت نہ کی۔ پس تمہاری زندگی بے فائدہ بسر ہوئی۔ اگر تم ہزاروں سال پتھر کے سامنے توبہ کرو۔ وُہ تمہارا کچھ بھی نہ بنا سکیگا۔ اے بیوقوف وُہ ہرگز اپنا ہاتھ تمہیں کچھ دینے کے لئے نہ اُٹھائیگا۔ پس تم اس پتھر پر کہاں تک بھروسہ رکھ سکتے ہو۔ جب مصیبت پڑے گی تو کیا وُہ تمہیں بچانے کے لئے آئیگا۔ اے نادان اور سرکش اِنسان اپنے جھوٹے مذہب اور وہاں سے توبر باد ہو جائیگا۔ وُہ رسم و رواج کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ لوگ تیرتھوں میں اشنان کرتے ہیں۔ دان کرتے ہیں۔ پرہیزگار بنتے ہیں۔ اور خاص رسومات پر کاربند ہوتے ہیں۔ مَیں نے ہزاروں آدمیوں کو دیکھا جو روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے نام کے بغیر اور اس کی محبّت کے بغیر بادشاہ بھی ہیچ ہیں۔ کیا فائدہ اگر ہم دونوں آنکھیں بند کر کے بگلے کی طرح سوچتے رہیں۔ وہ جو سات سمندروں میں نہاتے ہیں۔ اُنہیں نہ یہ دُنیا ملیگی۔ نہ اگلی دُنیا اُن کے ہاتھ آئیگی۔ اُن کی بستی گناہوں کی بستی ہے۔ اور اُن کی زندگی بے سُود ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ جو لوگ خُدا سے محبت رکھتے ہیں۔ وہی اُسے پاتے ہیں۔ بعض لوگ پتھروں کی پوجا کرتے ہیں اور اُنہیں سر پر اُٹھاتے ہیں۔ بعض جنوب میں خُدا کو دیکھتے ہیں اور بعض مغرب کو سر جھکاتے ہیں۔ اور بعض بے وقوف بُت پرستی کرتے ہیں۔ بعض مُردوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ساری دُنیا جھوٹے رسم و رواج میں مُبتلا ہے۔ اور لوگ خُدا کے بھیدوں کو دریافت نہیں کرتے۔

اے اِنسان تو جو مذہبی لباس پہنتا ہے۔ مذہب کے معنی ایسے کپڑے پہننا نہیں۔ مذہب کے معنی بدن پر راکھ مَلنا نہیں۔ یا کپڑوں کو رنگنا نہیں۔ اگر جنگل میں رہنے سے آدمی یوگی بن سکتا ہے۔ تو وُہ پرندہ جو ہمیشہ جنگل میں رہتا ہے۔ جوگی ہے ذرا غور کرو۔ ہاتھی ہمیشہ اپنے سر پر خاک پھینکتا ہے۔ مینڈک اور مچھلیاں ہمیشہ تیرتھوں میں رہتے ہیں۔ بلّی بھیڑیا اور بگلا ہمیشہ سوچتے رہتے ہیں۔ تو کیا ان کو مذہب کا پتہ ہے۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے تم دُکھ درد اُٹھاتے ہو۔ خُدا کے واسطے ایسا کرو۔ کیونکہ اسی عرفانِ الٰہی کو تم حاصل لرو گے اور امرت پیو گے۔

اے ریاکارو! کیوں ریاکاری کرتے ہو۔ ریاکاری تُمہاری عزّت کھو دیگی۔ لوگوں کو دھوکہ کیوں دیتے ہو۔ ایسا کرنے سے تُم یہ دُنیا اور اگلی دُنیا دونو کو کھو بیٹھو گے۔

خُدا کی وحدانیت:۔ جس طرح گورو نانک خُدا کی وحدانیت پر زور دیتے ہیں۔ اُسی طرح گورو گوبند سنگھ بھی اس پر زور دیتے ہیں۔ یہ سِکھّوں کا ایک اہم اُصول ہے۔ گورو گوبند سنگھ کہتے ہیں۔ مَیں صرف ایک خُدا کو پہچانتا ہوں۔ ایک خدمؔ کی حفاظت کے بغیر اور کِسی جگہ نجات نہیں مِل سکتی۔ وُہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ خُدا کو شِو کیوں کہتے ہو۔ اور اُسے برھما کیوں کہتے ہیں۔ خُدا رام چندر نہیں ہے۔ وُہ کرشن یا وشنو نہیں۔ جنہیں تُم دُنیا کے خداوند سمجھتے ہو۔ سب نے جھوٹے مذہب قائم کیئے۔ مجھے یقین ہے کہ صرف ایک خُدا ہے۔

سِکھّوں کے واسطے گورو گوبند سنگھ کے قائم کردہ معاشرتی اُصول

جب گورو گوبند سنگھ نے اپنے چیلوں کو آزمایا۔ اور پانچ پیاروں کو چُنا تو اُنہوں نے سکھوں کے لئے چند احکام وضع کیئے۔ جن پر عمل کرنا سکھوں کیلئے ضروری تھا۔

۱۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ ہمیشہ جنگ کے لئے تیار رہو۔ اور اپنے ہتھیاروں کے ساتھ مشق کیا کرو۔ لڑائی میں کبھی دُشمنوں کو پیچھا نہ دو)

۲۔ وفادار شوہر بنو اور زنا سے بچو۔

۳۔ ہمیشہ غریبوں کی مدد کرو۔ اور بے کس جو تمہارے پاس آئے اُسے اپنی حفاظت میں لے لو۔

۴۔ (جو تمہاری ذات تھی وُہ مِٹ گئی۔ تُمہارے درمیان ذات پات کی کوئی تمیز نہ ہوگی۔ تم سب اپنے آپ کو ایک ہی خاندان کے بھائی بھائی سمجھو)

۵۔ تُمہارے لڑکے سکھ لڑکیوں کے ساتھ شادی کر سکتے ہیں۔ لیکن جو تمباکو پیتے ہیں۔ اُن کے ساتھ کوئی سماجی تعلق نہ ہونا چاہیئے۔ اور ایسے لوگوں سے کبھی شادی نہ کرنا چاہیئے۔ جو لوگ اپنی بیٹیوں کو مار دیتے ہیں۔ پرتھی چند کے چیلے۔ یا اولاد۔ رام رائے کے چیلے یا اولاد یا کوئی ایسا شخص جو گورو نانک کی تعلیم پر عمل نہیں کرتا ایسے لوگوں سے کوئی میل جول نہ رکھو۔ اور اُن کے ساتھ ہرگز شادی نہ کرو۔

۶۔ تم بُت پرستی۔ قبر پرستی اور گھاٹ پوجا نہ کرو۔ تم صرف ابدی خدا میں یقین رکھو

۷۔ سورج نکلتے ہی بستروں سے بیدار ہو جاؤ۔ نہاؤ۔ اور گوروؤں کے مقرر کردہ گیت گا۔ دقائق کا دھیان کرو

۸۔ اُس جانور کا گوشت جو مُسلمانی طریقہ پہ ذبح کیا گیا ہے۔ نہ کھاؤ۔
۹۔ اپنے مالک کے وفادار رہو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ سکھ قرض کے بارے میں کچھ جھگڑا کر رہے تھے۔ گورو گوبند سنگھ نے اُن کے جھگڑے کو سُنا اور دونو کو نصیحت کی۔ پھر مقروض نے اپنا قرض ادا کر دیا۔ اور وُہ گورو صاحب کے پاس معافی مانگنے گئے۔ اُن کو گورو صاحب نے "مکت نامہ" یا نجات کا پاٹھ سُنایا۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ اے سکھو! قرض نہ لو۔ اگر مجبور ہو کر تمہیں قرض لینا پڑے تو دیانتداری سے اُسے ادا کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ اور جو جھوٹ بولتے ہیں اُن سے نہ ملو۔ نیک اور دیندار لوگوں سے تعلق رکھو۔ سچائی سے محبت رکھو (اور اپنے دلوں میں اُسے جمع کرو) دیانتداری سے کام کرو۔ اور اسیطرح کسی کو دُکھ نہ دو۔ سکھوں کو لالچی نہ ہونا چاہیئے۔ کھانا کھانے سے پہلے جپ جی اور جاپ جی کا پاٹھ کرو۔ زنا سے بچو۔ دوسروں کا مال گندگی جانو۔ اپنے بدن صاف رکھو۔ سب لوگوں سے ملو۔ لیکن اپنے آپ کو الگ اور خاص لوگ سمجھو۔ تمہارا ایمان اور روزانہ کام اُن کے ایمان اور کام سے مختلف ہے۔ ہر صبح کھانا کھانے سے پہلے نہاؤ۔ اگر ٹھنڈے پانی سے جی کتراتے تو گرم پانی سے نہاؤ۔ تمباکو کبھی نہ پیو۔ خُدائے واحد کو ہمیشہ یاد رکھو۔ شام کو رہراس (ਰਹਿਰਾਸ) پڑھو اور سوتے وقت سوہلا (ਸੋਹਿਲਾ) پڑھو اور اس کی پوہل لو۔ اور گرنتھ صاحب کی تعلیم پر عمل کرو۔ جس کشتی میں تم چڑھے ہو۔ اُسی میں رہو۔ دُوسرے مذہب کی تلاش میں اِدھر اُدھر نہ پھرو۔ دن رات گوروؤں کے گیت پڑھو۔ صرف سکھوں کی لڑکیوں سے اپنے لڑکوں کی شادی کرو۔ اپنی بیوی اور بچوں کو بُرائی سے بچاؤ۔ جو چندہ مذہب کے واسطے دیا جائے اُسے لالچی نگاہوں سے نہ تاڑو۔ باقاعدہ گوردوارے میں جاؤ اور وہاں سے پرشاد (حلوا) کھاؤ۔ جو کوئی پرشاد بانٹتا ہے۔ اُسے ہوشیار ہونا چاہیئے۔ تاکہ سب کو حصّہ ملے۔ خواہ بزرگ ہوں یا عام بوڑھے یا جوان سب کو برابر حصّہ ملے۔ جو کھانا دیوی دیوتاؤں پر چڑھایا گیا ہو اُسے نہ کھاؤ۔ کسی سکھ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ جب کسی سکھ کا نام لیتے ہو۔ تو ہمیشہ "سنگھ" کے خطاب کا استعمال کرو۔ اُن سب سکھوں سے مل کر کھانا کھاؤ۔ جنہوں نے پوہل لی ہو۔ تم میں ذات پات کی تمیز نہ ہو۔ جو برہمن اور مُلّا لوگوں کو دھوکہ دے کر اُن کی دولت چھین لیتے ہیں۔ اُن کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھو۔ ہر ایک سکھ کو مذہبی کاموں کے لئے اپنی کمائی کا دسواں حصّہ دینا چاہیئے۔ دُعا کے بعد سر جُھکانا چاہیئے۔ جب کوئی

سکھ مر جائے۔ تو پرشاد تیار کرو۔ اُسے جلا کر "سوہلا" پڑھو۔ اور اُس کی رُوح کے واسطے اور اُس کے رشتہ داروں کی تسلّی کے واسطے دُعا کرو۔ پھر پرشاد تقسیم کرو۔ ایسے موقع پر ہمیں گوروؤں کے گیت گانا چاہیئے۔ اور سب کو سُننا چاہیئے۔ کِسی بُت کی عبادت نہ کرو۔ جس پانی سے اُسے نہلایا گیا ہو۔ اُسے نہ پیو۔ ذات پات کے قوانین غلط اور ہندو زندگی کے مدارج بھی غلط ہیں۔ اے سکھو! ہندوؤں کے رسم و رواج کبھی اختیار نہ کرو۔ اُن سے کچھ بھی فائدہ نہیں۔ میرا چہرہ اُس کی طرف پھر جاتا ہے۔ جو سکھ کو واہگورو جی کی فتح بُلاتا ہے۔ میرا دایاں پہلو اُس کی طرف پھر جاتا ہے۔ جو باقاعدگی سے یہ الفاظ جواب میں پکارتا ہے۔ جو یہ الفاظ سُن کر کچھ نہیں کہتا۔ اُس کی طرف میری پیٹھ مُڑ جاتی ہے۔

جس طرح بارش سے کھیتوں میں اچھی فصل پیدا ہوتی ہے۔ اُسیطرح وُہ شخص جو گورو کی باتیں غور سے سُنتا ہے اور اُس کے احکام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ثواب پائیگا۔ جو گورو کی تعلیم قبول کرتا ہے۔ اور اُس کے احکام پر کاربند ہوتا ہے۔ اُس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ وُہ آواگون سے چھوٹ جائیگا۔ اور موت کے بعد گورو صاحب کی بستی میں جائیگا۔ ایک دُنیا دی آدمی جو دولت سے محبت رکھتا ہے اور اس کے خلاف زبان کھولتا ہے۔ اُس کی باتوں پر توجہ نہ دو۔ بلکہ ہمیشہ گورو کی تعلیم پہ عمل کرو ٭

جپ جی

جپ جی صاحب کو صبح کے وقت دُعا میں اِستعمال کیا جاتا ہے۔ وہ ایک نظم ہے۔ مگر اِس میں راگ نہیں۔ اس لئے اُس کو گانے میں استعمال نہیں کرتے۔ اس میں گورد نانک سِکھ مت کے بُنیادی اُصولوں کی تشریح کرتے ہیں۔ اِس میں وہ بتاتے ہیں کہ جب ہم خدُا کے پاس آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہم مذہبی سوالوں پر غور و خوض کرتے ہیں۔ تو اُس وقت ہمارے دماغ کی کیا حالت ہونی چاہیئے۔

گورُو نانک نے دیکھا کہ جب ہم لوگوں کو حقیقی دیندار بنانا چاہتے ہیں۔ تو ایک بڑی مشکل یہ درپیش ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو عادت ہؤا کرتی ہے۔ کہ وہ طریقے یا ذریعے کو مراد یا منزل سمجھنے لگتے ہیں۔ اُن میں مذہبی شوق اور روح ہے۔ لیکن وُہ سمجھتے ہیں کہ جب نماز پڑھتے ہیں۔ تو سب کچھ ادا ہو گیا۔ نماز پڑھنے کا اُنہیں خیال ہوتا ہے۔ مگر بھُول جاتے ہیں کہ نماز محض خدا تک رسائی کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر اپنا کوئی مطلب پُورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے اصلی معنی نہیں سمجھتے تو ہم طریقوں پر زیادہ غور کرتے ہیں۔ اور اصلی مقصد کو بھُول جاتے ہیں۔ اسی طرح حج (یاترا) جس سے مذہب میں مدد مِل سکتی تھی۔ بجائے خود ایک مقصد بن گیا۔ اور لوگ اُس کی اصل اہمیّت کو بھُول گئے۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ بس حج کرنا ہی ضروری ہے۔ لیکن یہ ہرگز نہیں سوچتے کہ حج کرنا کیوں ضرُوری ہے۔ گورو نانک کے زمانے میں لوگوں کے دل اسی طرح رسم و رواج کی قید میں پھنس چکے تھے۔ اور گورو نانک کی تمنّا یہی تھی۔ کہ وہ اُن کو اس قید سے آزاد کر دیں۔ جپ جی میں وُہ یہی کام کرنے پر کمر بستہ ہیں۔

وُہ دکھاتے ہیں۔ کہ جب ہم عبادت کرتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ ہم کیا کرتے ہیں یا ہماری عبادت کے معنی کیا ہیں۔ تو ہماری عبادت فضول ہے۔ ایک اُستاد کی طرح گورو نانک اپنے خیالات کو واضح کرتے ہیں۔ اور پھر کوشش کرتے ہیں۔ کہ سننے والے اپنے آپ اُس پر غور کریں۔ مثلاً سولھویں حصّہ میں اُن کا مقصد

یہ ہے کہ ہم قُدرتی باتوں اور مذہب کے ساتھ اُن کے تعلق کی ماہیّت پر غور کریں۔ وہ پُرانے زمانے کا خیال لیتے ہیں۔ کہ زمین کے نیچے ایک سانڈ ہے۔ پھر وُہ اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ سانڈ سے مُراد راستبازی ہے۔ پھر وُہ بتاتے ہیں۔ کہ شاگرد کِس طرح اس پُرانے خیال کی حماقت سے لوگوں کو آگاہ کر سکتا ہے۔ آخر کار وُہ کہتے ہیں۔ کہ اِس طرح ہم خدُا کی بے حد طاقت کو نہیں ناپ سکتے اور جگہ بھی وہ یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔

جپ جی پنجابی میں لکھی ہُوئی ہے۔ لیکن یہ گرنتھ صاحب کا سب سے مُشکل حصّہ ہے۔ ایک تو یہ وجہ ہے۔ کہ مضمون مُشکل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ الفاظ تھوڑے ہیں اور جُملے چھوٹے ہیں۔ اِس لئے جپ جی کو یاد کرنا آسان ہے۔ مگر سمجھنا مشکل ہے۔ یہ ایک نقص ہے۔ ہندوستان میں دستُور ہے۔ کہ لوگ مذہبی نظم اور گیت بار بار پڑھنا یا سُننا داخلِ ثواب سمجھتے ہیں۔ "منتر پڑھنے میں طاقت ہے"۔ مگر گورو نانک کا خیال یہ نہ تھا۔ بلکہ وہ اکثر لوگوں کو سمجھاتے تھے کہ اِس طرح منتر یا گیت یا نظمیں پڑھنے سے مطلق فائدہ نہیں۔ اُن کی تعلیم تھی۔ کہ لوگ براہِ راست خدُا سے کلام کر سکتے ہیں۔ اُس کی آواز سُن سکتے ہیں۔ اُنہوں نے تعلیم دی کہ لوگوں کو الفاظ اور نظموں کے معانی پر غور کرنا چاہیئے اُن کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنا چاہیئے۔ مگر چونکہ جپ جی کو آسانی سے زبانی یاد کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں نے کبھی اُس کے معنوں پر توجہ نہیں دی۔ وہ بھی ہندوؤں کی طرح لفظاً ہی لفظ رٹ لیتے تھے۔ پس اس طرح جپ جی ایک منتر ہو گیا۔ بعض لوگ ایسے تھے جو کہا کرتے تھے کہ ہم ہر صبح کل جپ جی اکاون بار پڑھتے ہیں۔ لیکن کیا اُنہوں نے کبھی اس کے معنوں پر غور کیا؟ سِکھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ آج کل بہُت کم لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو اچھی طرح اس کے اصلی معنی سمجھتے ہیں۔

دیباچہ:۔ اِس میں فعل نہیں ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدُا کی صفات نہ صرف ماضی کے لئے تھیں۔ نہ زمانہ حال کے لئے ہیں۔ اور نہ صرف زمانہ آئندہ کے لئے بلکہ وہ ہمیشہ اُس کی ذات میں موجود ہیں اور ہمیشہ رہینگی۔ "دیکھو کہ ایک خدُا کہتا ہے"! یہ فقرہ خدا کی وحدانیت کی دلیل ہے۔

ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ خدا کے لئے لفظ "گورو" استعمال کیا ہے۔ گورو نانک خدا کو اپنا گورو سمجھتے تھے۔ یہ خیال کہ خدُا ہمارا گورو یا اُستاد ہے۔ سکھ مت کی ایک خوُبی ہے "گور پرشاد" کے معنوں پر سب بزرگ اتفاق

نہیں کرتے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اس کے معنی "گورو کی مہربانی سے" ہیں۔ لیکن بعض کہتے ہیں۔ کہ اس کے معنی خداوند کریم اور فیاض اُستاد کے ہیں۔ پروفیسر تیجا سنگھ کہتے ہیں۔ کہ اس کے معنی ہیں "خدا جو روشنی دیتا ہے۔ اور فضل سے معمور ہے"۔ جب جی گورو نانک صاحب نے لکھی ہے۔ اور اُن کے جانشین کہا کرتے تھے گورگورو کے فضل سے یا گورو کی مہربانی سے" اگر گورو نانک ایسا کہتے ہیں۔ تو گورو سے مراد خدا ہے۔

جپ کے معنی غور یا وچار ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ خدا نہیں ڈرتا۔ وہ دشمنی نہیں کرتا۔ گرنتھ صاحب میں یہ خیال کئی بار آیا ہے۔ کہ خدا ہماری طرح محسوس نہیں کر سکتا۔ لیکن بعض مقامات سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہاں خدا محسوس کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق تعلیم مختلف ہے۔

۱۔ خدا کی تلاش اور اس کی فرمانبرداری کے ذریعہ سے خدا کو ملنا"۔ محض عقل کے وسیلے یا دھیان اور دچار کے طفیل یا دُنیاوی کامیابی کی بدولت ہم خدا کو حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن اپنی ضمیر کی رہنمائی اور اُس کے احکام پر عمل کرنے سے ہم خدا کو سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے بالمقابل یسوع مسیح کی تعلیم بھی یاد رکھیے۔ اُنھوں نے فرمایا۔ یوحنا ۷: ۱۷۔ (اگر کوئی اس کی مرضی پر چلنا چاہے۔ تو وہ اس تعلیم کی بابت جان جائیگا۔ کہ خدا کی طرف سے ہے یا میں اپنی طرف سے کہتا ہوں)

۲۔ **خدا کی قوت:**۔ ہر شخص کو خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنا پڑتا ہے۔ یہی تعلیم ہے۔ جسے ہم انگریزی میں (Predestination) یعنی تقدیر کہتے ہیں۔ بعض کو معافی مل جاتی ہے۔ اور بعض آواگون (تناسخ) میں پھنس کر رہ جائینگے۔ دُنیا خدا کی مرضی کے نیچے ہے اور انسان اور اُس کے سب کام اُس (خدا) کے ماتحت ہیں۔ ہم انسان کی پیدائش اور اُس کی ترقی میں خدا کی مرضی اور اس کا مقصد دیکھ سکتے ہیں۔ خدا اپنی خلقت سے الگ نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ اُس میں کام کر رہا ہے۔ یہ بات سمجھ کر ہم روحانی تکبر سے بچ جاتے ہیں۔

۳۔ **خدا کی صفات:**۔ خدا کی رحمت ایسی بے حد ہے کہ وہ عطا کرتا رہتا ہے۔ ہم قبول کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ آخر میں ہندو خیال پایا جاتا ہے۔ خدا پروا نہیں کرتا۔ لیکن یہ باقی تعلیم کے برخلاف معلوم ہوتی ہے۔ پروفیسر تیجا سنگھ اس طرح ترجمہ کرتے ہیں "وہ اور فکر سے آزاد ہوکر خدا ایسے کام کرنے میں خوش ہوتا ہے"

۴۔ **عبادت اور محبت:**۔ انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ جس کی وجہ سے خدا اس کو محبت کرے۔ گو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تاہم خدا ہم سے محبت کرتا ہے اور اس کے فضل سے

ہمیں نجات مل جاتی ہے۔ ہم نجات پانے کے لائق نہیں۔ لیکن وہ اپنی محبت اور رحمت کے طفیل سے ہمیں نجات دیتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ یہاں نجات کے معنی آواگون سے نجات ہے۔ گورو نانک کرم میں یقین رکھتے تھے۔ جس طرح ہندو کرم کا یقین رکھتے ہیں۔

۵۔ **خدا کی عظمت:**۔ خدا ہر جگہ اور ہر چیز میں ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ دل میں خدا کی محبت کا ہونا ضروری ہے۔ خدا کی عبادت بُت کی عبادت (پرستش) کی طرح نہیں ہو سکتی۔ خدا کی عبادت (پرستش) وہی دل کر سکتا ہے۔ جو اس کی محبت سے معمور ہو۔ خدا ہر شے میں موجود ہے۔ شو۔ وشنو وغیرہ صرف طریقے ہیں۔ جن کے ذریعے لوگ خدا کا بیان کرتے ہیں۔ اس حصہ میں گورو کے معنی خدا ہیں۔

۶۔ **خدا کی سچی عبادت نیک کاموں سے کی جاسکتی ہے۔** اس کے بالمقابل یسوع مسیح کی تعلیم بھی یاد رکھیں۔ متی ۷: ۲۱-۲۳

دیکھئے یہاں گورو نانک ہندو رسم و رواج کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔

۷۔ **زندگی میں اصلی کامیابی کے لئے خدا کا فضل ضروری ہے:**۔ معجزے اور بڑے بڑے کام خدا کے فضل کے بغیر فضول اور نکمے ہیں۔

دیکھئے یہاں وہ فرماتے ہیں۔ کہ جن میں خوبیاں نہیں۔ خدا اُن میں خوبیاں پیدا کر سکتا ہے اور جن میں خوبیاں ہیں۔ وہ اُن خوبیوں کو بڑھا سکتا ہے۔ یعنی گناہگاروں پر خدا اپنا فضل بھیجتا ہے۔ ایک دفعہ بعض جوگیوں نے گورو صاحب سے کہا۔ کہ معجزے دکھلایئے۔ گورو صاحب نے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ میں معجزوں پر بھروسہ نہیں رکھتا بلکہ سچے کلام اور نیک صحبت پر بھروسہ رکھتا ہوں۔

۸۔ **خدا کی آواز کو سُننا:**۔ شاگرد پر سچی تعلیم کا اثر یہ ہے۔ کہ وہ توہمات کا یقین نہیں رکھتا۔ جن میں جوگی اور پیر مبتلا ہیں۔ بالخصوص وہ توہمات جو دُنیا کے متعلق ہیں۔ اس کے بعد گورو نانک بتاتے ہیں۔ کہ اصل میں سانڈ سے مراد راستبازی ہے۔ یہاں وہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ قدرتی چیزوں کا علم خدا کی دانائی کا ایک حصہ ہے۔ جیسا کہ روحانی علم ہے۔ جب خدا کا علم وہم کو نابود کر ڈالتا ہے تو موت کا ڈر بھی کافور ہو جاتا ہے۔ خدا کی آواز کو سُننے سے گناہ اور رنج پر غالب آنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ جب لوگ خدا کی آواز کو سُنیں گے۔ پھر وہ سمجھ جائیں گے۔ کہ ہندو لوگ کس کی تلاش میں تھے۔ جب اُنھوں نے برباد کرنے والی طاقت کا نام شو رکھا۔ پیدا کرنے والی قوت کو برہما کے نام سے نامزد کیا اور پرورش کرنے والی قدرت کو اِندر کے نام سے یاد کیا۔ تب ہی شاستروں اور ویدوں کے اصلی معنی سمجھنے لگے

اور وہ یہ بھی سمجھ جائیں گے کہ خدا کے قوانین کس طرح کام کرتے ہیں۔ اور اُن پر اُس روحانی قدرت کا انکشاف ہو جائیگا۔ جو اُن کی پشت پر ہے۔

خُدا کا کلام سُننے سے ہم سچائی۔ راحت اور علم حاصل کرتے ہیں اور یہ اڑسٹھ تیرتھوں میں نہانے سے بہتر ہے (خیال رکھئے یہاں بھی گورو نانک ہندو رسم و رواج کے خلاف تعلیم دیتے ہیں) خُدا کا نام سُننے سے آدمی خُدا کی بابت سوچ سکتا ہے۔ ایک اور جگہ یہی تعلیم آتی ہے۔ کہ خُدا کی آواز سُننے سے آدمی نیک اور عقلمند ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے زندگی کا راستہ فراخ ہو جاتا ہے۔ اس کا نام سُنکر ایک اندھا آدمی راستہ دریافت کر سکتا ہے۔

۱۲-۱۵۔ خدا کی فرمانبرداری:۔ اِن حصّوں میں آدمی کی ترقی کے بارے میں تعلیم دی گئی ہے۔ وُہ کہتے ہیں۔ خدا کی فرمانبرداری کی بدولت نجات مِلتی ہے۔ نیز فقیرانہ زندگی سے خُدا کی فرمانبرداری بدرجہا بہتر ہے۔

۱۶۔ خدا کی قُدرت:۔ پنچ کے معنی پنچایت کا ایک ممبر (رُکن) لیکن عدد پانچ ایک خاص عدد ہے۔ بھائی گورو داس فرماتے ہیں۔ کہ پنچوں میں پرمیشور ہے۔ اِس حصّہ میں پنچ کے معنی روحانی رہنما کے ہیں۔ دیکھئے کہ یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ ہمیں دُنیا میں رہنا چاہیئے۔ اور دُنیا کو چھوڑ کر جنگل میں نہ جانا چاہیئے۔ ہمیں دنیوی معاملات میں حصّہ لینا چاہیئے اور اسی میں مصلحت ہے۔ عوام الناس کے رہنماؤں کو خدا کی حضوری میں رہنا چاہیئے۔ ان کی توجہ سچے گورو پر ہے۔ گورو نانک بتاتے ہیں۔ کہ ہندو خیالات غلط ہیں۔ اور وُہ (گورو نانک) خدا کی قدرت کو بیان کرتے ہیں۔

۱۷-۱۸۔ ان دونو حصّوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ ایک میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دُنیا میں مذہبی شوق اور عبادت کِتنا ہے۔ دوسرے میں گناہوں کا ذکر ہے۔ پروفیسر تیجا سنگھ کہتے ہیں۔ کہ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ گورو نانک چاہتے ہیں کہ ہم سوچیں کہ دُنیا میں اِتنے مذہبی شوق کے باوجود اتنا گناہ اور برائی کیوں موجود ہے۔ آخری سطریں جواب ہے کہ جو کچھ تجھے پسند ہے وُہ اچھا ہے۔ دُنیا میں اِتنی برائی کے وجود کا سبب یہ ہے کہ جو لوگ عبادت کرتے ہیں۔ خیرات دیتے ہیں۔ خُدا کے متعلّق غور و خوض کرتے ہیں۔ اور جوگی ہیں۔ وُہ خُدا کی مرضی کو اپنی زندگی کا مقصد اعلےٰ نہیں سمجھتے۔ وُہ رسم و رواج میں پھنسے رہتے ہیں۔ اور روحانی باتیں بھُول جاتے ہیں۔ (ہم جانتے ہیں کہ یہ کمی دیگر مذہبوں میں بھی ہے۔)

ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ گورو نانک کتنے حلیم ہیں۔ وُہ اپنے آپ کو خاکسار اور فروتن

کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ وُہ خدا تک نہیں پہنچ سکے۔ اُن کے چیلے آپ کی فروتنی کو بھُول گئے اور کہنے لگے ہیں۔ کہ اُس میں اُلوہیّت تھی۔

اب ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کون کون سی باتوں کو گناہ سمجھتے ہیں۔ بیوقوفی (جہالت) چوری کرنا۔ زبردستی کرنا۔ قتل کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ غرور۔ لالچ۔ کسی کو بدنام کرنا۔

۱۹۔ کوئی ایسا نام یا بیان نہیں (جو انسان کر سکتا ہے) جو خُدا کے لائق ہو۔ مختلف مذاہب کے لوگ خدا کے لئے طرح طرح کے نام استعمال کرتے ہیں۔ اُس کی تعریف میں سینکڑوں بلکہ کروڑوں الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن خُدا اِن سب ناموں اور لفظوں سے بلند ہے وہ سب سے بڑا ہے۔ اور کوئی ایسا نام یا لفظ نہیں۔ جس سے اُس کا اصل بیان ہو سکے۔ ایک ہی خدا ہے، لیکن نام مختلف ہیں۔ اللہ رام وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ خُدا ایک ہی ہے۔ کوئی ایک خاص جگہ نہیں جہاں وُہ پایا جائے۔ کوئی ایسی جگہ بھی نہیں جہاں خدا نہیں ہے

۲۰۔ گناہ سے پاک وصاف ہونا: خُدا کی محبّت سے ہم گناہ سے پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ اِس حصّہ میں نام کے معنی خُدا ہیں۔ گناہ ایک حقیقت ہے۔ نیکی بھی ایک حقیقت ہے۔ جب ہم اپنے آپ کو نیک یا بد (گنہگار) کہتے ہیں۔ تو ہم نیک یا گنہگار نہیں ہو جاتے۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں۔ ہم اُس کے ذمّے دار ہیں۔ اور اِس حقیقت سے ہم بچ نہیں سکتے۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں۔ اُس کا نشان رہتا ہے۔ اور جو کچھ آدمی کرتا ہے۔ اُس کا نتیجہ ضرور نکل کر رہے گا۔ اُس کی جگہ کوئی دوسرا جواب دِہ نہ ہوگا۔ (راگ آسا میں گورو نانگ کہتے ہیں۔ ایک کی جگہ دوسرے پر الزام نہ لگایا جائیگا) آخری سطریں آواگون (تناسخ) کا ذکر ہے۔ اور وُہ کہتے ہیں۔ کہ یہ خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔

۲۱۔ خدا کی بڑائی:۔ دیکھئے گورو نانک دوبارہ جج اور فقیرانہ زندگی کو فضول قرار دیتے ہیں۔ وہ ایک شیشم کے بیج کی قیمت کے برابر ہے۔ اصلی جج اور اصلی فقیر کی زندگی دل میں خُدا کی محبت کا ہونا ہے۔

"تمام خوبیاں اے خدا تیری ہیں۔ میری کوئی نہیں" اس میں ہمیں گورو نانک کی فروتنی اور خُدا پر بھروسہ کا ثبوت مِلتا ہے۔ نیک کام کے بغیر کوئی عبادت نہیں ہو سکتی۔ راگ ماجھ میں گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ صرف بولنے سے ہم آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ اگر نجات حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو نیکی کرنی پڑیگی۔ وُہ کہتے ہیں۔ خُدا بڑا ہے اور اس کا نام بھی بڑا ہے۔ خُدا خود سب چیزوں کا خالق ہے۔ برہما خالق

نہیں تھا۔ خدا نے خود انسان کو پیدا کیا۔

۲۳۔ خدا بے حد ہے۔

۲۴۔ خدا کی برکتوں کی کوئی حد نہیں اُس کے فضل اور کام کرنے سے ہم کو سب برکتیں ملتی ہیں۔

۲۵۔ خدا کی برکتیں۔ سب برکتیں خدا سے آتی ہیں۔ گو بعض لوگ جن کو برکتیں ملتی ہیں کہتے ہیں کہ خدا دینے والا نہیں۔ دُکھ اور بھوک بھی اُس کی طرف سے ہیں۔ آخر میں وہ ہماری بہتری کا سامان ہوں گے۔ آدمی کا آنا جانا سب خدا کی مرضی پر منحصر ہے۔ اُس میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ خدا کی مرضی سب سے اُوپر ہے۔ خدا خود ہماری سب ضروریات جانتا ہے۔ اور ہمیں ضروری چیزیں بھیجتا ہے۔ اِس کے مقابلہ میں یسوع مسیح کی تعلیم یہ ہے۔ (متی ۶/۲۵-۳۴) سب سے بڑی نعمت (برکت) دل ہے جو شکر گزاری سے پُر ہے۔ اس دل کا مالک بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

۲۶۔ خدا کی بڑائی (جو) بیان سے باہر ہے۔

اس حصے میں گورو نانک خدا کے انصاف۔ نیکی اور رحم اور بخشش پر زور دیتے ہیں۔ برہمن۔ وید۔ پُران۔ کرشن۔ شو۔ جوگی۔ بُدھ۔ بدرُوحیں سب خدا کی (ماہیت) بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن نہیں کر سکتے۔ صرف خدا خود ہی جانتا ہے کہ وہ کتنا بڑا ہے۔

۲۷۔ خدا کی تعریف:۔ سب مخلوق خدا کی تعریف کرتی ہے۔ اور سب فرشتے بھی اُس کی تعریف کرتے ہیں۔ گو سب برباد ہو جائے۔ مگر خدا ہمیشہ رہے گا۔ خدا اپنے نیک مقاصد کے مطابق اپنے کام کی خبرگیری کرتا ہے۔ آخری سطر میں پھر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سب لوگ خدا کی مرضی کے تابع ہیں۔

۲۸۔ روحانی باتوں۔ نشانوں اور رُسوم کا مقابلہ:۔

یہ حصہ اور اگلا گورو نانک نے اُس وقت لکھا۔ جب بعض جوگی چاہتے تھے۔ کہ وہ اُن کی زندگی کے طریقے اختیار کریں۔ وہ اُن کے مطابق چیزوں کے نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اُن کو (نشان۔ کپڑے وغیرہ ؟) پہننے کی بجائے وہ خوبیاں جو اُن کے دِلوں میں نہیں پیدا کرنا چاہئیں۔ بھیک مانگنے کی بجائے دیانت داری کا کام۔ بدن پر راکھ ملنے کی بجائے اصلی دھیان۔ الفی (کفنی) پہننے کی بجائے دل میں موت کا خیال رکھنا۔ وغیرہ۔ نانک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آدمیوں کی صحبت کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ خواہشات کو مار ڈالنا نہیں چاہئے۔ بلکہ اُن پر قابو پانا چاہیئے۔ دوبارہ اِس

بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ خدا میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اٹل کے معنی "جو نیلا نہیں" کرشن کا رنگ تصویر میں نیلا دکھائی دیتا ہے۔

۲۹۔ وہی کچھ جو پچھلے حصّہ میں تھا۔ ہم دیندار آدمی کو اُس کے دل کی صداقت سے پہچان سکتے ہیں۔ نرسنگھ بجانے سے نہیں۔ تاکہ سب لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ ایک مذہبی آدمی آ گیا۔ جو اصلی دیندار آدمی ہے وہ معجزے کرنے کی طاقت نہیں مانگیگا۔ اتفاق اور نااتفاقی ہم میں ہیں۔ یعنی ہم نیکی پر توجہ کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی بُرائی پر بھی۔ جو نیکی ہم میں ہے۔ وہ ہمیں خدا کی طرف مائل کرتی ہے۔ جو بُرائی ہے۔ وہ ہمیں خدا سے دُور لے جاتی ہے راگ مارو میں گورو صاحب کہتے ہیں کہ اتفاق کے وسیلہ سے ہم خدا سے ملتے ہیں اور نااتفاقی ہمیں خدا سے دُور لے جاتی ہے۔ لیکن اگر ہم خدا سے دُور ہو جائیں۔ تو ہم اُسے پھر بھی مل سکتے ہیں۔ یہاں دُوسری دفعہ دیکھتے ہیں۔ کہ یہاں پھر تقدیر کی تعلیم ہے۔ جو کچھ خدا فرماتا ہے۔ وہی ہم کو مل جاتا ہے۔

۳۰۔ خدا دُنیا کا اصلی حاکم ہے:۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ برہما۔ شو اور وشنو سب خدا کے ماتحت ہیں۔

۳۱۔ خدا سب چیزوں کا خالق ہے:۔ خدا پیدا کرتا ہے۔ اور پرورش کرتا ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے اور سب ضروریات کو پُورا کرتا ہے۔ برہما اور وشنو کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۲۔ خدا کا فضل۔ ہم خدا سے مل کر ایک ہونا چاہتے ہیں۔ اُس کے نام کے دھیان سے یہ ہو جائیگا۔ خدا کے فضل کی بھی ضرورت ہے۔

۳۳۔ انسان لاچار ہے۔ خدا کی مدد کے بغیر آدمی کچھ نہیں کر سکتا۔ ہم پُوچھ نہیں سکتے دے نہیں سکتے۔ مر نہیں سکتے۔ نہ بول اور خاموش نہیں ہو سکتے اور اپنی روحول کے لئے آزادی نہیں حاصل کر سکتے۔ سب کچھ اُس کی مدد سے ہوتا ہے۔

۳۴۔ خدا کا فیصلہ:۔ لوگوں کے اعمال کے مطابق اُن کا فیصلہ ہو جائیگا۔ خدا جو منصف اور رحیم ہے۔ آدمیوں کا فیصلہ کریگا۔ یہ فیصلہ آسمان میں ہوگا اور اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے فرائض کو پُورا کریں۔

۳۵۔ علم کی بادشاہت:۔ جب آدمی اپنے فرائض پورے کرتا ہے۔ تو اُس کا علم بڑھ جاتا ہے۔ دوسروں کے کام کا علم جیسے کہ بدھ اور دُردا ہمیں ہمت دلاتا ہے۔ کہ ہم نئی طاقت سے کام کریں۔ اِس طرح چال چلن مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور روحانی عقل میں ترقی ہوتی ہے۔

۳۶۔ کام۔ آدمی۔ عورت دونوں کو ترقی کے لئے کام کرنے کی ضرورت۔ کام کے ذریعے آدمی سچائی کی بادشاہت تک پہنچتا ہے۔ جہاں خدا خود رہتا ہے۔ وہاں ہی بے شمار دُنیا بے شمار لوگ ہیں۔ جو اُس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

۳۸۔ ترقی :۔ سکھ مت کا قانون صبر اور محبت ہے اور ناقابلِ برداشت کو برداشت کرنا۔

سلوک :۔ پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کام کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں مسیح کی تعلیم یہ ہے۔ متی ۲۵ : ۳۲-۴۶۔

دو باتیں ہیں :۔ (۱) عبادت۔ نام پر سوچنا۔

(۲) روزی کمانا۔ کام کرنا اور دُنیا سے گزر جانا۔

عبادت اور کام کرنے کی ضرورت سکھ مذہب کے دو ضروری اصول ہیں۔

سکھوں کے ساتھ گفتگو کرتے وقت ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ ہندو اور نہ مسلمان ہیں۔ اُن کے مذہبی اُصول وعقائد ہر دو مذاہب سے ماخوذ ہیں۔ تاہم جب ہم اُن کی رسومات اور عقائد کو دیکھیں تو ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ اُن کا رُجحان زیادہ تر ہندو مت کی طرف ہے۔ اس بات کے مصداق زیادہ تر دیہاتی ہیں۔ دیہات میں ہندوؤں اور سکھوں میں بہت کم امتیاز ہے۔ بلکہ سکھوں کو اعلےٰ ہندو خیال کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں ہندوؤں اور سکھوں کے مابین اختلافات کو کامل طور سے مٹانے کے لئے ایک تحریک جاری ہے۔ لیکن اگر ہم غور کریں تو یہ بات روشن ہو جائے گی کہ یہ تحریک اپنے اندر سیاسیات کو لئے ہوئے ہے۔ کیونکہ اس میں ہندو اور سکھ باہم مسلمانوں کے مخالف ہیں۔ اور ہندو مت اور سکھ مت کے اختلافات کو مٹانے مقابلتاً بہت کم خیال کیا جاتا ہے۔ مختلف گوروؤں کی تصنیفات کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے خلاف اپنی آواز بلند کی۔ اُن کی زندگی کا نصب العین صرف یہ تھا کہ ایک ایسا مذہب قائم کیا جائے جس میں کسی طرح کی خرابی۔ ظاہرداری اور تصنع جو اُن کو ہندو

مت اور اسلام میں نظر آئی نہ ہو۔ چنانچہ ایک سچے اور حقیقی سکھ کا نقطۂ خیال اب بھی ایسا ہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پانچویں گورو کے وقت سے جو کہ مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوا۔ سکھوں اور مسلمانوں میں بمقابلہ ہندوؤں کے جدائی کی خلیج زیادہ وسیع و عمیق ہو گئی ہے۔ سکھ مت میں ہندو مت کے عقائد بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض عالموں اور سیاسی رہنماؤں نے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ سکھ مت ہندو دھرم ہی کا ایک فرقہ ہے۔ لیکن ہمیں ماننا پڑیگا کہ سکھ مت اپنی حقیقی شکل میں ہندو مت سے مختلف ہے چنانچہ ہمیں یوں کہنا پڑیگا۔ کہ سیاسی دُور اندیشی سکھوں اور ہندوؤں کو باہم ملا رہی ہے نہ کہ مذہبی عقائد ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ سکھوں کی جماعت میں (اشتراکیت پسند سکھوں کو چھوڑ کر) جمہوریت کا عنصر غالب ہے۔ ان کے مذہب پر دوسرے مذاہب کے مقابلے میں جمہوریت کا اثر زیادہ ہے۔ بیشک ہمیں سکھ دھرم کی تواریخ میں اس قسم کے افراد نظر آئیں گے۔ جنہوں نے جمہوریت کے نصب العینوں اور گوروؤں کے اعلےٰ نمونہ کی پروا نہ کی۔ بعض اوقات گوروؤں کے کبھی حالات سے مجبور ہو کر اپنے چیلوں کی رائے اور مرضی پر عمل کرنا پڑا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو بھی اکثر اوقات اس بات کو یاد رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ وہ ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے نصب العین میں جمہوریت کو کافی دخل ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آجکل کے سکھ ایک طاقتور اور زبردست آزاد گروہ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ اگر سکھوں کو کسی مذہب سے دلچسپی ہو سکتی ہے۔ تو وہ ایسا مذہب ہونا چاہئے جس میں جمہوریت کا کافی دخل ہو۔ مسیحی مذہب میں ایسی باتیں موجود ہیں جو جمہوریت کو کامیاب بناتی ہیں۔

گورو نانک۔ گورو ارجن اور گورو گوبند سنگھ نے بار بار اس بات پر زور دیا کہ مذہب ظاہریت۔ دکھاوے یا پابندیٔ رسوم سے بالاتر ہے۔ ہندو لوگ متبرک مقامات کی یاترا اور مسلمان صبح کے معتقد ہیں اور مذہبی رسومات پر بہت زور دیتے ہیں۔ گوروؤں نے اپنی تعلیم میں اُن کو بتلایا ہے۔ کہ اُن کا اُن باتوں پر بھروسہ رکھنا ٹھیک نہیں بلکہ باطنی اور دلی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ ہندوؤں میں بُت پرستی اور مسلمانوں میں مذہبی رسومات کو روکنے کے لئے خاص طور سے زور دیا ہے۔ راسخ الاعتقاد اس طرح کی ظاہری رسمی پابندیوں کے خلاف ہیں۔ سچے سکھ جو کہ اپنے گوروؤں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ باطنی باتوں کا خیال کرتے ہیں نہ کہ ظاہری باتوں کا۔ چنانچہ اُن کو وہ عبادت جس میں رسومات پر زائدالضرورت زور نہ ہو۔ اور جس میں ظاہریت کا عنصر موجود نہ ہو بہت پسند آتی ہے۔ ہمیں یہ بھی یاد

رکھنا چاہئے کہ سکھ دھرم کے طریقۂ عبادت میں بھی رُسومات کو کسی حد تک دخل ہو
گیا ہے۔ اِس بات سے کہ گرنتھ صاحب کی پوجا کی جاتی ہے۔ انکار کیا جاتا ہے اور
سچے سکھ اپنے دھرم میں اس بات کی اجازت بھی نہیں دیتے لیکن عام سکھ اِس
کتاب کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور اس متبرک کتاب کے متعلق بہت سی رسومات
جاری ہو گئی ہیں۔ چنانچہ سکھوں سے گفتگو کرتے وقت روحانی اور باطنی پہلو پر خاص
طور سے زور دیا جا سکتا ہے اور اُن کو بتلایا جا سکتا ہے کہ وہ مذہبی رسومات اور
ظاہریت سے حتی الوسیع اقرار کریں گرنتھ صاحب سے کئی ایک مقامات پڑھ کر سکھ
دھرم اور مسیحی مذہب کی اُن باتوں کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے جو کہ ہر دو مذاہب
میں مشترک ہیں۔ مثلاً بائبل میں سے ذیل کی آیات کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

”خداوند تجھ سے اس کے سوا اور کیا چاہتا ہے کہ تو انصاف کرے اور رحم دلی کو
عزیز رکھے اور اپنے خداوند کے حضور فروتنی سے چلے“ میکاہ ۶: ۸“ سچے پرستار
باپ کی پرستش روح اور سچائی سے کرینگے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار
ڈھونڈتا ہے“ یوحنا ۴: ۲۳-۲۴

اِس سلسلے میں سکھوں سے بات چیت کرتے وقت گرنتھ صاحب کے اُن
مقامات کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی جا سکتی ہے۔ جہاں کہ ہنکار اور خود
غرضی اور ریاکاری کے گناہوں کا ذکر ہے۔ یہاں مسیح کی اُس تعلیم کا ذکر کیا جا سکتا
ہے۔ جو کہ اُس نے ریاکاری کے متعلق اور اُن لوگوں کے متعلق جو اپنی راستبازی
پر بھروسہ رکھتے ہیں دی۔ گوروؤں کی تعلیم اور مسیح کی تعلیم میں کئی ایک باتوں کا جو ایک
دوسرے سے ملتی ہوں ذکر کیا جائے تو اچھا ہوگا۔ گُورو نانک اور گورو ارجن نے بھی
مسیح کی طرح ریاکاری کے قبیح گناہ کے خلاف بُہت زور دیا ہے۔

سکھوں کا سب سے بڑا عقیدہ یہ ہے کہ مُکتی یا نجات گوروؤں ہی کی وساطت
سے مل سکتی ہے۔ نجات یا مکتی کے متعلق مسیحی مذہب کا نظریہ سکھ مت کے نظریے سے
بہت بلند ہے۔ سکھوں کے نزدیک اکثر مکتی کے معنے صرف آواگون کے چکر سے مخلصی
پانا ہے۔ ہاں بعض اوقات اُن کا نظریہ مسیحی مذہب کے نظریے کے لگ بھگ پہنچ جاتا ہے
اور وہ صرف اُس حالت میں جب مکتی کے معنی خدا کی حضوری میں پہنچنا اور اُس سے
صحیح تعلقات رکھنا ہی لئے جائیں۔

مکتی حاصل کرنے میں گناہ کی رکاوٹوں اور ان رکاوٹوں کو دُور کرنے کیلئے ضروری
اقدامات کا احساس سکھوں کو مسیحیوں کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔ لیکن وہ حصول نجات میں
کسی گورو کی وساطت کو لازم خیال کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مسیحی نقطۂ نگاہ سے

سکھوں کا نجات کا مفہوم ناقص ہے۔

چونکہ سکھ لوگ اِس عقیدے کو مانتے ہیں۔ کہ نجات کسی گُورو کی وساطت سے ہی
مل سکتی ہے اس واسطے اُن سے بات چیت کرنے میں مسیحیوں کے لئے بڑی سہولت ہے
سکھ لوگ کسی مُکتی داتا کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ گرنتھ صاحب میں کامل گورو
کا ذکر آیا ہے۔ ہم کہیں گے کہ یہ کامل گُورو مسیح یسُوع ہے۔ گرنتھ صاحب کے کامل گورو کا
مصداق مسیح ہو سکتا ہے۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ کامل گورو کے تمام اوصاف جو کسی
سکھ کو یسُوع مسیح میں نظر آئیں گے۔ اُن کو کسی اور گورو میں نہ ملیں گے۔ بعض اوقات
خُدا کو بھی گورو کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ہم اس خیال کو لے کر اس بات
کا بیان کر سکتے ہیں۔ کہ یسُوع مسیح کی ذات میں اُلوہیّت موجود تھی اور اس
واسطے وُہ گُورو تسلیم کئے جانے کے قابل ہے۔ خُدا نے بحیثیت ایک گورو اور
نجات دہندہ کے اپنے آپ کو مسیح میں ظاہر کیا۔

سکھوں کا ایک اور اہم مسئلہ جو کہ اُن کے ساتھ بات چیت کرنے میں نہایت
ممد و معاون ہو سکتا ہے ”نام“ کا مسئلہ ہے۔ اکثر اوقات سکھوں کا یہ مسئلہ ہندو مت
کے اُس طریقۂ کار سے جس میں کہ وُہ خدا کے نام کو جپتے رہتے ہیں کچھ بہتر معلوم
ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اُن کے خیالات پُرانے زمانے کے مسیحیوں کے
خیالات سے ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پُرانے زمانے کے مسیحی لوگوں کا یہ
اعتقاد تھا کہ یسُوع مسیح کے نام میں ایک زبردست تاثیر اور طاقت موجود
ہے۔ گرنتھ صاحب میں ”نام“ کے مختلف معنی لئے گئے ہیں۔ بعض اوقات وہ خُدا
کے معنوں میں آیا ہے۔ اور بعض اوقات اس سے خُدا کی طاقت مراد ہے
بعض جگہ اس کا مفہوم خدا کا مظہر ہے۔ اور بعض جگہ جیسے پروفیسر
تیجا سنگھ کا خیال ہے اس کا مطلب وہی ہوتا ہے۔ جو لفظ ”لوگاس“ سے
ظاہر ہوتا ہے۔ یعنے خُدا کا وُہ کلام جو گورو پر نازل ہوا اور جسے اُس نے
لوگوں تک پہنچایا۔ گناہ کے متعلق گوروؤں کی تعلیم میں بھی کئی ایک باتیں ہیں
جو کہ سکھوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں سہولت بہم پہنچاتی ہیں وُہ اصحاب
جو سکھوں میں سے مسیحی ہوئے ہیں اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ ایک سچا سکھ
اُس تمام تعلیم سے متفق ہوگا جو مسیحیت میں مسئلہ گناہ سے متعلق ہے۔ اُسے گناہ
کا احساس ہے۔ جیسے ہم مسیحیوں میں اختلاف رائے ہے۔ اسیطرح سکھوں میں بھی
اس بات پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن گوروؤں نے اپنی تعلیم میں اس اہم مسئلہ کی خوبی کے ساتھ وضاحت
کی ہے۔ اور بتلایا ہے۔ کہ مذہبی رسم و رواج کو نظر انداز کر دینا گناہ نہیں ہے۔ بلکہ گناہ رُوح اور

اور انسانی اور الٰہی تعلقات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ گندگی اور ناپاکی دِل میں ہوتی ہے۔ گناہ کوئی ایسی چیز نہیں جو کہ نہانے یا دھونے سے صاف ہو جائے۔ گوُرُوؤں کے خیال میں خدُا کی قربت اور نزدیکی میں رہنا بہشت میں رہنا ہے اور خدُا سے دُوری اور مہجوری دوزخ میں رہنا ہے۔

اگر ہم سِکھوں کے گوروؤں کی تعلیم کا مطالعہ کریں تو ہم کو کئی ایک باتیں ملیں گی جو کہ سِکھوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں بہت مُفید معلوم ہونگی۔ گوروؤں کی تعلیم جو کہ اُنہوں نے خدُا کی ذات کے متعلق دی ہے استعمال کی جا سکتی ہے۔ مثلاً خدُا کی پدرّیت کے موضوع پہ گورو ارجن کی تعلیم پر توجہ دلائی جا سکتی ہے۔ گوروؤں کی تعلیم میں فضل اور معافی کے متعلق بھی خیالات ملتے ہیں۔ البتّہ یہاں ایک بات کا خیال رکھنا ضرُوری ہے۔ ہمیں پہلے ہی اِس بات کی تسلّی کر لینی چاہئے کہ آیا "کرپا" یا "پرشاد" کے الفاظ کے مفہُوم وہی ہیں جو ایک مسیحی کے لئے لفظ "فضل" کے ہو سکتے ہیں؟ اکثر اوقات ان کا مفہوم فرق ہوتا ہے جیسے کہ بعض اوقات مسیحی لفظ "فضل" سے مہربانی کا مفہوم لیتے ہیں۔ برعکس اس کے گوُرُو ارجن نے اپنی تصنیفات میں فضل کا بیان قریباً قریباً اُنہیں معنوں میں کیا ہے جن معنوں میں کہ مسیحی لوگ اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔ گرنتھ صاحب کے جو مقامات ہم استعمال کریں اُن کے صحیح معنوں کو جاننا ہمارے لئے اشد ضرُوری ہے۔ اسیطرح گرنتھ صاحب میں معافی اور خدا کے خالق ہونے کے موضوع کا بیان اُس حد تک نہیں جیسے کہ مسیحی مذہب میں موجود ہے۔ چنانچہ ان باتوں کا مقابلہ کرتے وقت ذرا احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ ہمارا یقین ہے کہ اگر احتیاط و پیش بینی سے کام لیا جائے۔ تو ہمیں کئی ایک باتیں مِل جائینگی۔ جہاں ہر دو مذاہب میں مطابقت و موافقت ہے مسیحی مذہب اور سِکھ دھرم دونوں ذات پات کی تمیز کے خلاف ہیں۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سِکھوں میں ذات پات کے امتیازات کی مخالفت محض قیاسی و خیالی ہے۔ گاؤں کے سکھ ہندُو قوم کے زیرِ اثر ذات پات کے امتیاز کی اُلجھنوں میں کچھ ایسے پھنسے ہوُئے ہیں۔ کہ اُن کا ان پھندوں سے نکلنا دشوار ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ اُن اچھوتوں کو جنہوں نے سِکھ مذہب قبول بھی کر لیا ہے اچھوت ہی خیال کرتے ہیں۔ سِکھ گوروؤں نے اپنی تعلیم میں کہیں بھی اچھوتوں کے ساتھ جو سکھ مذہب کے دائرہ میں آ گئے ہوں اس قسم کا سلوک روا نہیں رکھا۔ چنانچہ ہمارا یہ دعویٰ کہ ان کا طریقہ کار اِس

بات میں اُن کے مذہبی اُصول کے بالکل خلاف ہے بے بُنیاد نہیں۔

اُن مسیحی اصحاب کو جو سکھوں سے مذہبی بات چیت کرنا چاہتے ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ سِکھ اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ ایک گورو کے بعد اُس کا رُوح (گورو دم) دوسرے گوُرُو میں آ جاتا رہا ہے اور یہ بھی کہ اب وُہ رُوح گرنتھ صاحب میں موجود ہے۔ جسمانی لحاظ سے گوُرُو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں تھے۔ مگر اُن میں ایک ہی رُوح بولتا تھا اور وُہ ایک ہی الٰہی عِلم کے زیرِ اثر تھے۔ وُہ طاقت و تاثیر جو اُن میں تھی اور جس کے سبب وُہ گورو کہلائے۔ اُس کا حلول ایک گورو کے بعد دوسرے میں ہو جاتا تھا۔ لہذا بہ لحاظ مُلہم وُہ برابر تھے۔ اور ایک ہی بات کہتے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ گوروؤں کی تعلیم ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ چنانچہ یہ اختلاف گورو نانک۔ گوُرُو ارجن اور گورو گوبند سنگھ کی تعلیم میں خاص طور سے نمایاں ہے۔ اُن اصحاب کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اُن گوروؤں نے اپنے زمانے کو دیکھ کر اُس کے مطابق تعلیم دی۔ اگر گورو نانک صاحب گورو گوبند سنگھ صاحب کے زمانے میں ہوتے تو وہ بھی ایسی ہی تعلیم دیتے جیسی گورو گوبند سنگھ صاحب نے دی۔ سکھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان کے گورو بہ لحاظ مُلہم ایک ہی طاقت اور کامل علم کے زیرِ اثر تھے۔ سکھوں کا یہ عقیدہ کہ گورو میں خدا کی طاقت اور خدا کا رُوح موجوُد ہے مسیحی لوگوں کے پاک رُوح سے متعلق عقیدہ کے ساتھ کچھ میل کھاتا ہے۔ چنانچہ سِکھوں کے اِس عقیدے کا استعمال بھی اُن کے ساتھ بات چیت کرنے میں کیا جا سکتا ہے۔

جب گورو گوبند سنگھ نے وفات پائی۔ تو "گورو دم" گرنتھ صاحب میں آ گیا۔ گرنتھ صاحب کو اُس کے الفاظ کے خیال سے نہیں بلکہ اُس کے مفہوم اور اُس روح کے لحاظ سے جو اس میں موجود ہے مُلہم کہا جاتا ہے۔ سِکھوں کا خیال مسلمانوں کی طرح نہیں ہے۔ کہ اُن کی کتاب لکھی لکھائی آسمان سے نازل ہوئی یا لکھوائی گئی۔ سِکھ اپنی کتاب کو اِن معنوں میں لاثانی قرار دیتے ہیں۔ کہ اُسے گوروؤں نے اپنے ہاتھ سے لکھّا اور اس میں "گوُرُو دم" موجود ہے بیشک گورو ارجن نے اس تمام کتاب کو نہیں لکھّا۔ لیکن لکھتے ہوئے جو طاقت اور رُوح کام کرتی تھی وہ ہی طاقت اور رُوح تمام گوروؤں میں موجود تھی۔ شخصیتیں بہ حیثیت جسم مختلف تھیں۔ مگر طاقت اور روح وہی تھی۔ کیونکہ گوُرُو گوبند سنگھ سے گرنتھ صاحب میں "گورو دم" آیا۔ اس واسطے اُن شلوکوں کی جو

کبیر صاحب نے یا دوسرے اشخاص نے بنائے اور اب گرنتھ صاحب میں موجود
ہیں ایسی ہی قدر ہے جیسے اُن باتوں کی جو گوروؤں نے فرمائیں۔
سکھوں کے ساتھ بات چیت کرتے وقت ایک اور بات جو یاد رکھنی چاہئے۔
یہ ہے۔ کہ سکھ "دوگوروم" کے اعتقاد کے زیرِ اثر گرنتھ صاحب کو ایسی الہامی
کتاب مانتے ہیں جو کہ گوروؤں کی زبان میں مرتب کی گئی۔ یہ کتاب غلطی سے
مبرا ہے بلکہ غلطی کا ہونا از قبیل محالات ہے۔ کیونکہ یہ گوروؤں کی تصنیف
ہے۔ لیکن سکھ یہ بھی مانتے ہیں کہ گرنتھ صاحب آخری کتاب نہیں ہے۔ اور وہ
نامکمل ہے۔ کوئی کتاب خدا کی تعریف آخری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا کی تعریف
میں آخری الفاظ ہم بیان ہی نہیں کر سکتے۔ خدا کی تعریف اور اُستت میں اور
جو کچھ بھی کہا جائیگا وہ ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا۔
اِس خیال کے پیشِ نظر بائبل کا وہ حصّہ جس میں سکھوں کو دلچسپی ہے۔ زبور کی کتاب
ہے۔ زبور کی کتاب کا مطالعہ کرنے وقت اُنہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ گرنتھ صاحب
کی فضا میں ہیں۔ اِس واسطے سکھوں سے بات چیت کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے
بائبل کی کتابوں میں سے زبور کی کتاب سب سے زیادہ مُفید ثابت ہوگی۔ ہم ذیل میں
اُن زبوروں کے حوالہ جات درج کرتے ہیں جن میں سکھ لوگ کافی دلچسپی لیتے ہیں۔

زبور	زبور	زبور
۵	۱۵	۳۴
۵۱	۸۴	۹۰
۱۰۳	۱۱۹	۱۳۹
۱	۴	۸
۱۸	۲۳	۲۵
۲۷	۴۲	۴۶
۶۲	۶۳	۷۱